عہد فاروقی میں غیر مسلموں سے کئے گئے معاہدات کا فقہی مطالعہ

(تحقیقی مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ)

مقالہ نگار

حافظ مقبول احمد

رول نمبر H-7866662

لیکچرار اسلامیات

گورنمنٹ ملت ڈگری کالج

غلام محمد آباد، فیصل آباد

نگرانِ تحقیق

ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

سابق وائس چانسلر

محی الدین اسلامی یونیورسٹی

آزاد کشمیر

کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

2005-2007ء

A Study of Treaties with non-muslim in the period of Hazrat Umer Farooq(R.A.)In the light of Islamic law.

(Thesis for M.Phil Islamic Studies)

Researcher:

Hafiz Maqbool Ahmad
Roll No: H-7866662
Lecturer Islamiat
Gov.Millat Degree College,
Ghulam Muhammad Abad,
Faisalabad.

Supervisor:

Dr. Muhammad Ishaq Qureshi
Ex-Vice Chancellor
Mohyuddin Islamic University
Azad Kashmir.

Faculty of Arabic & Islamic Studies.
Allama Iqbal Open University, Islamabad.
Session: 2005-2007

Approval of Supervisor

TO WHOM IT MAY CONCERN

It is certified that Mr.Hafiz Maqbool Ahmad Roll No. 1-7866662 Reg# 94-PLR-5615 completed his research under my supervision on the topic of:

عہد فاروقی میں غیر مسلموں سے کیے گئے معاہدات کا فقہی مطالعہ

I am fully satisfied with the standard of the research work conducted by the student and allow him submission of his thesis for the degree of M. Phil in Islamic Studies.

Dr. Muhammad Ishaq Qureshi
Faisalabad.

Declaration

I Hafiz Maqbool Ahmad Roll No.H-7866662 as a student of M.Phil. at the Allama Iqbal Open University Islamabad do hereby solemnly declare that the thesis entitled

عہد فاروقی میں غیر مسلموں سے کئے گئے معاہدات کا فقہی مطالعہ

is submitted in partial fulfilment of M.Phil. Degree in Islamic Studies, is my original work and has not been submitted or published earlier and shall not in further be submitted by me for obtaining any degree from this or another university or institution.

Signature ____________

Hafiz Maqbool Ahmad

Acceptance

By the Viva Voce Committee

Title of the thesis:

عہد فاروقی میں غیر مسلموں سے کئے گئے معاہدات کا فقہی مطالعہ

Name of the Student:	Hafiz Maqbool Ahmad
Roll No:	H-7866662
Reg No:	94-PLR-5615

Accepted by the Faculty of Arabic and Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad in partial fulfillment of the requirements for the degree of Ph.D. in Islamic Studies.

Viva Voce Committee

____
Dean

____
Chairman/ Director

____
External Examiner

____
Supervisor

فہرست عنوانات

صفحہ

صفحہ نمبر

صفحہ

صفحہ

اظہارِ تشکر

سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں جو اپنے بندوں پر فضل واحسان فرماتا ہے۔ اس نے بندہ ناچیز کو بھی اپنے فضل واحسان سے ایسے اسباب ووسائل مہیا فرمائے جن کی بدولت میرے لئے اس مقالہ کی تکمیل ممکن ہوئی۔

بے شمار درود وسلام اس ذات ستودہ صفات پر جو محسن انسانیت، رحمت دوعالم، اور مزکی ومعلم بنا کر بھیجے گئے۔ جن کی بعثت کو تمام انسانوں کیلئے رحمت اور اہل اسلام کے لئے فضل واحسان قرار دیا گیا۔ (جزی اللہ عنا سیدنا محمدا ﷺ ما هو اهله)

میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے بورڈ آف ایڈوانس سٹڈیز اینڈ ریسرچ کا شکرگزار ہوں جس نے میرے زیر تحقیق خاکہ کے عنوان کو منظور کیا اور مجھے اسلامی تعلیمات کے ایک پہلو پر تحقیق وجستجو کا موقع فراہم کیا۔ میں کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے ڈین پروفیسر ڈاکٹر محمد باقر خاکوانی اور جملہ اساتذہ کرام بالخصوص ڈاکٹر محی الدین ہاشمی، ڈاکٹر حافظ محمد سجاد اور ڈاکٹر عبدالحمید عباسی کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے مجھے تحقیق کے اصول ومبادی سے آگاہ کیا۔ اور قدم قدم پر اپنی قیمتی ہدایات واصلاحات سے نوازتے رہے۔

میں نگرانِ مقالہ استاذ گرامی پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی کا دل کی گہرائی سے ممنون ہوں جو اپنی گوناگوں تحقیقی تدریسی اور دعوتی مصروفیات کے باوجود کمال شفقت سے میری رہنمائی فرماتے رہے۔ ان کی رہنمائی میرے لئے باعث فخر اور سرمایہ افتخار ہے۔ میں ڈاکٹر ہمایوں عباس جی سی یونیورسٹی لاہور کا شکرگزار ہوں جن کی رفاقت نے مجھ میں تحقیق کا ذوق پیدا کیا اور تحقیقی سفر کا محرک رہے۔ ان کی قدم بڑھانے کی ترغیب اور مفید مشوروں سے ہی یہ کام ممکن ہوا۔

علاوہ ازیں میں پروفیسر قاری محمد اقبال شعبہ علوم اسلامیہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد اور ڈاکٹر خواجہ محمد حامد رضا جی سی یونیورسٹی فیصل آباد کا بھی شکرگزار ہوں جن کی مشاورت ومساعدت سے میری حوصلہ افزائی ہوئی اور مجھے بھرپور رہنمائی ملی۔ میں جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے لائبریرین محمد داؤد، گورنمنٹ ملت ڈگری کالج غلام محمد آباد فیصل آباد کے لائبریرین مہر مظہر حسین، ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد کے منتظمین اور معاونین اور حافظ محمد صدیق بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے حوالہ جات کے لئے کتب کی فراہمی میں میری معاونت فرمائی۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ میری اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ (آمین)

مقالہ نگار

حافظ مقبول احمد

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موضوع تحقیق کا تعارف:

اسلام بنی نوع انسانیت کے لئے مکمل ضابطہ حیات اور امن و سلامتی کا ابدی پیغام اور دائمی منشور ہے۔ اسلامی معاشرہ کثیر العناصر معاشرہ ہوتا ہے۔ اس میں مختلف طبقات و مذاہب کے حامل افراد اپنا انفرادی تشخص برقرار رکھتے ہوئے زندگی گزار سکتے ہیں۔ اس لئے اسلامی معاشرہ کسی دور میں غیر مسلموں سے خالی نہیں رہا کیونکہ اسلام میں مذہب وعقیدہ کے اختیار میں جبر واکراہ نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَآ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْن ﴾ (1)

ترجمہ: دین میں جبر نہیں ہے۔

اسلام پہلا دین ہے جس نے اختلافات کی صورت میں اقوام غیر کے لئے کچھ اصول وضوابط کا پابند کیا ہے۔ قدیم یونانیوں اور رومیوں کے ہاں اقوام غیر کے ساتھ معاملات وتعلقات کے ضمن میں کوئی واضح قواعد وضوابط نہیں ملتے کیونکہ وہ غیر اقوام کو اس قابل ہی نہیں سمجھتے تھے۔ اسلام نے تاریخ عالم میں متحارب وغیر متحارب اقوام کے ساتھ سلوک وتعلقات کے اعتبار سے ایک نئے باب کا اضافہ کیا۔ متحارب غیر مسلم اقوام کے ساتھ اسلام کا رویہ متمدن اقوام سے اعلیٰ وارفع ہے۔ اسلام نے غیر متحارب غیر مسلم اقوام کے لئے معاہدین، مہادنین، ذمیین اور مستأمنین کی اصطلاحات استعمال کی ہیں۔ ان اصطلاحات میں بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ وسلامتی کا مفہوم پنہاں ہے۔

اسلام غیر مسلموں کے ساتھ زندگی گزارنے کے واضح، قابل عمل تصورات اور تعلقات ومعاملات کی بنیاد معاہدات کو قرار دیتا ہے۔ درج ذیل قرآنی آیات غیر مسلموں سے تعلقات ومعاہدات کی بنیاد ہیں۔

﴿ لَا یَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِیَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَیْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ﴾ (2)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں منع کرتا کہ جن لوگوں نے تم سے دین کے معاملہ میں جنگ نہیں کی اور نہ انہوں نے تمہیں گھروں سے نکالا کہ تم ان کے ساتھ احسان کرو اور ان کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

﴿ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴾ (3)

---

(1) البقرۃ 256:2 (2) الممتحنہ 8:60 (3) الانفال 6:8

ترجمہ: اور اگر کفار صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ بھی مائل ہو جایئے اس کی طرف اور بھروسہ کیجئے اللہ پر بیشک وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

﴿ اِلَّا الَّذِیۡنَ یَصِلُوۡنَ اِلٰی قَوۡمٍۭ بَیۡنَکُمۡ وَ بَیۡنَہُمۡ مِّیۡثَاقٌ اَوۡ جَآءُوۡکُمۡ حَصِرَتۡ صُدُوۡرُہُمۡ اَنۡ یُّقَاتِلُوۡکُمۡ اَوۡ یُقَاتِلُوۡا قَوۡمَہُمۡ ؕ وَ لَوۡ شَآءَ اللّٰہُ لَسَلَّطَہُمۡ عَلَیۡکُمۡ فَلَقٰتَلُوۡکُمۡ ۚ فَاِنِ اعۡتَزَلُوۡکُمۡ فَلَمۡ یُقَاتِلُوۡکُمۡ وَ اَلۡقَوۡا اِلَیۡکُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰہُ لَکُمۡ عَلَیۡہِمۡ سَبِیۡلًا ﴾ (4)

ترجمہ: مگر ان کو (قتل نہ کرو) جو تعلق رکھتے ہیں اس قوم سے کہ تمہارے درمیان اور ان کے درمیان معاہدہ ہے یا آ گئے ہوں تمہارے پاس اس حال میں کہ تنگ ہو چکے ہوں ان کے سینے کہ جنگ کریں تم سے یا جنگ کریں اپنی قوم سے اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو مسلط کر دیتا انہیں تم پر تو وہ ضرور لڑتے تم سے پھر اگر وہ کنارہ کر لیں تم سے اور نہ جنگ کریں تمہارے ساتھ اور بھیجیں تمہاری طرف صلح کا پیغام تو نہیں بنائی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان پر زیادتی کرنے کی راہ۔

﴿ وَ اِنِ اسۡتَنۡصَرُوۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ فَعَلَیۡکُمُ النَّصۡرُ اِلَّا عَلٰی قَوۡمٍۭ بَیۡنَکُمۡ وَ بَیۡنَہُمۡ مِّیۡثَاقٌ ؕ وَ اللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴾ (5)

ترجمہ: اور اگر وہ مدد طلب کریں تم سے دین کے معاملہ میں تو فرض ہے تم پر ان کی امداد مگر اس قوم کے خلاف نہیں کہ تمہارے اور ان کے درمیان صلح کا معاہدہ ہو چکا ہے۔

﴿ اِلَّا الَّذِیۡنَ عٰہَدۡتُّمۡ مِّنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ثُمَّ لَمۡ یَنۡقُصُوۡکُمۡ شَیۡئًا وَّ لَمۡ یُظَاہِرُوۡا عَلَیۡکُمۡ اَحَدًا فَاَتِمُّوۡۤا اِلَیۡہِمۡ عَہۡدَہُمۡ اِلٰی مُدَّتِہِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُتَّقِیۡنَ ﴾ (6)

ترجمہ: بجز ان مشرکوں کے جن سے تم نے معاہدہ کیا پھر انہوں نے نہ کی تمہارے ساتھ ذرہ بھر کمی اور نہ انہوں نے مدد کی تمہارے خلاف کسی کی تو پورا کرو ان سے ان کا معاہدہ ان کی مقررہ مدت تک بیشک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو۔

۱: ۔

﴿ قُلۡ یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۢ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَکُمۡ اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَ لَا نُشۡرِکَ بِہٖ شَیۡئًا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ؕ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُوۡلُوا اشۡہَدُوۡا بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ ﴾

ترجمہ: (میرے نبی) آپ کہہ دیجئے! اے اہل کتاب آؤ اس بات کی طرف جو یکساں ہے ہمارے اور تمہارے درمیان (وہ یہ کہ) ہم نہ عبادت کریں کسی کی سوائے اللہ کے اور نہ شریک ٹھہرائیں اس کے ساتھ کسی چیز کو اور نہ بنائے کوئی ہم میں سے کسی کو رب اللہ کے سوا پھر اگر وہ روگردانی کریں (اس سے) تو تم کہہ دینا گواہ رہنا کہ ہم مسلمان ہیں۔

---

(4) النساء 90:4 (5) الانفال 72:8 (6) التوبہ 03:9 (7) آل عمران 64:3

انعقادِ معاہدات کے بعد معاہدات کی پاسداری اور ایفاء کی اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں خاص تلقین کی ہے۔

﴿ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ﴾ (8)

ترجمہ: معاہدات کی پاسداری کرو بے شک معاہدہ کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔

﴿ یاایھا الذین اٰمنوا اَوْفُوْا بِالعقود ﴾ (9)

ترجمہ: اے ایمان والو! پورے کرو اپنے عہدوں کو۔

موضوعِ تحقیق کی ضرورت واہمیت:

اسلامی تعلیمات آفاقی اور بنی نوع انسانیت کے لئے دائمی وابدی ہیں۔ عہدِ نبوی میں غیر مسلم اقوام سے تعلقات کی ابتداء ہجرت حبشہ اور بیعت عقبہ سے ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے عرب قبائل سے ابتدائی روابط دعوتی و تبلیغی مقاصد کے لئے کئے۔ ہجرت مدینہ کے بعد قریش مکہ کے ممکنہ خطرات کے پیش نظر آپ نے مدینہ اور اس کے قرب وجوار کے قبائل سے دفاعی مقاصد کے لئے معاہداتِ حلیفی کئے۔ اس تناظر میں آپ کے مذاکرات، مفاہمتیں، سفارتیں اور مکتوبات بین الاقوامی تعلقات کے حوالے سے فقہ اسلامی میں اولین مأخذ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ میثاق مدینہ، معاہدہ نجران، صلح حدیبیہ اور یہود سے خیبر کا معاہدہ، اور سرحدی قبائل سے معاہدات بین الاقوامی معاہدات کے لئے قواعد وکلیات کے استنباط کے لئے دستوری وآئینی حیثیت رکھتے ہیں۔ عہدِ صدیقی میں داخلی مسائل کے سبب غیر مسلم اقوام سے کم واسطہ پڑا۔ خالد بن ولید کا اہل حیرۃ سے مشہور تاریخی معاہدہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ہدایات کا ہی خلاصہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے عہد میں غیر مسلموں سے معاہدات کے وقت معاہدات نبوی اور معاہدات صدیقی کو کلیدی حیثیت دی۔ عہدِ فاروقی میں اسلامی فتوحات میں وسعت ہوئی تو نئے مذاہب واقوام کا سامنا کرنا پڑا۔ مختلف اقوام ومذاہب سے بقائے باہمی کے قیام کیلئے عہد نبوی وصدیقی کے تناظر میں کئی معاہدات ہوئے جن کا تعلق مختلف احوال وظروف سے ہے۔ ان معاہدات کی روح قرآن وسنت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اجتماعی فکر اور حضرت عمرؓ کی خداداد بصیرت ہے۔ ان معاہدات فاروقی میں عصر حاضر میں اسلامی ریاست کے غیر مسلم ممالک کے ساتھ تعلقات کے لئے رہنما اور قابل عمل اور طے شدہ قواعد وضوابط موجود ہیں۔

اسلامی فتوحات کا نصف سے زائد حصہ عہد فاروقی میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اس لئے غیر مسلم اقوام سے سب سے زیادہ معاہدے عہد فاروقی میں ہوئے۔ ان معاہدات میں بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ وعملی ادائیگی کو یقینی بنایا گیا۔ تاریخ میں پہلی مرتبہ مفتوح اقوام وعوام برابر کے معاہد قرار پائے۔ کتبِ سیر وتواریخ میں یہ معاہدے عقد الامان، عقد الہدنہ اور عقد الذمہ کے نام سے منقول ہیں۔ ان میں بعض مفصل ہیں اور بعض مجمل، لیکن سب کی بنیادی روح ایک ہی ہے مثلاً جان، مال، مذہب اور بنیادی حقوق مثلاً مساوات، عدل وانصاف اور آزادی رائے کا عملی مظاہرہ ہیں۔ عصر حاضر میں یہ معاہدے ہمارے لئے بنیادی اصول

---

(8) بنی اسرائیل 34:17 (9) المائدہ 01:5

ضوابط کا ماخذ و مرجع ہیں ان کی روشنی میں ہم آج بھی غیر مسلم اقوام سے کامیاب تعلقات و معاملات قائم کر سکتے ہیں۔ ان معاہدات میں جہاں امن و صلح کی تفصیلات ہیں وہاں یہ معاہدات بین الاقوامی معاملات و تعلقات سے متعلق رہنما اصول ہیں۔ انسانیت کا احترام اور غیر اقوام کے بنیادی حقوق کا تحفظ معاہدات فاروقی کے بنیادی مقاصد میں سے ہے۔ عہد فاروقی میں غیر مسلموں کی مذہبی آزادی کے بارے میں معاہدہ اہل ماہین کی یہ شق تاریخی اور آئینی حیثیت رکھتی ہے۔

لایغیّرون عن ملّة ولا یحال بینهم وبین شرائعهم (10)

ترجمہ: ان کا مذہب نہ بدلا جائے گا اور ان کے مذہبی امور میں کچھ دست اندازی نہ کی جائے۔

حضرت عمرؓ کو غیر مسلموں سے کئے گئے معاہدات کی پاسداری اور عمل درآمد کی اس قدر فکر تھی کہ موت کے وقت بھی ان معاہدات کے تحفظ و ایفاء کی آپ نے وصیت کی۔

ان یّوفّی لهم بعهدهم وان یّقاتل من ورائهم وان لّایکلّفوا الّا طاقتهم (11)

ترجمہ: ان سے جو عہد ہے وہ پورا کیا جائے ان کی حمایت میں لڑا جائے ان کو ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے۔

غیر مسلم اقوام و مذہب سے تعلقات و معاملات کے ضمن میں عہد نبوی خلفائے راشدین بالخصوص عہد فاروقی کے معاہدات ہمارے لئے بنیادی اصول وضوابط کا مأخذ و مرجع ہیں۔ فقہائے اسلام نے انہی معاہدات سے استخراج کرتے ہوئے دوسری صدی کے وسط میں علم السیر کے نام سے جداگانہ علمی باب کا اضافہ کیا جو آج اسلام کا قانون بین الممالک کہلاتا ہے۔

فقہ السیر اور قانون بین الممالک اور بین الاقوام تعلقات و معاملات میں فقہائے اسلام نے حضرت عمرؓ کے معاہدات کی بنیاد پر قواعد و احکام کا استخراج کیا۔ عصر حاضر میں بین الاقوامیت، عالمگیریت، نئی عالمی تہذیب کی نئی جہتیں اور رجحانات ظاہر ہو رہے ہیں، زمانہ کے تغیرات اور تقاضوں کو مدنظر رکھ کر بین الاقوامی معاہدات و معاملات میں اسلامی قوانین و قواعد کو نئے انداز میں پیش کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت عمرؓ کے معاہدات میں رہنما اصول ہیں۔ ان کی روشنی میں ہم آج بھی غیر مسلم اقوام سے کامیاب تعلقات و معاملات قائم کر سکتے ہیں۔

موضوع تحقیق کا بنیادی سوال:

(۱) اسلام میں غیر مسلموں سے معاہدات کے بارے میں کیا اصول ہیں؟

(۲) اسلامی ریاست میں غیر مسلموں سے معاہدات کرتے ہوئے کیا اصول پیش نظر ہونے چاہئیں؟

---

(10) الطبری، ابوجعفر محمد ابن جریر، تاریخ الامم والملوک، دارالکتب العلمیہ بیروت 2003ء ج 2 ص 530

(11) بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد، باب یقاتل عن اہل الذمة، رقم الحدیث 3005 ص 245

(۳) کیا حضرت عمرؓ نے غیر مسلموں سے معاہدات میں اسلام کے اصولوں کو مدنظر رکھا؟

(۴) عصر حاضر کے حوالے سے حضرت عمرؓ کے غیر مسلموں سے معاہدات کی فقہی اہمیت کیا ہے۔

انہی مقاصد کے پیش نظر میں نے اس موضوع کا انتخاب کیا ہے۔

موضوع تحقیق کا فرضیہ:

(۱) اسلام میں غیر مسلموں سے معاہدات کے بارے میں اصول ہیں۔

(۲) حضرت عمرؓ نے غیر مسلموں سے معاہدات میں عدل و انصاف اور انسانی حقوق کی پاسداری کی ہے۔

(۳) بین الاقوامی قانون اور تعلقات کے تناظر میں حضرت عمرؓ نے غیر مسلموں سے معاہدات میں نئی جہات اور رہنما اصول دیئے ہیں۔

سابقہ کام کی روشنی میں موضوعِ تحقیق کی افادیت:

غیر مسلموں سے تعلقات و معاہدات کے سلسلہ میں بین الاقوام و ممالک اصول و قوانین کی تدوین و تشکیل میں اسلام کو اولین حیثیت حاصل ہے۔ مسلمانوں نے بین الاقوام اصول و قواعد کے لئے جداگانہ علمی اصطلاح السیر استعمال کی۔ فقہ السیر پر اولین کتابیں سیدنا امام حسینؓ کے پوتے زید بن علیؒ، امام ابوحنیفہؒ اور امام اوزاعیؒ کی کتاب السیر، امام ابو یوسف کی کتاب الخراج اور قاسم بن سلامؒ کی کتاب الاموال اولین کتابیں ہیں۔ اس فن میں خاص کتب امام محمدؒ کی السیر الصغیر، السیر الکبیر اور امام شافعیؒ کی کتاب الام ہیں۔ امام سرخسیؒ، امام کاسانیؒ اور مرغینانیؒ نے اس علم کو منضبط کیا۔ امام بدر الدین عینی، ابن تیمیہ اور امام ابن قیمؒ نے ذمیوں کے انفرادی امور و معاملات کو نئے اسلوب میں آگے پہنچایا۔

جدید عرب دنیا میں بین الاقوام معاہدات و تعلقات میں ڈاکٹر عبدالکریم زیدان، ڈاکٹر وہبہ زحیلی، محمود شلتوت، مصطفیٰ احمد زرقاء نے تاریخ ساز کام کیا۔ عہد جدید میں سب سے وقیع کام ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم کا ہے۔ پاک و ہند کے علماء سے سید ابوالاعلیٰ مودودی اور ڈاکٹر محمود احمد غازی اور غیر مسلموں میں مسیحی ڈاکٹر مجید خدوری کے کام کو اہمیت حاصل ہے۔

عصر حاضر میں بین الاقوام تعلقات و معاہدات کے حوالے سے بالخصوص بین المذاہب ہم آہنگی کے تناظر میں حضرت عمرؓ کے غیر مسلموں سے معاہدات و معاملات میں ہمارے لئے اصول اور نظائر ہیں جن پر جدید فقہی انداز میں تحقیق کی ضرورت ہے۔

مقاصد تحقیق:

(۱) اسلام میں غیر مسلموں سے معاہدات کا جائزہ لینا۔

(۲) عہد فاروقی میں غیر مسلموں کے احوال اور حقوق کا مطالعہ کرنا۔

(۳) عہد فاروقی میں غیر مسلموں سے سلوک کے ضمن میں اعتراضات کا جائزہ لینا۔

(۴) معاہدات عہد فاروقی سے عصر حاضر کے تناظر میں فقہی رہنمائی کرنا۔

منہج تحقیق:

منہج تحقیق میں درج ذیل اصولوں کو مدنظر رکھا ہے۔

(۱) بیانیہ اور لائبریری کا طریقہ تحقیق اختیار کیا ہے۔

(۲) تاریخی واقعات کے تجزیہ کے لئے تاریخ نگاری کے اصولوں کو مدنظر رکھا ہے۔

(۳) احادیث نبویہ کا اصول روایت اور درایت کی روشنی میں جائزہ لیا ہے۔

(۴) اصل مآخذ سے استفادہ کیا ہے۔

(۵) حسب ضرورت ثانوی مآخذ کی طرف رجوع کیا ہے۔

(۶) فقہی واجتہادی آراء کے تجزیہ کے لئے اصول فقہ کو مدنظر رکھا ہے۔

(۷) مصطلحات کے تعین اور تشریح کے لئے کتب اللغات کو استعمال کیا ہے۔

(۸) قرآنی آیات کی تشریح اور واقعات سیرت کے تجزیہ کے لئے اصول تفسیر اور اصول سیرت نگاری کو مدنظر رکھا ہے۔

(۹) آخر میں نتیجۃ البحث، سفارشات درج کی ہیں۔

(۱۰) فہارس آیات، احادیث، فقہی اصطلاحات، اماکن اور انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور مشہور ... کے علاوہ مقالہ میں آنے والی شخصیات کا مختصر تعارف بھی لکھا ہے۔

(۱۱) آخر میں ماخذ ومراجع کی فہرست دی ہے۔

مقالہ کے ابواب کی تقسیم وترتیب درج ذیل ہے:

باب اول: معاہدہ کا تعارف واقسام

باب دوم: عہد فاروقی رضی اللہ عنہ اور غیر مسلم

باب سوم: عہد فاروقی کے معاہدات کا اصل متن

باب چہارم: عہد فاروقی میں غیر مسلموں کے حقوق ومراعات اور مالی واجبات کا جائزہ

باب پنجم: عہد فاروقی میں غیر مسلموں کے لئے مخصوص قیود وممنوعات کا تجزیہ

باب اول

معاہدہ کا تعارف اور اقسام

فصل اول: معاہدہ کا مفہوم

فصل دوم: غیر مسلم معاہدین اور اقسام معاہدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل اول: معاہدہ کا مفہوم

مبحث اول: معاہدہ کا لغوی واصطلاحی مفہوم

مطلب اول: معاہدہ کا لغوی مفہوم

لفظ معاہدہ عہد مادہ سے مفاعلہ کے وزن پر ہے۔اس کا لغوی معنی ہے'حفظ الشّي ، رعى الشي' کی خبر لی نگہداشت کرنا،خبر گیری کرنا۔اس کا معروف معنی'الوعد الموثق' پختہ وعدہ ہے۔ابن منظور عہد کی وضاحت کرتے ہیں

وكلُّ ماعوهد الله عليه وكلُّ مابين العباد من المواثيق فهو عهد (1)

ترجمہ: ہر پختہ وعدہ جو اللہ یا بندوں کے درمیان ہو وہ عہد کہلاتا ہے۔

اس لئے لغت میں عہد درج ذیل معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ان سب میں حفاظت ونگہداشت کا مفہوم موجود ہے مثلاً پیچان کر حفاظت کرنا،وصیّت کرنا،ذمہ دار بنانا،حلیف بنانا،وفا کرنا،ضامن بننا،امان دینا،کفالت کرنا،دوست بنانا،قسم (2)

امام الجرجانی عہد کی تعریف میں لکھتے ہیں:

العهد حفظ الشّي ومراعاتة حالا بعد حال ثم استعمل فى الموثق الذى يلزم مراعاتة وهو المراد (3)

ترجمہ:عہد سے مراد کسی چیز کی مسلسل حفاظت ونگرانی کرنا ہے پھر یہ ایسے معاہدہ کے لئے استعمال ہونے لگا جس کی نگرانی لازمی ہو اور یہی مراد ہے۔

مطلب دوم: مترادفات معاہدہ

قرآن وحدیث میں عہد ووعدہ کے لئے عقد کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے جس کا معنی ہے گرہ لگانا،مضبوطی سے باندھنا'۔عقد عہد کے معنی میں ہی استعمال ہوتا ہے۔یہ عہد کے معنی میں تاکید اور پختگی کے لئے آتا ہے۔ابن منظور لکھتے ہیں

والعقد العهد والجمع عقود وهى اوكدالعهود ويقال عهدت الى فلان فى كذا وكذا وتاويله الزمته ذلك فاذا قلت عاقدته اوعقدت عليه فتاويله انّك الزمته ذلك باستيثاق والمعاقده المعاهدة (4)

ترجمہ:عقد عہد کو کہتے ہیں اس کی جمع عقود ہے۔اور عقود عہود میں تاکیدی معنی کے لئے آتے ہیں۔کہا جاتا ہے کہ میں نے فلاں سے ایسے ایسے معاہدہ کیا اس کا مطلب ہوتا ہے میں نے اس کو لازم کیا۔جب تو کہے میں نے عقد کیا تو اس کا مطلب ہوگا کہ میں نے اس کو مضبوطی سے لازم کیا۔معاقدہ سے مراد معاہدہ ہی ہوتا ہے۔

عہد اور عقد کے علاوہ قرآن وحدیث میں معاہدہ کے لئے میثاق ،ایمان اور حلف کے الفاظ بھی اکثر آتے ہیں۔ان کے

درمیان فرق کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ رشید رضا لکھتے ہیں:

فالعهد مايتفق رجلان اوفريقان من الناس على التزامه بينهما لمصلحتهما المشتركة فان اكداه ووثقاه بما يقتضى زيادة العناية والوفابه سمى ميثاقاً وهو مشتقّ من الوثاق بالفتح وهو الحبل والقيد وان اكداه باليمين خاصّة مسمى يمينا وقديسمى بذلك لوضع كل من المتعاقدين يمينه في يمين الأخر عند عقده واليمين فى الاصل اليدالمقابله للشمال والخلف ومن هذه الالفاظ الحلف بالكسر وهو المحالفة اصله من مادة الحلف اى اليمين (5)

ترجمہ: پس عہد دو آدمیوں یا دو انسانی گروہوں کے درمیان مشترکہ مصالح کی خاطر کچھ لازمی امور پر اتفاق کا نام ہے۔ پس اگر وہ اس عہد کو زیادہ مؤکد اور مضبوط بنائیں جس سے وہ معاہدہ مزید حفاظت اور پابندی کا تقاضا کرے تو اس کا نام میثاق رکھا جاتا ہے۔ میثاق یہ وثاق سے مشتق ہے جس کا معنی رسی اور بیڑی ہے۔ اگر اس عہد کو خاص قسم سے مؤکد کریں تو اس کا نام یمین رکھا جاتا ہے' یمین' یہ نام اس لئے بھی رکھا جاتا ہے کیونکہ اس میں معاہدین اپنا دایاں ہاتھ ایک دوسرے کے ہاتھ میں رکھتے ہیں۔ انہی الفاظ میں سے زیر کے ساتھ حلف ہے اور وہ حلیف بنانے سے ہے اس کی اصل مادہ حلف یعنی قسم ہے۔

مطلب سوم: معاہدہ کا اصطلاحی مفہوم

دور حاضر کے معروف قانون دان ڈاکٹر عبدالرزاق احمد سنہوری نے معاہدہ کی اصطلاحی تعریف میں جدید دور کے جملہ تصورات کو سموتے ہوئے بڑی جامع تعریف کی ہے۔

العقد توافق ارادتين او اكثر علىٰ انشاء التزام اَوْ نقلِهِ اَوْتعديلهٖ او انهائه (6)

ترجمہ: عقد دو یا دو سے زائد اشخاص کے باہم متفق ہونے کا نام ہے جو کسی ذمہ داری کو وجود میں لائیں یا منتقل کریں یا اس میں ترمیم کریں یا ختم کریں۔

شیخ محمد رشید رضا معاہدہ کی تعریف میں لکھتے ہیں۔

والمعاهدة عقد العهد بين الفريقين على شروط يلتزمونها (7)

ترجمہ: معاہدہ دو افراد یا گروہوں کے درمیان اس عہد و پیماں کو کہا جاتا ہے جس کا انعقاد ایسی شرائط پر ہوتا ہے کہ جن کا پورا کرنا فریقین پر لازم ہوتا ہے۔

انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا میں معاہدہ (Contract) کی اصطلاحی تعریف درج ذیل ہے۔

- Contract is a promise enforceable by law. The promise may be to do

something. The making of a contract requires the mutual assent of two or more persons one of them ordinarily making an offer and another accepting. If one of parties fails to keep promise other is entitled to legal recourse against him. (8)

معاہدہ ایک وعدہ ہوتا ہے جس کا بذریعہ قانون نفاذ ہوتا ہے۔ یہ وعدہ کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا ہوتا ہے۔ معاہدہ میں دو یا زیادہ فریقوں کی باہمی رضامندی ضروری ہے۔ عام طور پر ان میں سے ایک پیش کش کرتا ہے اور دوسرا قبول کرتا ہے۔ اگر ایک فریق وعدہ پورا کرنے میں ناکام ہو جائے تو دوسری پارٹی قانونی چارہ جوئی کا استحقاق رکھتی ہے۔

جسٹس ایس اے رحمان معاہدہ کی جامع اصطلاحی تعریف میں لکھتے ہیں:

فریقین کے مابین کوئی خاص کام کرنے یا اس سے احتراز کرنے کا اقرار ایک فریق کی طرف سے پیش کش اور دوسرے فریق کی طرف سے قبولیت بالفاظ یا بافعال، بالوضاحت یا بالمعنی ہونا ضروری ہے ایفائے معاہدہ کے لئے ایک معقول یا معین مدت بھی مقرر کی جاتی ہے۔ ایک قانوناً جائز معاہدہ کے لئے ضروری ہے کہ فریقین صحیح الدماغ اور بالغ ہوں اور رضا و رغبت معاہدے میں شریک ہوں۔ بعض معاہدات کے لئے ضروری ہے کہ وہ تحریر میں لائے جائیں اور ان پر فریقین کے دستخط ہوں۔ بعض اوقات معاہدہ شکنی کی صورت ہرجانہ کے لئے دعوائے دیوانی دائر کیا جا سکتا ہے۔ (9)

مطلب چہارم: معاہدہ کا شرعی مفہوم

امام ابوبکر الجصاص ﴿یایھا الذین اٰمنوا بالعقود﴾ کی روشنی میں معاہدہ کی شرعی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں

العقد مایعقده العاقد علی امر یفعله هو اویعقد علیٰ غیره فعله علیٰ وجه الزامه اياه (10)

ترجمہ: عقد سے مراد وہ عہد ہے جو عاقد کسی معاملہ پر کرتا ہے کہ وہ اسے خود کرے گا یا اپنے غیر سے عہد لے کہ فلاں کام لازماً کرنا ہوگا۔

مشہور محقق ڈاکٹر عبدالکریم زیدان نے مختلف فقہاء کی آراء کی روشنی میں عقد/معاہدہ کی درج ذیل فقہی و شرعی تعریف کی ہے۔

العقد فی اللغة یطلق علی الشد والجمع بین اطراف الشّئ وربطها كما یاتی بمعنی احكام الشّيیءِ وتقويته وفی الاصلاح الفقهی كما جاء فی مرشد الحيران عبارة عن ارتباط الايجاب الصادر من احد الطرفين بقبول الاخر علی وجه يثبت اثره فی المعقود عليه وقال آخرون فی تعريفة للعقد ربط بين كلامين اوما يقوم مقامهما يشأعنه اثره الشرعی فالعقد اذن ينشا بين طرفين ويستلزم ارادتين تقفقان علی احدث اثرقانونی (11)

ترجمہ: عقد لغت میں باندھنا اور کسی شے کے کناروں کو آپس میں جوڑنے کے معنی میں آتا ہے جیسے کسی چیز کو محکم اور مضبوط کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ فقہی اصطلاح میں جیسے مرشد الحیران میں آیا ہے اس سے مراد ایسی عبارت ہے جو طرفین میں سے کسی ایک کی پیش کش کو دوسرے کی قبولیت سے جوڑتی ہے اس طرح کہ اس کا اثر معقود علیہ پر ثابت ہوتا ہے۔ بعض نے عقد کی تعریف میں کہا کہ دو کلاموں یا ان کے قائم مقام کو آپس میں جوڑنا ہے کہ اس سے اثر شرعی پیدا ہو یعنی عقد افراد کے درمیان ہوتا ہے اس میں دو ارادے لازمی ہیں جو ایک قانونی اثر پیدا کرنے میں متفق ہوں۔

عالم عرب کے مشہور عالم و محقق محمد رواس قلعہ جی کی معاہدہ کی تعریف قدیم و جدید آراء کی جامع ہے۔ لکھتے ہیں

العقد اتفاق بين طرفين يلتزم فيه كل منهما تنفيذ ماتم الاتفاق عليه ولا بد فيه من ايجاب وقبول (12)

ترجمہ: عقد طرفین کے درمیان اتفاق جو ان میں سے ہر ایک پر لازم کرتا ہے اس کے نفاذ کا جس پر اتفاق ہوا ہے۔ اس میں ایجاب وقبول ضروری ہے۔

علامہ رشید رضا شریعت اسلامیہ کے تناظر میں معاہدہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

العهد عبارة عما يلتزم به المرء الاخر وهو بعمومه يشمل ماعاهد المؤمنون عليه الله بايمانهم من السمع والطاعة والاذعان لكل ماجاء به دينه ويذكر العهد فى القرآن والسنة كثيرا ويراد به فى الغالب مايعاهد به الناس بعضهم بعضاً عليه - يجب على المسلم ان يلتزم بما يتعاقد عليه مع الناس مالم يكن مخالفا لامر الله ورسوله الثابت عنده والقواعد الدين لعمل ويقول استاذ الامام مامثاله ان الايفاء بالعهود والعقود من اهم الفرائض التى فرضها الله تعالى لنظام المعيشة والعمران (13)

ترجمہ: معاہدہ ایسی عبارت ہوتی ہے جس کے ذریعے ایک آدمی دوسرے کے لئے پابند ہو جاتا ہے۔ اس سے عموماً ہر ایسے عہد مراد ہوتے ہیں جو مومن اللہ سے ایمان کے ذریعے کرتے ہیں یعنی اطاعت وسمع اور تابعداری وعاجزی ہر اس حکم کی جو دین لے کر آیا۔ معاہدہ کا ذکر قرآن وحدیث میں اکثر آیا ہے۔ اس سے مراد وہ معاہدات بھی ہیں جو لوگ ایک دوسرے سے کریں جب تک وہ اللہ رسول کے حکم اور قواعد دین کے مخالف نہ ہوں۔ استاذ امام شیخ عبدہ فرماتے ہیں کہ مثلاً معاہدے وعقود کی پابندی فرائض میں سے ایک اہم فریضہ ہے جس کو اللہ نے نظام معیشت اور معاشرت کے لئے فرض قرار دیا ہے۔

مطلب پنجم: اقسام معاہدہ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ یایها الذین امنوا اَوْفُوْا بالعقود ﴾ (14)

ترجمہ: اے ایمان والو! پورے کرو اپنے عہدوں کو۔

تمام مفسرین کے نزدیک عقود سے مراد "عہود (معاہدے) ہیں۔

العقود فی هذا الموضع اراد بها العهود (15)

ترجمہ: عقود سے یہاں مراد معاہدات ہیں۔

عقود عقد کی جمع ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاہدہ کی کئی اقسام ہیں۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

العقود باعتبار المعقود والعاقد ثلاثة اضرب عقد بین الله وبین العبد وعقد بین العبد ونفسه وعقد بینه وبین غیره من البشر (16)

ترجمہ: معاہدات کی معقود (جس چیز پر معاہدہ ہو) اور عاقد (معاہدہ کرنیوالا) کے اعتبار سے تین اقسام ہیں۔

(۱) اللہ اور بندے کے درمیان معاہدہ (۲) بندے کا اپنی ذات سے معاہدہ (۳) بندے کا دوسرے انسانوں سے معاہدہ

علامہ آلوسی کی وضاحت اور معاہدہ کی لغوی و اصطلاحی تعریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ "عہود وعقود" انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہیں۔ انسانی معاشرہ میں دوام و تسلسل اور عدل و امن کا قیام معاہدات کی حفاظت و بقاء میں ہے۔

امام القرطبی مذکورہ آیۃ کی روشنی میں فرماتے ہیں:

العقود وهی ماعقده المرء علی نفسه من بیع وشراء واجارة وکراء ومناکحة وطلاق ومزارعة ومصالحة وتملیک و تخییر وعتق وتدبیر و غیر ذلک من الامور ماعقده علی نفسة لله من الطاعات کالحج والصیام والاعتکاف والقیام والنذر وما اشبه ذلک من طاعات ملة الاسلام (17)

ترجمہ: عقود ایک وہ ہے جو انسان اپنے آپ سے کرتا ہے مثلاً کاروبار، اجارۃ/ کرایہ، نکاح، طلاق، مزارعت، کسی کو مالک و مختار بنانا، آزادی، تدبیر اس کے علاوہ دیگر امور جو انسان اللہ سے عہد کرتا ہے طاعات سے مثلاً حج، روزہ، اعتکاف، قیام اور نذر اور جو اس سے ملتی جلتی طاعات وعبادات ملت اسلامیہ کی ہیں۔ امام ابوبکر جصاص اور امام ابن کثیر معاہدات کی مختلف انواع اور صورتوں کو اختصاراً چھ اقسام میں بیان کرتے ہیں:

العقود ستة. عهد الله، وعقد الحلف، وعقد الشرکة، وعقد البیع، وعقد النکاح، وعقد الیمین (18)

ترجمہ: معاہدات کی چھ اقسام ہیں۔ اللہ سے معاہدہ، معاہدہ حلف، معاہدہ شراکت، معاہدہ خرید و فروخت، معاہدہ نکاح، معاہدہ قسم۔

مبحث دوم: شریعت اسلامیہ اور غیر مسلم سے معاہدات

جس طرح مسلمانوں کے ساتھ تعلقات و معاملات کی بنیاد معاہدات ہیں ایسے ہی غیر مسلموں سے تعلقات و معاملات اور بقائے باہمی کی بنیاد عقود و معاہدات ہیں۔ اس طرح معاہدات کی ایک اہم قسم بین الاقوامی یا بین الامذاہب معاہدات ہے۔ غیر مسلموں سے معاہدات کی بنیاد قرآنی احکام، رسول اللہ ﷺ کے اعمال و اقوال، صحابہ کے تعامل و اجتہادات اور فقہائے اسلام کی آراء ہیں۔

مطلب اول: قرآن اور غیر مسلموں سے معاہدات کی مشروعیت

درج ذیل قرآنی آیات غیر مسلموں سے تعلقات و معاہدات کی بنیاد ہیں۔

1:۔ ﴿ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ م بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّيَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ . فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴾ (19)

ترجمہ: (میرے نبی) آپ کہیئے! اے اہل کتاب آؤ اس بات کی طرف جو یکساں ہے ہمارے اور تمہارے درمیان (وہ یہ کہ) ہم نہ عبادت کریں کسی کی سوائے اللہ کے اور نہ شریک ٹھہرائیں اس کے ساتھ کسی چیز کو اور نہ بنائے کوئی ہم میں سے کسی کو رب اللہ کے سوا پھر اگر وہ روگردانی کریں (اس سے) تو تم کہہ دینا گواہ رہنا کہ ہم مسلمان ہیں۔

2:۔ ﴿ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ م بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ط وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ط فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ لا فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ہ ﴾ (20)

ترجمہ: مگر ان کو (قتل نہ کرو) جو تعلق رکھتے ہیں اس قوم سے کہ تمہارے درمیان اور ان کے درمیان معاہدہ ہے یا آ گئے ہوں تمہارے پاس اس حال میں کہ تنگ ہو چکے ہوں ان کے سینے کہ جنگ کریں تم سے یا جنگ کریں اپنی قوم سے اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو مسلط کر دیتا انہیں تم پر تو وہ ضرور لڑتے تم سے پھر اگر وہ کنارہ کر لیں تم سے اور نہ جنگ کریں تمہارے ساتھ اور بھیجیں تمہاری طرف صلح کا پیغام تو نہیں بنائی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان پر زیادتی کرنے کی راہ۔

اس آیۃ کی تفسیر میں امام قرطبی لکھتے ہیں۔

فی هذه الاية دليل علىٰ اثبات الموادعة بين اهل الحرب و اهل الاسلام اذا كان فی الموادعة مصلحة للمسلمين (21)

ترجمہ: یہ آیت مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان معاہدہ صلح کے ثبوت میں دلیل ہے جب یہ صلح مسلمانوں کی مصلحت میں ہو۔

3:۔ ﴿ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ﴾ (22)

ترجمہ: اور اگر مقتول ایسی قوم سے ہو کہ تمہارے درمیان اور اس کے درمیان معاہدہ ہے تو قاتل خون بہا دے اس کے گھر والوں کو اور آزاد کرے ایک مسلمان غلام۔

اس آیۃ کی روشنی میں احمد مصطفیٰ المراغی لکھتے ہیں

وهم الذين عاهدوكم على السلم لايقاتلونكم ولا تقاتلونهم كما هو حال الدول في عصرنا يعقد بعضهم و مواثيق مع بعض آخر الايقاتلوهم ولا يساعدو عليهم عدوا (23)

ترجمہ: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن سے سلامتی پر تمہارا معاہدہ ہو جائے کہ نہ وہ تم سے لڑیں گے نہ تم ان سے لڑو گے جیسے آج کل دنیا کا حال ہے۔ ایک دوسرے سے مضبوط معاہدے ہوتے ہیں کہ نہ وہ ان سے جنگ کریں گے اور نہ ان کے خلاف دشمن کی مدد کریں گے۔

4:۔ ﴿ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴾ (24)

ترجمہ: اور اگر کفار صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ بھی مائل ہو جایئے اس کی طرف اور بھروسہ کیجئے اللہ پر بیشک وہی سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

امام قرطبی غیر مسلموں سے صلح کے ضمن میں مختلف اقوام وآراء نقل کرنے کے بعد اس آیۃ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

وان كان للمسلمين مصلحة في الصلح لنفع يجتلبونه اوضرر يدفعونه فلا باس ان يبتدئ المسلمون به اذا احتاجوا اليه وقد صالح رسول الله اهل خيبر على شروط اذا فقصوها تنقض صلحهم وقد صالح الضمرى واكيدر دومه واهلي نجران وقدها دن قريشًا لعشرة اعوام حتى نقضو عهده وما زالت الخلفاء والصحابة على هذا السبيل التى شرعنا ها سالكة

ترجمہ: اور اگر مسلمانوں کے لئے صلح میں مصلحت ہو کہ اس میں جلب منفعت اور دفع مضرت ہو تو کوئی حرج نہیں صلح کی ابتداء مسلمانوں کی طرف سے ہو جب وہ اس کے محتاج ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر سے کچھ شرائط پر صلح کی جب انہوں نے اس کی خلاف ورزی کی تو ان کی صلح ختم ہوگئی رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی قبیلہ ضمری اور دومہ کے سردار اکیدر اور اہل نجران سے مصالحت کی۔ قریش سے آپ نے دس سال کے لئے جنگ بندی کا معاہدہ کیا یہاں تک کہ انہوں نے اس معاہدہ کو توڑ دیا۔ خلفائے راشدین اور صحابہ اسی راستے پر ہمیشہ چلتے رہے۔ جیسے ہم نے بیان کیا۔

اس آیۃ کے منسوخ ہونے کے حوالے سے آپ لکھتے ہیں۔

دقليل يست بمسوخة بل اراد قبول الجزية من اهل الجزية قد صالح اصحاب رسول الله

ﷺ فی زمن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ومن بعدہ من الأئمة کثیرا من بلاد العجم علی ماأخذوہ منھم وترکوھم علی ماھم فیہ وھم قادرون علی استصالھم (25)

ترجمہ: بعض کا خیال ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ اس سے مراد اہل جزیہ سے جزیہ کی قبولیت ہے۔ ... رسول ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب کے زمانہ میں ایسی ہی صلح کی آپ کے بعد بلاد عجم میں سے اکثر خلفائے ... انہوں نے ان سے جزیہ لیا اور ان (غیر مسلموں) کو ان کی حالت پر رہنے دیا حالانکہ وہ ان کے استحصال پر قادر تھے۔

5:۔ ﴿وَاِنِ سْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيْثَاقٌ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾ (26)

ترجمہ: اور اگر وہ مدد طلب کریں تم سے دین کے معاملہ میں تو فرض ہے تم پر ان کی امداد مگر اس قوم کے خلاف نہیں کہ تمہارے اور ان کے درمیان صلح کا معاہدہ ہو چکا ہے۔

6:۔ ﴿اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ہ﴾ (27)

ترجمہ: بجز ان مشرکوں کے جن سے تم نے معاہدہ کیا پھر انہوں نے نہ کمی کی تمہارے ساتھ ذرہ بھر اور نہ انہوں نے مدد کی تمہارے خلاف کسی کی تو پورا کرو ان سے ان کا معاہدہ ان کی مقررہ مدت تک بیشک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو۔

7:۔ ﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ﴾ (28)

ترجمہ: جنگ کرو ان لوگوں سے جو نہیں ایمان لاتے اللہ پر اور روز قیامت پر اور نہیں حرام سمجھتے جسے حرام کیا ہے اللہ نے اور اس کے رسول نے اور نہ قبول کرتے ہیں سچے دین کو اور ان لوگوں میں سے جنہیں کتاب دی گئی ہے یہاں تک کہ دیں وہ جزیہ اپنے ہاتھ سے اس حال میں کہ وہ مغلوب ہوں۔

8:۔ ﴿لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾ (29)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں منع کرتا کہ جن لوگوں نے تم سے دین کے معاملہ میں جنگ نہیں کی اور نہ انہوں نے تمہیں گھروں سے نکالا کہ تم ان کے ساتھ احسان کرو اور ان کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

مطلب دوم: عہد نبوی اور غیر مسلموں سے معاہدات کی شرعی حیثیت

پیغمبر اسلام ﷺ کی زندگی سے ایسی عملی مثالیں اور تاکیدی اقوال ملتے ہیں جو اسلام میں غیر مسلم اقوام سے تعلقات کی مشروعیت کا مأخذ ہیں۔

ڈاکٹر عبدالکریم زیدان لکھتے ہیں:

وفی السنة مقدار کبیر من الاحکام والقواعد المتعلقة بموضوع القانون الدولی العام الاسلامی کما اننانجد سوابق مهمة جدا تتعلق بهذا الموضوع فی معاهدات النبی ﷺ التی عقدها مع الیهود و قریش واهل بخران و غیرهم وفی کتبه ورسائله الی رؤساء الدول وفی اوامره لامراء الجیش والبلدان ففی هذه السوابق نجد الدلیل علی النهج المباح سلوکه من قبل الدولة الاسلامیة عند عقدها المعاهدات مع غیرها من الدول وما یجوزلها ان تلتزم به ومالایجوز مراعیة فی ذلک مصلحتها وظروفها (30)

ترجمہ: سنت رسول ﷺ میں بڑی مقدار میں ایسے احکام اور قواعد ہیں جو اسلام کے بین الاقوامی قانون کے متعلق ہیں جیسا کہ ہمیں اس موضوع کے متعلق بڑی اہم نظیریں اور مثالیں آپ کے ان معاہدات میں ملتی ہیں جو آپ نے یہود، قریش اور اہل بخران سے کئے۔ آپ کے خطوط و رسائل مختلف حکومتوں کے سربراہوں کو اور آپ کے فرامین جو آپ نے امرائے لشکر اور مختلف علاقوں کے امراء کو بھیجے ان مثالوں میں ہمیں اس طریقے کی دلیل ملتی ہے جس پر اسلامی حکومت کے لئے غیر اقوام سے معاہدات کے وقت چلنا مباح ہے اس صورت میں اس کے لئے کیا لازمی ہے اور کیا پابندی جائز نہیں ان سب چیزوں میں وہ مصلحت اور اپنے حالات کا خیال رکھے گی۔

مطلب سوم: تعامل صحابہ وخلفاء راشدین

غیر مسلموں سے معاہدات میں صحابہ کے تعامل بالخصوص خلفاء راشدین کے اقوال و اعمال ایک اہم مأخذ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ خلفاء راشدین کو دین میں بلند درجہ حاصل ہے۔ ان کو دین میں تفقہ، مقاصد شرعیہ کی خاص معرفت اور سنت نبویہ میں وسیع درایت حاصل ہے۔ ان کے ادوار میں وسیع علاقے فتح ہوئے جہاں انہیں مختلف غیر مسلم اقوام سے معاہدات و معاملات کا سامنا ہوا ان کے اعمال و آراء اور اجتہادات اس باب میں ہمارے لئے رہنما اصول ہیں۔

ڈاکٹر عبدالکریم زیدان لکھتے ہیں:

فعقدو المعاهدات ووجهو الاوامرو والتعلیمات الی امراء الجیوش والاقالیم فیما یجب علیهم اتباعه فی قتالهم وسلمهم ومعاهداتهم ممایعطینا سوابق مهمة فی هذا الباب ویمکن

الاستدلال بها والاخذ بموجبها او القياس عليها وهذا ماسار عليه الفقهاء فانا نجدهم يحتجون باعمالهم ويستدلون بها (31)

ترجمہ: پس انہوں نے معاہدے کئے اور لشکر اور صوبوں کے امراء کو تعلیمات واحکام دیئے جن کی پیروی ان کے لئے جنگ، امن اور معاہدات میں ضروری تھی جو ہمیں اس باب میں اہم مثالیں دیتے ہیں ان سے استدلال اور ان پر عمل یا ان کو اختیار کرنا یا قیاس کرنا ممکن ہوتا ہے یہی طریقہ جن پر فقہاء چلے ہم پاتے ہیں ان کو کہ وہ اس کو حجت بناتے ہیں اور اس سے استدلال پکڑتے ہیں۔

اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مکتوب بنام اشتر النخعی ایک دستوری دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپؓ لکھتے ہیں:

ولا تدفعن صلحا دعاک اليه عدوک ولله فيه رضى فان فى الصلح دعة يجنودک وراحة من همومک وامنا لبلادک ولكن الحذر كل الحذر من عدوک بعد صلحه فان العدو ربما قارب ليتغفل فخذ بالحزم واتهم فى ذلک حسن الظن وان عقدت بينک وبين عدوک عقدة او البسته منک ذمة فحط عهدک بالوفاء وارع ذمتک بالامانة (32)

ترجمہ: اور تو دشمن کی دعوت صلح کو رد نہ کر جب اس میں اللہ کی رضا ہو کیونکہ اس میں تیرے لشکر کا آرام ہے تیری پریشانیوں کی راحت ہے۔ تیرے شہروں کے لئے امن ہے لیکن صلح کے بعد اپنے دشمن سے مکمل خبردار رہ بعض اوقات دشمن قریب ہوتا ہے تاکہ وہ غفلت میں ڈالے۔ صلح ضرور کر اس میں حسن ظن رکھ اگر دشمن سے کوئی معاہدہ کرے یا ذمی بنائے تو اپنے معاہدہ کی پابندی کر اور اپنی ذمہ داری کی دیانت سے حفاظت کر۔

مطلب چہارم: فقہائے اسلام اور علم السیر (بین الاقوامی تعلقات)

فقہائے اسلام نے دیگر شعبوں کی طرح غیر مسلموں سے روابط و تعلقات کے ضمن میں احکام و مسائل کے استنباط و استخراج میں بے نظیر اور لازوال کام کیا جو دنیا کی کوئی قوم نہ کر سکی۔ انہوں نے قرآن و سنت اور تعامل صحابہ سے اجتہاد و قیاس کے ذریعے ایک جداگانہ علم یعنی السیر کو متعارف کروایا جس کا موضوع ہی مسلمانوں کا غیر مسلم اقوام سے رویہ اور طرز عمل ہے۔ امام سرخسی لکھتے ہیں: اعلم ان السير جمع سيرة وبه سمى هذا الكتاب لانه بين فيه سيرة المسلمين فى المعاملة مع المشركين من اهل الحرب ومع اهل العهد منهم من المستامنين واهل الذمة ومع المرتدين واهل البغى (33)

ترجمہ: جاننا چاہئے سیر سیرت کی جمع ہے (جس کا معنی طرز عمل اور رویہ کے ہیں) اس کتاب کا نام سیر اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس میں مسلمانوں کے اس طرز عمل سے بحث کی گئی جو متحارب مشرکین، معاہدین، مستامنین، مرتدین اور باغیوں

سے اختیار کیا جاتا ہے۔

غیر مسلموں سے تعلقات و معاہدات کا تعلق حالت جنگ و امن دونوں سے ہے لیکن یہ جواز دو چیزوں سے مشروط ہے۔ تعلقات میں اسلامی شریعت کی مخالفت نہ ہو دوسرا مسلمانوں کے لئے مصلحت و بہتری ہو۔ ڈاکٹر عبدالکریم زیدان لکھتے ہیں۔

وجواز عقد المعاهدات لايقف عند حالات الحرب بل يجوز فى جميع الاحوال و تنظيم مختلف الامور مادام فى ذلک مصلحة للدولة الاسلامية ولاخالف احكام الشريعة كما [34]

ترجمہ: معاہدات کے انعقاد کا جواز حالت جنگ پر ہی موقوف نہیں ہے بلکہ جملہ حالات میں اور مختلف امور کی تنظیم کے لئے جائز ہے جب تک کہ اس میں اسلامی ریاست کی مصلحت اور احکام شرعیۃ کی مخالفت نہ ہو۔

فصل دوم: غیر مسلم معاہدین اور اقسام معاہدہ

مبحث اول: غیر مسلم معاہدین کی اقسام

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو جمیع انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا کما قال اللہ تعالیٰ:

﴿ قُلْ یٰٓاَیُّھَاالنَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا ﴾ (35)

ترجمہ: آپ فرمائیے اے لوگو! بے شک میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف۔

﴿ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ﴾ (36)

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر۔

یہ شہادت قرآن ہے کہ آپ کی رسالت زمان ومکان کے اعتبار سے عام ہے اور آپ عالمی نبی اور رسول ہیں۔ تمام انسانوں میں سے جو افراد اور اقوام آپ پر ایمان لائے وہ مسلم کہلاتے ہیں اور جو ایمان نہیں لائے وہ غیر مسلم کہلاتے ہیں۔

شریعت اسلامیہ میں انسانوں کی تقسیم رنگ، نسل، زبان اور علاقہ کے اعتبار سے نہیں بلکہ قبولیت دعوت اسلام کے لحاظ سے ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ:

﴿ ھُوَالَّذِیْ خَلَقَکُمْ فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَّمِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ ط وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴾ (37)

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا پھر تم میں سے بعض کافر ہیں اور تم میں سے بعض مومن ہیں اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو خوب دیکھ رہا ہے۔

شریعت اسلامیہ میں غیر مسلموں کی درج ذیل معروف اقسام ہیں باقی سب انہی کے ضمن میں آجاتی ہیں۔

(۱) یہود (۲) نصاریٰ (۳) صابئین (۴) مجوس (۵) مشرکین (۶) مرتدین (۷) [illegible]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالصّٰبِئِیْنَ وَالنَّصٰرٰی وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا اِنَّ اللّٰہَ یَفْصِلُ بَیْنَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ . اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ ﴾ (38)

ترجمہ: بے شک اہل ایمان، یہودی، ستارہ پرست، عیسائی، آتش پرست اور مشرک ضرور فیصلہ فرمائے گا اللہ تعالیٰ (ان سب گروہوں) کے درمیان قیامت کے دن، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مشاہدہ فرما رہا ہے۔

﴿ وَمَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَیَمُتْ وَھُوَ کَافِرٌ فَاُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ج وَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ﴾ (39)

ترجمہ: اور جو پھرے تم میں سے اپنے دین سے پھر مر جائے حالت کفر میں یہی وہ بدنصیب ہیں کہ ضائع ہو گئے ان کے عمل دنیا وآخرت میں اور یہی دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

﴿ وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴾ (40)

ترجمہ: اور وہ کہتے ہیں نہیں کوئی دوسری زندگی بجز ہماری دنیا کی زندگی کے (یہیں) ہم نے مرنا اور زندہ رہنا ہے اور نہیں کوئی فنا کرتا ہمیں مگر زمانہ حالانکہ انہیں اس حقیقت کا کوئی علم نہیں وہ محض ظن وتخمین سے کام لے رہے ہیں۔

قرآن نے غیر مسلموں سے قرب و بعد کی بنیاد ان کے عقائد ونظریات کو قرار دیا ہے اس اعتبار سے غیر مسلموں کی درج ذیل اقسام ہیں۔

(۱) اہل کتاب، مثلاً یہود ونصاریٰ۔ (۲) شبہ اہل کتاب، مثلاً مجوس، صابئین۔ (۳) مشرکین عرب یا غیر اہل کتاب۔ (۴) عام مشرکین اور منکرین خدا۔ (۵) مرتدین۔ مسلمانوں کے ساتھ بالفعل تعلقات قائم رکھنے کے اعتبار سے غیر مسلموں کی درج ذیل اقسام ہیں۔ (۱) مستامنین (۲) مہادنین یا اہل موادعۃ (۳) معاہدین یا اہل ذمہ (۴) مفتوحین یا اہل عنوۃ

مطلب اول: مستأمنین

وہ اجنبی جو عارضی قیام کی نیت سے اجازت کے ذریعے اسلامی ریاست میں داخل ہو۔ خواہ وہ حربی یا غیر حربی مستأمن ہے۔ الدکتور عبدالکریم زیدان مستأمن کی تعریف کرتے ہیں۔

المستأمن (بكسر الميم) طالب الامان (وبفتح الميم) من صار مأمنا وفي الاصطلاح الفقهى الحربى. اىّٔ غير المسلم التابع لدولة غير اسلامية اذا دخل اقليم الدولة الاسلامية باذن منها وهذا الاذن يسميه الفقهاء الامان المؤقت فالمستامن اذن يقابل الاجنبى في اصطلاحنا القانونى (41)

ترجمہ: مستأمن میم کی زیر کے ساتھ امان کا مطالبہ کرنے والے کو کہتے ہیں۔ اگر میم کی زبر کے ساتھ ہو تو اس سے مراد ہوتا ہے کہ جس کو امان مل جائے فقہی جنگی اصطلاح میں اس سے مراد غیر مسلم ریاست کا باشندہ ہے جو اسلامی ریاست میں اس کی اجازت سے داخل ہو۔ اس اجازت کو فقہاء الامان المؤقت کہتے ہیں۔ ہماری قانونی اصطلاح میں مستأمن اجنبی کے معنی میں ہوتا ہے۔

مطلب دوم: مہادنین یا اہل موادعۃ

اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن سے جنگ ہو رہی ہو۔ مسلمانوں اور متحارب غیر مسلم قوم کے درمیان عارضی جنگ بندی کی وجہ سے عارضی مصالحت ہوگئی ہو۔ صلح کی شرائط پر ان سے معاملات طے ہوئے ہوں ان کے لئے عموماً اہل ہدنہ اور

صلح یا موادعین کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔الدکتور وھبہ الزحیلی لکھتے ہیں۔

والهدنة ، عبارة عن اتفاق خاص يعقد بين الدول المتحاربة بقصد ايقاف القتال مؤقتا (42)

ہدنہ دو متحارب ریاستوں کے درمیان خاص وقت کے لئے جنگ بندی کے مقصد کیلئے کسی معاہدہ پر خاص اتفاق کا نام ہے۔

مطلب سوم: معاہدین یا اہل ذمۃ

ایسے غیر مسلم جو کسی معاہدہ کے تحت اسلامی ریاست کے شہری بن گئے ہوں جن کے جان و مال کے تحفظ کی ذمہ داری اسلامی ریاست نے لی ہو۔الدکتور وھبہ زحیلی لکھتے ہیں:

الذمة فى اللغة العهد وهو الامان والضمان والكفالة وعند الفقهاء هو التزام تقرير الكفار فى ديارنا وحمايتهم والدفاع عنهم ببذل الجزية والاستسلام من جهتهم (43)

ترجمہ: ذمہ لغت میں عہد کو کہتے ہیں۔عہد سے مراد امان،ضمانت اور کفالت ہے اور فقہاء کے نزدیک ہمارے ممالک میں کفار کے قیام اور ان کے تحفظ اور ان کے دفاع کی ذمہ داری ہے اس کے بدلے میں ان کی طرف سے جزیہ کی ادائیگی اور اطاعت ہے۔

مطلب چہارم: مفتوحین یا اہل عنوۃ

عنا یعنو کا لغوی معنی ہے بالقوۃ بزور طاقت حاصل کرنا۔شریعت اسلامیہ میں اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کے خلاف جنگ کی ہو شکست کے بعد اسلامی حکومت کی اطاعت پر مجبور ہوئے ہوں۔حکومت ان سے جزیہ اور خراج وصول کرتی ہے اور ان کو قانونی تحفظ فراہم کرتی ہے۔اہل ذمہ اپنا فیصلہ خود اسلامی حکومت سے معاہدہ کے ذریعے کرتے ہیں۔لیکن اہل عنوۃ کا فیصلہ اسلامی حکومت اپنی مرضی سے اسلامی احکام و مصالح کی روشنی میں کرتی ہے۔یہ مفتوحہ علاقے مسلمانوں کی ملکیت ہوں گے۔زمین عام مسلمانوں میں بھی تقسیم کی جا سکتی ہے اور غیر مسلموں کو بھی واپس دی جا سکتی ہے۔اس صورت میں غیر مسلم ذمی ہوں گے اور زمین خراجی ہوگی اور اصل ملکیت مسلمانوں کی ہوگی غیر مسلم کاشت کار رہیں گے یا آبادکار رہوں گے۔ملخصاً (44)

مبحث دوم: غیر مسلم علاقوں کی اقسام

افراد اور اقوام کی طرح اسلامی شریعت نے علاقوں کی تقسیم بھی نظریاتی بنیادوں پر کی ہے۔فقہائے اسلام نے پوری دنیا کو مسلمانوں سے تعلقات اور ان کی نوعیت کے حوالے سے مختلف خطوں میں تقسیم کیا ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) دارالاسلام (۲) دارالحرب (۳) دارالعہد یا دارالصلح

مطلب اول: دار الاسلام

وہ علاقے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہو مسلمان مقتدر اور محفوظ و مامون ہوں وہاں شعائر اسلام کا [illegible]
احکام کا نفاذ ہو۔ ڈاکٹر وھبہ الزحیلی نے جمہور فقہاء کی روشنی میں درج ذیل تعریف کی ہے:

وھو ان کل ما دخل من البلاد فی محیط سلطان الاسلام و نفذت فیھ احکام [illegible]
شعائرہ قد صار من دار الاسلام (45)

وہ تمام علاقے ہیں جو اسلامی خلیفہ کے زیر کنٹرول ہوں وہاں اسلامی احکام کا نفاذ ہو۔ اسلامی شعائر کا قیام ہو [illegible]

مطلب دوم: دار الحرب

وہ علاقے جہاں نہ مسلمانوں کا اقتدار ہو نہ ہی وہاں اسلامی احکام کا نفاذ ہو مسلمان وہاں غیر محفوظ ہوں۔

وھی الدار التی لا تطبق فیھا احکام الاسلام الدینیة و السیاسیة لوجودھا خارج [illegible]
السیادة الاسلامیة [illegible]

ترجمہ: وہ علاقے جہاں اسلام کے دینی اور سیاسی احکام کا نفاذ نہ ہو کیونکہ وہ اسلامی سلطنت کے کنٹرول سے باہر [illegible]

امام ابوحنیفہ کے نزدیک دار الاسلام تین شرائط کے پائے جانے سے دار الکفر ہوگا:

(۱) جس علاقے میں احکام کفر کا اظہار ہو

(۲) جو علاقہ دار الحرب سے ایسے متصل ہو جائے کہ اس کے اور دار الحرب کے درمیان کوئی اسلامی شہر نہ [illegible]

(۳) کوئی مسلمان یا ذمی اس میں امانِ اول سے امن سے باقی نہ رہے (امان اول سے مراد ایمان اور عقد [illegible]
ہے)۔ (46)

مطلب سوم: دار العھد یا دار الصلح

وہ علاقے جہاں اسلام کو بالادستی حاصل نہ ہو لیکن وہاں کے باشندوں نے مسلمانوں کی بالادستی کو تسلیم [illegible]
پرامن تعلقات کے لئے مسلمانوں سے معاہدہ صلح کیا ہو۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک معاہدہ صلح سے وہ دار الاسلام ہوگا اور باشندے اہل ذمہ ہوں گے جبکہ امام شافعی کے نزدیک [illegible]
علاقائی تقسیم ہے وہاں کے باشندے خراج دیں گے ان کی زمین دار الاسلام نہیں ہوگی بلکہ دار العھد ہوگی۔ امام شافعی [illegible]
ہے:

ان یصالحو علی ان الارضین لھم ویضرب علیھا خراج یؤدونہ عنھا وھذا الخراج فی حکم [illegible]
الجزیة متی اسلمو اسقط عنھم ولا یصیر ارضھم دار الاسلام وتکون دار عھد [illegible]

صارت دارهم بالصلح دار اسلام وصاروبه اهل ذمة تؤخذ جزية رقابهم (47)

ترجمہ: غیر مسلموں سے اس شرط پر صلح ہو کہ زمین ان کی ملکیت رہے گی ان سے خراج لیا جائے گا وہ زمین کے بدلے ادا کریں گے یہ جزیہ کے حکم میں ہوگا جب وہ مسلمان ہو جائیں تو ان سے ساقط ہو جائے گا ان کی زمین دار الاسلام ہوگی۔ وہ علاقے دار العہد (دار الصلح) ہوں گے۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں ان کے علاقے صلح سے دار الاسلام ہوں گے وہاں کے باشندے اہل ذمہ ہوں گے ان سے جزیہ لیا جائے گا۔

مبحث سوم: غیر مسلموں سے معاہدات کی اقسام

اسلام اجتماعیت کا دین ہے مختلف انسانی جماعتوں اور گروہوں کے درمیان جنگ و امن میں تعلقات کا داعی ہے تا کہ قیام امن کے ساتھ دعوتِ دین کے مواقع میسر آسکیں۔ اس مقصد کے حصول کیلئے غیر مسلموں سے انفرادی اور اجتماعی سیاسی و معاشرتی، عارضی اور دائمی معاہدات کئے جاتے ہیں اس طرح کے معاہدے عموماً تین طرح کے ہوتے ہیں باقی انہیں کے ضمن میں آ جاتے ہیں۔

مطلب اول: الامان

اجنبی شخص کی حفاظت وحمایت کے لئے ہر دور میں ہر قوم میں قانون وضابطہ رہا۔ اسلام میں اجنبی اور متحارب کسی قوم کے افراد کو انفرادی یا اجتماعی طور پر محدود وقت کے لئے حفاظت و پناہ فراہم کرنے کا نام امان ہے۔ پناہ مانگنے والے کو مستأمن کہتے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالکریم زیدان مستأمن کی تعریف کرتے ہیں:

ایّ غیر المسلم التابع لدولة غیر اسلامية اذا دخل اقلیم الدولة الاسلامیة باذن منها وهذا الاذن یسمیه الفقهاء الامان المؤقت فا لمستأمن اذن یقابل الاجنبی فی اصطلاحنا القانونی (48)

ترجمہ: کوئی غیر مسلم جو غیر اسلامی ریاست کا باشندہ ہو۔ جب اسلامی ریاست کے کسی علاقہ میں ریاست کی اجازت سے داخل ہو اس اجازت کو فقہاء وقتی پناہ کا نام دیتے ہیں۔ ہماری قانونی اصطلاح میں یہ اجنبی کے ہم معنی ہے۔

امان کی مشروعیت قرآن سے ثابت ہے:

﴿ وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ ﴾ (49)

ترجمہ: اور اگر کوئی شخص مشرکوں میں سے پناہ طلب کرے آپ سے تو پناہ دیجئے اسے تاکہ وہ سنے اللہ کا کلام پھر پہنچا دیجئے اسے اس کی امن گاہ میں یہ حکم اس لئے ہے کہ وہ ایسی قوم ہیں جو قرآن کو نہیں جانتے۔ اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر وھبہ الزحیلی لکھتے ہیں:

والنص عام یشمل کل مسلم وکل مستأمن اومعاهد یرید سماع القرآن الکریم اوالمغاوضة مع المسلمین لامور سیاسة اوحربیة اوامنیة اور تجاریة (50)

ترجمہ: یہ نص عام ہے ہر مسلم، ہر مستأمن اور ہر معاہد کو شامل ہے اس سے مراد ہے قرآن کریم کا سننا یا مسلمانوں کے ساتھ سیاسی امور، حالت جنگ یا امن میں معاملات طے کرنا یا تجارت کرنا۔

سیرت طیبہ سے بھی امان کی مثالیں ملتی ہیں۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

(فقال رسول الله ﷺ من دخل دار ابی سفیان فهو امن ، ومن القی السلاح فهو امن ومن اغلق بابه فهو امن) (51)

ترجمہ: پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگیا پس اس کو امان مل گئی۔ جس نے ہتھیار ڈال دیئے وہ امان والا ہوگیا جس نے اپنا دروازہ بند کر دیا پس اس کو امان مل گئی۔ فتح مکہ کے دن یہی رسول اللہ ﷺ نے ام ہانی کو فرمایا: (قَدْ اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتِ وَآمَنَّا مَنْ آمَنْتِ) (52) ترجمہ: اے ام ہانی ہم نے پناہ دی جس کو تو نے پناہ دی اور ہم نے امان دی جس کو تو نے امان دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

(وذمة المسلمين واحدة يسعىٰ بها ادناهم فمن احفر مسلما فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لايقبل منه يوم القيامة صرف ولا عدل) (53)

ترجمہ: مسلمانوں کا کسی کو پناہ دینا ایک جیسا ہے ادنیٰ مسلمان بھی اس کی کوشش کرے اور جس نے مسلمان کی پناہ توڑا تو اس پر اللہ فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت۔ قیامت کے دن نہ اس کا کوئی فرض قبول ہوگا اور نہ نفل۔

ڈاکٹر وھبہ الزحیلی لکھتے ہیں:

وبناء على ذلك فقد نص فقهاء الحنفية وغيرهم على ان الحربي اذا دخل دار الاسلام مستجيراً لغرضٍ شرعي كسماع كلام الله اور دخل بامان للتجارة وجب تأمينه بحيث يكون محروسا في نفسه وماله الى ان يبلغ داره التي يأمن فيها (54)

ترجمہ: اس بناء پر فقہائے احناف اور دیگر فقہاء نے نص سے ثابت کیا ہے کہ دشمن قوم کا شخص جب دار الاسلام میں طالب پناہ بن کر شرعی غرض کے لئے مثلاً اللہ کا کلام سننے یا تجارت کے لئے داخل ہو تو اس کو امان دینا واجب ہے۔ اس طرح اس کا مال اور جان محفوظ ہوگی یہاں تک کہ وہ اپنے وطن پہنچ جائے جس میں وہ محفوظ ہو جائے۔

(الف) انعقاد امان کے احکام و شرائط

امان بھی شرعی عقود میں سے ایک عقد ہے۔ اس کے انعقاد کے لئے بھی ایجاب و قبول کی شرط ہوگی۔ درج ذیل الفاظ سے مستأمن کے لئے امان ثابت ہوگا:

انت امن ، امنتک اجرتک ، لاتخف لاتفزع ، قف ، القِ سلاحک ، لابأس عليک لاخوف عليک ، مترس (ای لاتخف فارسية) (55)

ترجمہ: تو محفوظ ہے، میں نے تجھے پناہ دی، میں نے تجھے امان دی، خوف نہ کر، نہ ڈر، رک جا، ہتھیار پھینک دے، تجھ پر کوئی حرج نہیں، نہ ڈر (نہ ڈر، فارسی میں)۔

مستأمن کو امان دینے کا حق ہر مسلمان عاقل و بالغ مختار مرد عورت اور غلام و آزاد کو حاصل ہے۔ احناف کے نزدیک عبد ماذون کو امان کا حق حاصل ہے لیکن عبد مجور کو امان کا حق حاصل نہیں ہے۔ (56)

امان کی دو اقسام ہیں: (۱) امان عام (۲) امان خاص (ا) امان عام

ایسا امان جو جماعت کثیر کے لئے ہو اس کا اختیار امام یا اس کے نائب کو ہے۔ چونکہ اس کا تعلق مصالح عامہ سے ہے اس کو امان عام کہتے ہیں۔ ڈاکٹر وھبہ الزحیلی لکھتے ہیں:

فالعام مایکون لجماعة غیر محصورین کاهل ولایة ولا یعقده الاالامام ونائبة کعقد الهدنه عقد الذمة (57)

ترجمہ: عام امان غیر محدود جماعت کیلئے ہوتا ہے جیسے کسی ریاست کے لئے اس کا اختیار امام یا اس کے نائب کو ہی ہے۔ جسے ہدنہ (عارضی مصالحت) یا ذمیوں سے عقد۔

(۲) امان خاص

ایسا امان جو فردِ واحد یا دس سے کم گروہ یا قافلہ کے لئے ہوتا ہے اس کو امان خاص کہا جاتا ہے۔ اس کا اختیار عام مسلمان کو ہوتا ہے۔ ابن قدامۃ لکھتے ہیں:

ویصح امان آحاد المسلمین للواحد والعشرة والقافلة الصغیرة والحصن الصغیر (58)

ترجمہ: مسلمانوں میں سے کسی کا بھی امان صحیح ہوتا ہے ایک یا دس یا چھوٹے قافلہ یا چھوٹے قلعہ کے لئے۔

(ب) مدت امان

شوافع کے نزدیک امان کی مدت چار ماہ سے زیادہ نہیں ہوگی لیکن مسلمانوں کے ضعف کی صورت میں ایک سال تک ہوسکتی ہے۔ احناف کے نزدیک سال مکمل نہیں ہونا چاہئے اگر مستأمن کا سال مکمل ہوجائے تو وہ ذمی ہوجائے گا اور اس پر جزیہ لاگو ہوگا۔ حنابلہ کے نزدیک اجازت امام اور ضرورت و مصلحت کے تحت مدت مطلق اور غیر معین ہے۔ (59)
یہ مدت مسلمانوں کی مصلحت اور مستأمن کے احترام قوانین اور شرائط امان سے مشروط ہے۔ بصورت دیگر مدت امان کبھی بھی ختم ہوسکتی ہے۔

(ج) حکم الامان

امام الکاسانی فرماتے ہیں:

واما حکم الامان فهو ثبوت الامن للکفرة لان لفظ الامان یدل علیه وهو قوله امنت

الامن لهم عن القتل والسبى والاستغنام فيحرم على المسلمين قتل رجالهم وسبى نسائهم وذراريهم واستغنام اموالهم (60)

ترجمہ: امان کا حکم یہ ہے کہ اس سے کفار کو امان مل جاتا ہے کیونکہ لفظ امان اس پر دلالت کرتا ہے اور وہ یہ لفظ کہتا ہے کہ تو مامون ہو گیا پس کفار قتل، قیدی بننے اور ان کا مال غنیمت بننے سے محفوظ ہو جائے گا۔ مسلمانوں پر ان کے مردوں کو قتل کرنا عورتوں اور بچوں کو قیدی بنانا اور ان کے اموال کو غنیمت بنانا حرام ہو جاتا ہے۔

تاجر اور سفیر / قاصد برائے مصالحت کو عرفاً اور عادۃً امان حاصل ہوتا ہے کیونکہ اسلام میں عرف اور عادت کا بھی حکم ہے عرف اور عادت کی تبدیلی سے حکم بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالکریم زیدان لکھتے ہیں:

فاذا تبدلت العادة تبدل الحكم المبنى عليها وفى هذا المغى قال الفقهاء لاينكر تغير الاحكام تبغير الازمان

اس اصول کی روشنی میں ڈاکٹر زیدان لکھتے ہیں:

عصر حاضر میں تجار وغیرہ کیلئے بغیر امان (اجازت) کے کوئی ملک بھی اجازت نہیں دیتا ہے چونکہ عادت بدل گئی اس لئے تجار کو کسی بھی ملک میں داخلہ کے لئے سمۃ الدخول (داخلہ کی دستاویزات) سفراء اور اس طرح کے دیگر لوگوں کے لئے بھی یہی احکام ہوں گے۔ (61)

مطلب دوم: عقد الھدنہ

(الف) معنی ومفہوم

الھدنہ ھدن یھدن ھدونا سے ہے جس کا معنی ہے سکن یعنی ٹھہرنا، آرام لینا۔

اصل الهدنه السكون بعد الهيج ويقال لصلح بعد القتال والموادعة بين المسلمين والكفاروبين كل متحاربين (62)

ترجمہ: ہدنہ کی اصل لڑائی کے بعد سکون لینا ہے اس کو لڑائی کے بعد صلح اور (بغیر لڑائی کے) کفار اور مسلمانوں کے درمیان صلح اور ہر دو متحارب گروہوں کے درمیان صلح کے لئے بولا جاتا ہے۔

فقہی اصطلاح میں عقد الھدنہ کے لئے الموادعہ / المصالحہ / المسالمہ / الصلح الموقت / الامان المواقت کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ امام کاسانی الھدنہ کی فقہی تعریف میں لکھتے ہیں:

الموادعة وهى المعاهدة والصلح على ترك القتال فهو لفظة الموادعة او المسالمة او المصالحة او المعاهدة اومايؤدى معنى هذه العبارات (63)

ابن قدامۃ المقدسی لکھتے ہیں:

ومعنی الھدنۃ ان یعقد لاھل الحرب عقداً علی ترک القتال مدۃ بعوض وبغیر عوض وتسمی مھادنۃ وموادعۃ و معاھدۃ وذالک جائز بدلیل قول اللہ تعالیٰ (براۃ من اللہ ورسولہ الی الدین عاھدتم من المشرکین) وقال سبحانۃ وتعالیٰ (ان جنحو للسلم فاجنح لھا) (64)

ترجمہ: ہدنہ کا معنی ہے اہل حرب سے ترک قتال کا معاہدہ کیا جائے کچھ مدت تک کسی عوض یا بدل کے (یعنی مال کے) یا بغیر عوض کے یہ جائز ہے۔ اللہ کے فرامین کی روشنی میں۔

(ب) عقدالھدنہ کی شرائط اور احکام

اس بات پر ائمہ کا اتفاق ہے کہ دشمن سے صلح وسلامتی کے معاہدات جائز ہیں بلکہ مجبوری کی حالت میں مسلمان مال کے بدلے بھی صلح کر سکتے ہیں۔ امام الکاسانی لکھتے ہیں۔

ولا بأس ان یطلب المسلمون الصلح من الکفرۃ ویعطوا علی ذلک مالا اذا اضطروا الیہ لقولہ سبحانہ وتعالیٰ (وان جنحوا للسلم فاجنح لھا) اباح سبحانہ وتعالیٰ لنا الصلح مطلق فیجوز ببدل اور غیر بدل (65)

ترجمہ: اس میں کوئی حرج نہیں کہ مسلمان کفار سے صلح کا مطالبہ کریں اور اس پر مال دیں جب وہ مجبور ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (وان جنحو الی ..... آخر) میں ہمارے لئے مباح کیا صلح کو مطلقا پس وہ (صلح) کسی چیز کے عوض اور بغیر عوض جائز ہوگئی۔ عقدالھدنہ کے لئے دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ ایک مسلمانوں کی مصلحت اور دوسرا مدت کا تعین۔

مصلحت مسلمین میں فقہاء کا اتفاق ہے اس طرح عقدالھدنہ میں تعیین مدت میں اتفاق ہے لیکن مقدار مدت میں اختلاف ہے۔ شوافع کے نزدیک مسلمانوں کی قوت کی صورت میں چار ماہ ہیں اور حالت ضعف میں دس سال ہیں اس کا جواز صلح حدیبیہ ہے۔ باقی ائمہ کے نزدیک حسب ضرورت ومصلحت دس سال سے زائد بھی جائز ہے۔ اس کا فیصلہ امام اپنے اجتہاد سے کریگا۔ (66)

اہل صلح کو دارالاسلام میں وہی حقوق حاصل ہوں گے جو مستأمن کو حاصل ہوتے ہیں۔ انہیں اسلام اور مسلمانوں کا احترام کرنا ہوگا ورنہ معاہدہ صلح ختم ہو جائے گا۔ مستأمن اور موادعین میں فرق یہ ہے کہ مستأمنین کا تعلق پرائیویٹ اور انفرادی معاہدات کے ذریعے اسلامی ریاست سے ہوتا ہے جبکہ موادعین یا مھادنین کی صورت میں غیر مسلم ریاست کا معاہدہ اس اسلامی ریاست سے ہوتا ہے اس کا تعلق اجتماعیت سے ہے۔ مستأمنین اور موادعین پر اسلامی ریاست میں جملہ حقوق وفرائض وہی ہوں گے جو ذمیوں کے ہوتے ہیں سوائے اس کے کہ ان کا قیام دائمی ہوتا ہے جبکہ مستامنین اور موادعین کا قیام عارضی اور

وقت سے مقید ہوتا ہے۔ (67)

مطلب سوم: عقد الذمۃ

الذمۃ کا لغوی معنی ہے الامان، العھد، الحق، الحرمۃ، الکفالۃ، الضمان۔ ابن منظور الافریقی لکھتے ہیں:

ورجل ذمی معناه رجل له عهد والزمة العهد منسوب الى الذمة

مزید فرماتے ہیں:

وسمی اهل الذمة ذمة لدخولهم فی عهد المسلمين وامانهم

ترجمہ: ذمی سے مراد ایسا شخص ہے جس سے کوئی معاہدہ ہو۔

ذمہ ایسا معاہدہ ہے جو اہل ذمہ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

اہل ذمہ کو ذمہ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ مسلمانوں کی حفاظت اور پناہ میں ہوتے ہیں۔ (68)

سید مرتضٰی الزبیدی لکھتے ہیں:

والمعاهد من كان بينک وبينه عهد واكثر مايطلق فی الحديث على اهل الذمة ويطلق على غيرهم من الكفار اذا صولحوا على ترک الحرب مدة (69)

ترجمہ: معاہد سے مراد وہ ہے جس سے تیرا معاہدہ ہو حدیث میں اکثر اس کا اطلاق اہل ذمہ اور ان کفار پر ہوتا ہے جن سے ترک جنگ پر کچھ مدت کے لئے صلح ہو جائے۔ ڈاکٹر عبدالکریم زیدان لکھتے ہیں:

الذمی هو غير المسلم الذی قبل الرعوية الاسلامية والتبعية لدار الاسلام بموجب عقد معها يسمى عقد الذمة ويشترط لهذ العقد الايجاب والقبول كما هو شان فی ابرام العقود ويجوز ابرام عقد الذمة لجميع اصناف المسلمين (70)

ترجمہ: ذمی سے مراد وہ غیر مسلم ہے جو اسلامی شہریت اور دارالاسلام کی ماتحتی کو قبول کرے اس معاہدے کے ذریعے جس کو عقد الذمۃ کہا جاتا ہے دوسرے معاہدات کی طرح اس میں بھی ایجاب وقبول شرط ہوتی ہے۔ عقد ذمہ کا انعقاد غیر مسلموں کی تمام اصناف واقسام سے جائز ہے (یہ راجح قول ہے)

(الف) مشروعیت عقد الذمۃ

غیر مسلم اقوام سے دائمی معاہدات کی بنیاد ذیل کی آیت ہے۔

﴿ قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴾ (71)

ترجمہ: جہاد کرو ان لوگوں سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور روز قیامت پر اور نہیں حرام سمجھتے جسے حرام کیا ہے اللہ نے اور اس کے رسول نے اور نہ قبول کرتے ہیں سچے دین کو ان لوگوں میں سے جنہیں کتاب دی گئی ہے یہاں تک کہ دیں وہ جزیہ اپنے ہاتھ سے اس حال میں کہ وہ مغلوب ہوں۔

حضور اکرم ﷺ مجاہدین کے امیر کو روانگی کے وقت وصیت فرماتے تھے کہ کفار کو جہاد سے پہلے تین چیزوں کی پیش کش کرو۔ اسلام، اطاعت اور جزیہ یا قتال۔ جزیہ کے بارے میں آپ ﷺ فرماتے ہیں۔

(فادعهم الى اعطاء الجزية فان اجابوا فاقبل منهم و كف عنهم) (72)

ترجمہ: پس ان کو (کفار کو) ادائیگی جزیہ کی دعوت دے دیں اگر منظور کر لیں تو قبول کر (جزیہ) اور ان سے جنگ روک لے۔

(ب) عقد الذمۃ کے احکام و شرائط

عقد الذمۃ دائمی معاہدہ ہوتا ہے اس لئے اس کا اختیار صرف امام یا اس کے نائب کو ہوتا ہے کیونکہ اس کا تعلق ایسے مصالح سے ہوتا ہے جن میں نظر و اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کا مقصدِ عظیم غیر مسلمین سے ترک قتال مسلمانوں سے تقرب و اختلاط، محاسن اسلام کی تعلیم و تفہیم ہے۔ عقد الذمۃ کی شرائط میں سے ایک اہم شرط جزیہ ہے جو صرف انہیں غیر مسلموں پر لازم ہے جو قتال کی اہلیت رکھتے ہیں اس لئے بچوں، عورتوں، بوڑھوں، [illegible] معذوروں، بیماروں اور غلاموں پر جزیہ نہیں ہے۔ ایسے ہی قبول اسلام، موت اور دفاع وطن میں شرکت سے بھی جزیہ ساقط ہو جاتا ہے۔ (73)

اہل کتاب یہود و نصاریٰ اور مجوس سے عقد ذمۃ کے جواز میں فقہاء کا اتفاق ہے اہل کتاب کا قرآن میں صریح حکم ہے۔ مجوس سے جزیہ کا جواز حضور اکرم ﷺ کا عمل و قول ہے اس لئے ان کو شبہ باھل الکتاب کہا جاتا ہے۔ حنابلہ و شوافع کے نزدیک ان دو کے علاوہ کسی سے جزیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ احناف کے نزدیک عرب کے بت پرستوں اور مرتدین کے علاوہ یہ حکم تمام غیر مسلم اقوام کے لئے ہے مالکیہ کے نزدیک سوائے قریش مکہ کے ہر کافر سے جزیہ کا حکم ہے اس میں عرب و عجم کی تمیز نہیں ہے۔ (74)

عقد الذمۃ سے غیر مسلموں کی جانیں مال زمینیں، مذہب اور غیرتیں دار الاسلام میں مسلمانوں کی طرح محفوظ ہو جاتے ہیں کیونکہ جزیہ جزا سے ہے یہ ہماری طرف سے امن کی جزاء ہے۔ الماوردی لکھتے ہیں جزیہ سے ذمیوں کو دو حق حاصل ہوتے

احدهما الكف عنهم والثانی الحماية لهم ليكونوا بالكف آمنين وبالحماية محروسين (75)

ترجمہ: جہاد کرو ان لوگوں سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور روز قیامت پر اور نہیں حرام سمجھتے جسے حرام کہا ہے اللہ نے اور اس کے رسول نے اور نہ قبول کرتے ہیں سچے دین کو ان لوگوں میں سے جنہیں کتاب دی گئی ہے یہاں تک کہ دیں وہ جزیہ اپنے ہاتھ سے اس حال میں کہ وہ مغلوب ہوں۔

حضور اکرم ﷺ مجاہدین کے امیر کو روانگی کے وقت وصیت فرماتے تھے کہ کفار کو جہاد سے پہلے تین چیزیں پیش کرو۔ اسلام، اطاعت اور جزیہ یا قتال۔ جزیہ کے بارے میں آپ ﷺ فرماتے ہیں۔

(فادعهم الى اعطاء الجزية فان اجابوا فاقبل منهم و كف عنهم) (72)

ترجمہ: پس ان کو (کفار کو) ادائیگی جزیہ کی دعوت دے دیں اگر منظور کر لیں تو قبول کر (جزیہ) اور ان سے جنگ روک لے۔

(ب) عقد الذمۃ کے احکام و شرائط

عقد الذمۃ دائمی معاہدہ ہوتا ہے اس لئے اس کا اختیار صرف امام یا اس کے نائب کو ہوتا ہے کیونکہ اس کا تعلق ایسے مصالح سے ہوتا ہے جن میں نظر و اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کا مقصدِ عظیم غیر مسلمین سے ترک قتال، مسلمانوں سے تقرب و اختلاط، محاسن اسلام کی تعلیم و تفہیم ہے۔ عقد الذمۃ کی شرائط میں سے ایک اہم شرط جزیہ ہے جو صرف انہیں غیر مسلموں پر لازم ہے جو قتال کی اہلیت رکھتے ہیں اس لئے بچوں، عورتوں، بوڑھوں، پاگلوں، معذوروں، بیماروں اور غلاموں پر جزیہ نہیں ہے۔ ایسے ہی قبول اسلام، موت اور دفاع وطن میں شرکت سے بھی جزیہ ساقط ہو جاتا ہے۔ (73)

اہل کتاب یہود و نصاریٰ اور مجوس سے عقد ذمۃ کے جواز میں فقہاء کا اتفاق ہے اہل کتاب کا قرآن میں صریح حکم ہے۔ مجوس سے جزیہ کا جواز حضور اکرم ﷺ کا عمل و قول ہے اس لئے ان کو شبہ باھل الکتاب کہا جاتا ہے۔ حنابلہ اور شوافع کے نزدیک ان دو کے علاوہ کسی سے جزیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ احناف کے نزدیک عرب کے بت پرستوں اور مرتدین کے علاوہ یہ حکم تمام غیر مسلم اقوام کے لئے ہے مالکیہ کے نزدیک سوائے قریش مکہ کے ہر کافر سے جزیہ کا حکم ہے اس میں عرب و عجم کی تمیز نہیں ہے۔ (74)

عقد الذمۃ سے غیر مسلموں کی جانیں، مال، زمینیں، مذہب اور غیرتیں دار الاسلام میں مسلمانوں کی طرح محفوظ ہو جاتے ہیں کیونکہ جزیہ جزا سے ہے یہ ہماری طرف سے امن کی جزاء ہے۔ الماوردی لکھتے ہیں جزیہ سے ذمیوں کو دو حق حاصل ہوتے:

احدهما الكف عنهم والثاني الحماية لهم ليكونوا بالكف امنين وبالحماية محروسين (75)

ترجمہ: ان کا ایک حق یہ ہے کہ ان سے قتال نہ کیا جائے اور دوسرا حق ہے ان کی حفاظت کی جائے تاکہ ان کے ہاتھوں سے وہ امن وحفاظت سے زندگی بسر کریں۔

دارالاسلام میں ذمیوں کے حقوق کے بارے میں حضرت علی فرماتے ہیں:

انما قبلوا عقد الذمة لتكون اموالهم كاموالنا ودماؤهم كدمائنا (76)

ترجمہ: غیر مسلموں نے عقد الذمۃ اس لئے قبول کیا ہے تاکہ ان کے اموال ہمارے اموال کی مثل اور ان کے خون ہمارے خون کی مثل ہو جائیں۔

درج ذیل امور کے ارتکاب سے غیر مسلموں سے عقد الذمۃ ختم ہو جائے گا۔

(۱) ادائیگی جزیہ سے انکار کرنا (۲) اجرائے احکام اسلامی میں رکاوٹ بننا یا تضحیک واہانت کرنا (۳) مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنا یا تعاون کرنا یا دشمنان اسلام سے مل جانا کیونکہ بقول ڈاکٹر وھبہ الزحیلی اصول شرعی ہے۔

بان كل عقد اذالم يتحقق مقتضاه فانه ينقضى (77)

ترجمہ: کیونکہ کسی بھی معاہدہ کے جب تقاضے ختم ہو جائیں تو وہ معاہدہ ختم ہو جاتا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

(1) ابن منظور الافریقی، جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، دار احیاء التراث العربی بیروت طبعۃ جدیدۃ محققۃ 988، ج9 ص448۔

(2) ابن منظور، لسان العرب، ج9، ص448۔

(3) الجرجانی، علی بن محمد الشریف، کتاب التعریفات، دار الکتب العلمیہ بیروت، 1983ء، ص59۔

(4) ابن منظور، لسان العرب، ج9، ص309-310۔

(5) محمد رشید رضا، علامہ، تفسیر المنار، دار المعرفۃ بیروت، طبعۃ ثانیۃ، ج10، ص185۔

(6) سنہوری، عبد الرزاق احمد، الوسیط فی شرح القانون المدنی الجدید، دار النشر للجامعات المصرعۃ قاہرہ، ج1، ص137

(7) محمد رشید رضا، علامہ، تفسیر المنار، جلد2، ص120۔

(8) The New Encclopeadia of Britannica, Helen Hemingway Benton, Toronto, USA1982, v5, p124

(9) جسٹس ایس اے رحمان، مولانا حامد علی خان، اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ج2 ص484۔

(10) الجصاص، ابوبکر احمد بن علی الرازی الحنفی، احکام القرآن، سہیل اکیڈمی لاہور، الطبعۃ الثانیۃ، 1991، ج2، ص294۔

(11) زیدان، عبد الکریم، مجموعۃ بحوث فقہیہ، مکتبۃ القدس بغداد، 1982، ص252۔

(12) قلعہ جی، محمد رواس، معجم لغۃ الفقہاء، ادارۃ القرآن والاسلامیۃ کراچی، ص317۔

(13) رشید رضا محمد، علامہ، تفسیر المنار، ج2، ص120۔

(14) المائدہ، 1:5

(15) الجصاص، احکام القرآن، ج2 ص293۔

(16) آلوسی، سید محمود، روح المعانی فی تفسیر القرآن والسبع المثانی، دار الکتب العلمیہ بیروت، 1994ء ج5، ص238۔

(17) القرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد، الجامع الاحکام القرآن، دار احیاء التراث العربی بیروت، 1965، ج6، ص32۔

(18) الجصاص، احکام القرآن، ج2، ص294۔

ابن کثیر، عماد الدین اسماعیل، تفسیر القرآن العظیم، دار الخیر دمشق، 1990، ج2، ص4۔

(19) آل عمران، 64:3۔

(20) النساء، 90:4۔

(21) القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج8، ص40۔

(22) النساء، 92:4۔

(23) المراغی، احمد مصطفی، تفسیر المراغی، مصطفی البابی الحلبی واولادہ بمصر طبع ثالث 1962ء ج5 ص122۔

(24) الانفال، 61:8۔

(25) القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج8، ص40۔

(26) الانفال، 72:8

(27) التوبۃ، 4:9۔

(28) التوبۃ، 29:9۔

(29) الممتحنۃ، 8:60۔

(30) زیدان، مجموعۃ بحوث فقھیۃ، ص22۔

(31) ایضاً، ص32۔

(32) شریف الرضی، نہج البلاغۃ، مطبعۃ عیسی البابی الحلبی وشرکاء بمصر، ج2، ص105-106۔

(33) سرخسی، شمس الدین ابوبکر محمد بن ابی سہل، کتاب المبسوط، مکتبہ الحبیبیۃ کوئٹہ، ج10، ص1۔

(34) زیدان، مجموعۃ بحوث فقھیۃ، ص30۔

(35) الاعراف، 158:7۔

(36) سبا، 28:34۔

(37) التغابن، 2:64۔

(38) الحج، 17:22۔

(39) البقرۃ، 217:2۔

(40) الجاثیۃ، 24:45۔

(41) زیدان، مجموعۃ بحوث فقھیۃ، ص75۔

(42) الزحیلی، وھبہ الدکتور، آثار الحرب فی الفقہ الاسلامی، دارالفکر دمشق، الطبعۃ الرابعۃ 1992، ص68۔

(43) الزحیلی، وھبہ الدکتور، الفقہ الاسلامی وادلتہ دارالفکر دمشق الطبعۃ الرابعۃ 1997، ج8، ص5879۔

(44) الماوردی، ابوالحسن علی بن محمد، الاحکام السلطانیۃ، مطبعہ مصطفی البابی الحلبی واولادہ بمصر قاہرہ، 1944، ص37۔

(45) الزحیلی، آثار الحرب فی الفقہ الاسلامی، ص149۔

(46) الکاسانی، علاء الدین ابی بکر بن سعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، ج6، ص112۔

(47) الماوردی، الاحکام السلطانیۃ، ص138۔

(48) زیدان، مجموعۃ بحوث فقھیۃ، ص75۔

(49) التوبۃ،9:4۔

(50) الزحیلی ،الفقہ الاسلامی وادلتہ،ص5866۔

(51) مسلم بن الحجاج القشیری،صحیح مسلم،کتاب الجہاد،باب فتح مکہ رقم الحدیث 4624،ص792۔

(52) ابوداود،سلیمان بن اشعث سجستانی،سنن ابی داود،کتاب الجہاد،باب فی امان المرأۃ رقم الحدیث 2763،ص302۔

(53) البخاری،محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح،کتاب الفرائض،باب اثم من تبرأ من موالہ رقم الحدیث 6755،ص166۔

(54) الزحیلی ،آثار الحرب فی الفقہ الاسلامی،ص212۔

(55) ابن قدامۃ ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد،المغنی،مکتبہ الریاض الحدیثۃ الریاض،ج10،ص348-349۔

(56) ایضاً،المغنی،مکتبۃ الریاض الحدیثۃ الریاض،ج8،ص296۔

(57) الزحیلی ،الفقہ الاسلامی وادلتہ،ج8،ص5864۔

(58) ابن قدامۃ ،المغنی،ج8،ص298۔

(59) الزحیلی ،آثار الحرب فی الفقہ الاسلامی،ص304-305۔

(60) الکاسانی،بدائع الصنائع،ج6،ص73۔

(61) الزیدان،عبدالکریم،احکام الذمیین والمستأمنین فی دارالاسلام،جامعۃ بغداد عراق،الطبعۃ الثانیۃ 1976،ص66۔

(62) ابن منظور،لسان العرب،ج15،ص57۔

(63) الکاسانی،بدائع الصنائع،ج6،ص76۔

(64) ابن قدامۃ ،المغنی،ج8،ص459۔

(65) الکاسانی،بدائع الصنائع،ج6،ص76۔

(66) ابن قدامۃ ،المغنی،ج8،ص460۔

(67) الزحیلی ،آثار الحرب فی الفقہ الاسلامی،ص253 تا 258۔

(68) ابن منظور،لسان العرب،ج5،ص59۔

(69) الزبیدی،محمد مرتضیٰ سید،تاج العروس،دارالفکر دمشق،ج2،ص443۔

(70) الزیدان،مجموعۃ بحوث فقہیۃ،ص64۔

(71) التوبۃ،9:29۔

(72) ابوداود،سلیمان ابن اشعث،سنن ابی داود،کتاب الجہاد باب فی دعاء المشرکین رقم الحدیث 2612،ص377۔

(73) الکاسانی،بدائع الصنائع،ج6،ص80-81۔

(74) الشربینی،الشیخ محمد الخطیب،مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج،دارالفکر دمشق،الجزء الرابع،ص244۔

(75) ابن قدامۃ، المغنی، ج8، ص501۔

(76) الماوردی، الاحکام السلطانیۃ، ص143۔

(77) الکاسانی، بدائع الصنائع، ص6/80۔

(78) الزحیلی، آثار الحرب فی الفقۃ الاسلامی، ص368۔

باب دوم

عہدِ فاروقی رضی اللہ عنہ اور غیر مسلم

فصل اول: حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور آپ کا عہد

فصل ثانی: عہد فاروقی میں غیر مسلم اقوام و مذاہب

فصل اول: حضرت عمر اور آپ کا عہد

مبحث اول: سیرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ

مطلب اول: نام ونسب اور خاندان

آپ کا نام عمر اور کنیت ابوحفص تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو فاروق کا لقب دیا۔ فاروق اعظم ہجرت نبوی سے چالیس سال قبل یوم الفجار سے چار سال قبل اور ولادت نبوی سے بارہ سال بعد میں پیدا ہوئے۔ شجرۂ نسب اس طرح ہے۔

عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزی بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لؤی۔

آپ کی والدہ کا نام حنتمہ تھا جو ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی بیٹی تھیں اور ابوجہل کے چچا زاد بہن تھی۔ آٹھویں نسبت میں آپ کا سلسلہ نسب رسول اللہ ﷺ سے ملتا ہے۔ (1)

مطلب دوم: قبل از اسلام امتیازی خصوصیات

ابتدائی ایام شباب میں اونٹوں کو چرانے کا مشغلہ اختیار کیا جو عرب کا کافی قومی شعار تھا۔ زمانہ خلافت میں ان جگہوں سے جہاں اونٹ چرائے تھے گزرتے ہوئے عبرت سے آبدیدہ ہو جاتے۔ عرب کے دستور کے مطابق نسب دانی سپہ گری، شہسواری، فن خطابت اور امور جنگ میں کمال حاصل کیا۔ زمانے کی ضرورت کے مطابق پڑھنا لکھنا بھی جانتے تھے۔ ایسے لوگ مکہ میں چند ہی تھے۔ البلاذری لکھتے ہیں:

" قال دخل الاسلام وفی قریش سبعة عشر رجلاً کلهم یکتب عمر بن خطاب وعلی بن ابی طالب وعثمان بن عفان ..... (2)

ترجمہ: کہتے ہیں، آمد اسلام کے وقت قریش میں صرف سترہ آدمی تھے جو لکھنا جانتے تھے ان میں سے عمر، علی اور عثمان..... وغیرہ ہیں۔ حضرت عمر نے لکھنا پڑھنا اپنی اولاد کو بھی سکھایا تھا۔ اس لئے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بھی لکھنا جانتی تھیں۔ بقول بلاذری:

" کانت حفصة زوج النبی تکتب " (3)

ترجمہ: حضرت حفصہ لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔

عربوں کا ذریعہ معاش تجارت تھا۔ آپ نے بھی یہی شغل اختیار کیا۔ اس سلسلہ میں آپ نے کئی ممالک کے سفر کیے جس سے معاملہ فہمی اور بین الاقوامی سفارت کاری کی آپ کو خاص استعداد حاصل ہوئی۔ قریش نے آپ کے اسی جوہر کی وجہ سے آپ کو سفارت کے منصب پر فائز کیا۔ قریش حالت امن و جنگ میں دوسری اقوام وقبائل سے مذاکرات ومعاہدات کیلئے بہ اتفاق آراء آپ کو اپنا نمائندہ مقرر کرتے تھے۔ علامہ ابن عبدالبر لکھتے ہیں:

" وكان عمر بن خطاب رضي الله عنه من اشراف قريش واليه السفارة في الجاهلية وذلك ان قريشاً كانت اذا وقعت بينهم حرب وبين غيرهم بعثوا سفيراً" (4)

ترجمہ: حضرت عمر کا شمار قریش کے اشراف میں ہوتا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں آپ کے پاس سفارت کا منصب تھا۔ قریش کی جب دوسری اقوام سے جنگیں ہوتیں تو اس وقت وہ حضرت عمر کو سفیر بنا کر بھیجتے۔

مبحث دوم: بعد از اسلام احوال وخدمات

بعثت نبوی کے وقت حضرت عمر تقریباً 26 برس کے تھے۔ آپ کا شباب عروج پر تھا۔ آپ کے بہنوئی حضرت سعید، بہن فاطمہ اور آپ کے خاندان کے ایک معزز شخص نعیم بن عبداللہ ابتدائی اسلام قبول کرنے والوں میں سے ہیں لیکن آپ اعلان نبوت سے سخت برہم ہوئے اور اسلام قبول کرنے والوں کے سخت دشمن بن گئے۔ مسلمان ہونے والے بہنوئی اور بہن کو قتل کرنے کی غرض سے نکلے۔ ادھر رسول اللہ ﷺ نے اسلام کے دو دشمنوں کے لئے قبولیت اسلام کی ان الفاظ میں دعا فرمائی:

(عن ابن عمر ان رسول الله ﷺ قال اللهم اعز الاسلام باحب هذين الرجلين اليك بابي جهل او بعمر بن الخطاب قال وكان احبهما اليه عمر) (5)

ترجمہ: ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی؛ اے اللہ اسلام کو عزت دے ابوجہل اور عمر بن خطاب میں سے ایک کے ذریعے جوان دونوں میں سے تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہے اور ان دونوں میں سے آپ کے نزدیک عمر محبوب تھے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ خاص حضرت عمر کے لئے دعا مانگی تھی۔ تین دفعہ رسول اللہ ﷺ نے دعا مانگی:

(اللهم اشدد دين بعمر، اللهم اشدد دين بعمر، اللهم اشدد دين بعمر) (6)

ترجمہ: اے اللہ عمر کے ذریعے دین کو قوت دے۔ اے اللہ عمر کے ذریعے دین کو قوت دے۔ اے اللہ عمر کے ذریعے دین کو قوت دے۔ بہن اور بھائی کو قتل کرنے کا منصوبہ نا کام ہوا۔ ادھر رسول اللہ کی دعا قبول ہوئی۔ حضرت عمر ... میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔

(عن ابن عباس ان النبي قال اللهم اعز الاسلام بابي جهل بن هشام او بعمر ابن الخطاب قال فاصبح فغدا عمر على رسول الله ﷺ فاسلم) (7)

ترجمہ: ابن عباس سے ہے کہ نبی ﷺ نے دعا فرمائی؛ اے اللہ اسلام کو ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعے عزت دے۔ پس صبح ہوئی آپ رسول اللہ کے پاس پہنچے اور مسلمان ہو گئے۔

اس وقت 40 سے 50 آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ خانہ کعبہ میں مسلمانوں کے لئے عبادت کی غرض سے داخلہ ممنوع تھا۔ مسلمانوں نے پہلی مرتبہ حضرت عمر کی قیادت میں خانہ کعبہ میں با جماعت نماز ادا کی۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے آپ کو فاروق کا لقب دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

(ان اللہ جعل الحق علی لسان عمرو قلبه وھو الفاروق فرق اللہ به بین الحق والباطل وعن ابی عمرو ذکوان قال قلت لعائشة من سمی عمر الفاروق قالت النبی ﷺ) (8)

ترجمہ: اللہ نے حق کو عمر کے قلب وزبان پر کیا ہے اور وہ فاروق ہیں۔ اللہ نے ان کے ذریعے سے حق و باطل میں فرق کر دیا ہے۔

ابو عمرو ذکوان سے مروی ہے کہتے ہیں؛ میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا حضرت عمر کا فاروق نام کس نے رکھا آپ نے فرمایا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

آپ کے قبولیت اسلام کے ضمن میں امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

" وکان عند المبعث شدیداً علی المسلمین ثم اسلم فکان اسلامه فتح علی المسلمین وفرجاً لھم من الضیق " (9)

ترجمہ: بعثت نبوی کے وقت آپ کا شمار مسلمانوں کے سخت ترین مخالفین میں ہوتا تھا۔ پھر آپ نے اسلام قبول کیا۔ آپ کا قبول اسلام مسلمانوں کی فتح بن گیا۔ ان کے لئے تنگی سے خوشحالی بن گیا۔

رسول اللہ ﷺ کی دعا لفظ بلفظ قبول ہوئی۔ حضرت عمر کا قبول اسلام مسلمانوں کے لئے باعث عزت وشرف تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں:

" مازلنا اعزّۃ منذ اسلم عمر " (10)

ترجمہ: ہم معزز ہو گئے جب سے حضرت عمر نے اسلام قبول کیا۔

آپ مزید فرماتے ہیں:

" کان اسلام عمر فتحاً وکانت ھجرته نصراً وکانت حکومته رحمة ولقد رأینا وما نستطیع ان نصلی فی البیت حتی اسلم عمر فلما اسلم قاتلھم حتیٰ ترکونا فصلینا " (11)

ترجمہ: حضرت عمر کا اسلام لانا بجائے خود ایک فتح ونصرت تھی۔ آپ کی ہجرت ایک زبردست مدد تھی اور آپ کی حکومت رحمت تھی (اسلام کے لئے) ہم نے دیکھا کہ ہم بیت اللہ میں نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ عمر مسلمان ہوئے۔ جب آپ مسلمان ہوئے تو آپ نے کفار سے قتال کیا یہاں تک کہ انہوں نے ہمارا راستہ چھوڑ دیا پس

نے نماز پڑھی۔

ڈاکٹر طٰہٰ حسین ابن مسعود کے قول کی روشنی میں لکھتے ہیں:

ابن مسعود کا یہ مختصر سا مقولہ وہ دقیق ترین وصف ہے جو عمر کے آغاز اسلام سے اختتام دورِ عمری تک کے دور کو واضح کر دیتا ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ حضرت عمر کے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں نے برملا اور قریش کے سامنے نمازیں پڑھیں اور نئے نظام کا اعلان کیا یہ ایک عظیم فتح تھی۔ آپ کی ہجرت واقعی اسلام کے لئے بڑی مدد تھی۔ مدینہ میں آپ نے اپنے آپ کو رسول اللہ اور مسلمانوں کا سب سے بڑا خیر خواہ اور خیر اندیش ثابت کیا تھا۔ جہاں تک آپ کے دورِ حکومت کا تعلق ہے یہ حقیقت ہے کہ اس دور میں مسلمانوں کو ایک ایسی شریفانہ اور پرامن اور بامقصد زندگی سے سابقہ ہوا کہ مغرب کی متمدن اقوام آج بھی اس معیار پر پوری نہیں اتر رہی اور یہ عدم کامیابی باوجود غیر معمولی کاوشوں کے ہے۔ تو ظاہر ہے کہ وہ دور جس کہ ابن مسعود نے فرمایا "دور رحمت وسعادت تھا" (12)

مطلب اول: ہجرت وغزوات

7 نبوی سے 13 نبوی تک قبولیت اسلام کی وجہ سے مکہ میں قریش کے مظالم کا مقابلہ کیا۔ آخر رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے اعلانیہ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ مدینہ میں آپ کی مواخات عتبان بن مالک سے قرار پائی جو قبیلہ بنو سالم کے سردار تھے۔ آپ کا گھر رسول اللہ ﷺ کی عطا کردہ زمین پر تھا۔ (13)

ہجرت مدینہ کے بعد آپ ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے جان نثار، مشیر خاص، جلیل القدر دوست صلح و جنگ میں ہمرکاب اور سفر وحضر میں آپ کے رفیق رہے۔ علامہ شبلی لکھتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کو جولڑائیاں پیش آئیں، غیر قوموں سے جو معاہدات عمل میں آئے، وقتاً فوقتاً جو انتظامات جاری کئے گئے، اشاعتِ اسلام کے لئے جو تدبیریں اختیار کی گئیں، ان میں سے ایک واقعہ بھی ایسا نہیں جو حضرت عمر کی شرکت سے بغیر انجام پایا ہو۔ (14)

ابن سعد لکھتے ہیں:

"شهد عمر بن الخطاب بدرًا واحدًا والخندق والمشاهد كلها مع الرسول ﷺ وخرج في عدة سرايا وكان أميرًا بعضها" (15)

ترجمہ: عمر بن خطاب بدر واُحد، خندق اور تمام مشاہد (مواقع میں) رسول اللہ کے ہمرکاب حاضر ہوئے۔ متعدد سرایا میں بھی شریک ہوئے جن میں سے بعض کے وہ امیر بھی تھے۔

مطلب دوم: عہد صدیقی میں خدمات

عہد ابوبکر میں جس قدر بڑے بڑے امور خلافت انجام پائے گئے ان میں حضرت عمر برابر کے شریک تھے۔ حضرت ابوبکر نے قضا جیسا اہم اور حساس شعبہ آپ کے سپرد کیا تھا۔

" عن ابراهيم نخعي ، قال اول من ولي شيئًا من امور المسلمين عمر بن خطاب ولاه ابو بكر القضاء فكان اول قاض في الاسلام وقال اقض بين الناس فاني شغل وامر ابن مسعود بعسس المدينه" (16)

ترجمہ: سب سے پہلا شخص جو مسلمانوں کے امور کا والی بنا وہ عمر بن خطاب ہیں۔ حضرت ابوبکر نے قضا کا شعبہ آپ کے سپرد کیا۔ آپ اسلام میں سب سے پہلے قاضی تھے۔ حضرت ابوبکر نے عہدہ قضا آپ کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں کے درمیان فیصلے کیجئے چونکہ میں مصروف ہوں اور ابن مسعود کو مدینہ میں مقام عس بھیجا۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر کو تمام مشکلات میں فتح یابی حضرت عمر کے تعاون و مشاورت سے ممکن ہوئی۔ مثلاً مسئلہ خلافت، قبائل عرب کا ارتداد، منکرین زکوۃ، مدعیان نبوت، سرحدوں کی حفاظت و سلامتی اور خصوصاً جمع وتدوین قرآن۔ آپ کے انہی اوصاف و کمالات سے حضرت ابوبکر کو یقین ہو گیا تھا کہ خلافت کا بارگراں حضرت عمر کے علاوہ کوئی اور نہیں اٹھا سکتا۔ اس لئے آپ نے مسلمانوں کی مشاورت سے آپ کو اپنی زندگی میں ہی خلیفہ نامزد کر دیا تھا۔ آپ سقیفہ بنی ساعدہ کا اعادہ نہیں چاہتے تھے۔

جب حضرت علی اور طلحہ نے حضرت ابوبکر سے حضرت عمر کے خلیفہ بنانے پر آپ کی سختی کی وجہ سے کہا کہ ابوبکر آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے۔ آپ نے فرمایا کیا تم دونوں مجھے اللہ سے ڈراتے ہو۔ میں تم دونوں سے زیادہ اللہ اور عمر کو جانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا:

" اقول استحلفت عليهم خير اهلک " (17)

ترجمہ: میں اللہ سے کہوں گا کہ میں نے ان پر اس شخص کو خلیفہ بنایا جو تیرے بندوں میں سب سے بہتر تھا۔

مطلب سوم: فتوحات فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر کے عہد میں انتشار و فسادات کا سدباب ہو گیا تھا۔ حضرت عمر کو خارجی تصادم، سرحدی تحفظات اور روم و ایران کی استعماری طاقتوں کے مقابلہ میں نوزائیدہ اسلامی ریاست کا دفاع و سلامتی جیسے حالات کا سامنا تھا۔

حضرت عمر نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کی جس میں فرمایا گیا تھا:

﴿ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴾ (18)

ترجمہ: اور لڑو اللہ کی راہ میں ان سے جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرنا بے شک اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا زیادتی کرنے والوں کو۔

اسلامی مملکت کے دفاعی تقاضوں سے مجبور ہو کر آپ حفظ ما تقدم کے طور پر جنگی مہمات کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ کی مجاہدانہ اور مدبرانہ قیادت کی وجہ سے مسلمانوں کو ایران و روم جیسی استعماری طاقتوں کے خلاف بے مثال کامیابیاں نصیب ہوئیں۔ مولانا شبلی نعمانی فتوحاتِ فاروقی کی جغرافیائی وسعت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت عمر فاروقؓ کے مقبوضہ ممالک کا کل رقبہ 22,51,030 مربع میل یعنی مکہ مکرمہ سے شمال کی جانب 1036 مشرق کی جانب 1087 جنوب کی جانب 483 میل تھا۔ مغرب کی جانب چونکہ صرف جدہ تک حد حکومت تھی اس لئے وہ قابل ذکر نہیں۔ اس میں شام، عراق، جزیرہ، خوزستان، عراق عجم، آرمینیا، آذربائیجان، فارس، کرمان، خراسان اور مکران جس میں بلوچستان کا بھی کچھ علاقہ آ جاتا ہے شامل تھا۔ ایشیاء کوچک پر جس کو اہل عرب روم کہتے ہیں 20ھ میں حملہ ہوا تھا لیکن وہ فتوحات کی فہرست میں شمار ہونے کے قابل نہیں۔ یہ تمام فتوحات خاص حضرت عمر کی فتوحات ہیں اور ان کی تمام مدت دس برس سے کچھ ہی زیادہ ہے۔ (19)

مولانا عبدالقدوس ہاشمی علامہ شبلی کے برعکس عہد فاروق کی فتوحات کا رقبہ بیان کرتے ہیں۔ آپ یوں رقم طراز ہیں۔

خلافت فاروقی کی جملہ مدت قمری سال کے حساب سے 10 سال 6 ماہ اور آٹھ دن ہوئی جو 3729 دنوں پر مشتمل ہے۔ اس وقت خلافت اسلامیہ کا کل رقبہ تقریباً 25,11,665 مربع میل پر محیط تھا۔ اس رقبہ میں سے تقریباً 13,095 مربع میل خود حضرت فاروق اعظم کے حسن انتظام سے اور ان ہی کے دور خلافت میں فتح ہوئے تھے۔

مولانا شبلی نعمانی نے اپنی مشہور کتاب الفاروق میں حضرت عمر کے زیر سایہ ممالک کا کل رقبہ 22,51,030 لکھا ہے لیکن اس کی وجہ بھی اسی کتاب میں موجود ہے کہ آرمینیا، طبرستان، لیبیا اور جزیروں کے رقبے انہوں نے شمار میں نہیں لئے تھے۔ اس طرح اور بھی بعض رقبے انہوں نے اس لئے چھوڑ دیئے تھے کہ وہاں کے مقامی حاکموں کو ماتحتی میں لینے کے بعد بھی انہیں ابھی بالکلیہ بے دخل نہیں کیا گیا تھا مثلاً طبرستان میں جزیہ لے کر قدیم انتظام باقی رکھا گیا تھا لیکن بہرحال یہ علاقے فتح ہو چکے تھے۔ اس لئے ہم نے انہیں شمار میں لیا ہے۔

حضرت سرور کائنات رسول اللہ ﷺ کی وفات 12 ربیع الاول 11 ہجری کے وقت اسلامی حکومت کا رقبہ تقریباً 9,27,000 مربع میل تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ جب خلیفہ ہوئے تو ارتداد کا اتنا بڑا فتنہ کھڑا ہو گیا کہ اکثر حصہ خلافت صدیقی سے نکل گیا۔ حضرت صدیق اکبر نے عزم راسخ اور ایمان کامل سے اس فتنہ کا کامیاب مقابلہ کیا اور نہ صرف اس فتنہ کو دبا کر سب کو خلافت کے ماتحت لے آئے بلکہ صرف سوا دو سال کی مدت خلافت میں مزید 2,75,164 مربع میل کا اس

میں اضافہ کر دیا۔

جب حضرت صدیق اکبر نے وفات پائی اس وقت خلافت اسلامیہ کا رقبہ تقریباً 12,02,164 مربع میل تھا۔ اس کے بعد جب حضرت فاروق اعظم خلیفہ ہوئے تو اس رقبہ میں 1,30,9501 مربع میل کا اضافہ ہو گیا اور حضرت عمر فاروق اعظم کی وفات کے وقت خلافت اسلامیہ تقریباً 25,11,665 (پچیس لاکھ گیارہ ہزار چھ سو پینسٹھ) مربع میل پر پھیلی ہوئی تھی۔ اس 13,09,501 مربع میل کے رقبہ کو جب ان کے ایام خلافت 3729 دنوں پر تقسیم کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اوسطاً خلافت فاروقی کے ہر دن میں تقریباً 351 مربع میل ایک فرلانگ کا اضافہ ہوتا رہا۔ (20)

مولانا عبدالقدوس ہاشمی عہد فاروقی کی سرحدی حدود موجودہ جغرافیائی تناظر میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

23 ہجری کے اختتام پر فتوحات فاروقی کی حدیں یہ تھیں۔ شمال میں بحر خزر کے مغربی کنارہ کے ساتھ ساتھ دربند سے تقریباً سو میل آگے شمال تک (کوہ قاف کے آگے تک) جنوب میں عدن اور اس کے جنوب میں واقع جزائر تک مشرق میں پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں مکران تک (اور بقول بلاذری مقام تھانہ تک جو آج کل صوبہ بمبئی میں شامل ہے) مغرب میں لیبیا کے شہر طرابلس الغرب تک۔

ان حدود کے اندر آج کل یہ حکومتیں ہیں۔

(۱) لیبیا (۲) مصر (۳) فلسطین (۴) شام (۵) اردن (۶) لبنان (۷) عراق (۸) ایران (۹) افغانستان (۱۰) سعودی عرب (۱۱) سلطنت عمان (۱۲) قطر (۱۳) متحدہ عرب امارات (۱۴) یمن (۱۵) پاکستانی بلوچستان (۱۶) روسی آذربائیجان (۱۷) مشرقی جنوبی ترکی (۱۸) روسی تاجکستان، ازبکستان، ترکمانستان (۱۹) کویت (۲۰) بحرین (۲۱) سوڈان۔ (21)

مطلب چہارم: عہد فاروقی کا نظام خلافت

حضرت عمر نے ایک طرف فتوحات کو وسعت دی کہ قیصر و کسریٰ کی وسیع سلطنتیں ٹوٹ کر اسلامی سلطنت کا حصہ بنیں دوسری طرف حکومت و سلطنت کا ایسا نظام قائم کیا جس میں آج کی ترقی یافتہ حکومت کے جملہ شعبہ جات موجود ہیں۔

عہد صدیقی میں داخلی و خارجی خلفشار کی وجہ سے نظام خلافت کی تنظیم و تشکیل نو نہ ہو سکی۔ عہد فاروقی میں فتوحات کا سلسلہ بڑھا نئے علاقے اور اقوام اسلام کے زیر نگیں ہوئے۔ اس لئے نظام خلافت کی تشکیل نو اور ترقی ہوئی۔ خلافت نے ایک باقاعدہ اسلامی حکومت کی ترقی یافتہ شکل اختیار کی جس کی بنیاد شورائیت (جمہوریت) عدل اجتماعی اور مساوی حقوق پر تھی۔

حضرت عمر نے امور خلافت کو احسن انداز میں انجام دہی کے لئے امور سلطنت کو مختلف شعبوں میں تقسیم کیا۔ شعبہ جاتی تقسیم حضرت عمر کا ایسا کارنامہ ہے جس کی اس انداز میں تنظیم و تشکیل آپ سے قبل تاریخ میں نہیں ملتی۔ عہد فاروقی میں جن

شعبہ جات اور صیغوں کا قیام ہوا ان کو علامہ شبلی نعمانی نے الفاروق میں شرح وبسط سے بیان کیا ہے۔ ان کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

(۱) مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ)

(۲) ملک کی صوبہ جاتی اور اضلاعی تقسیم اور اس کے مطابق عہدداران وافسران کا تقرر

(۳) عہدداران اور افسران کے انتخاب کے لئے کمیشن کا قیام

(۴) عمال وافسران کے احتساب وتحقیقات کا کمیشن

(۵) صیغۂ محاصل وآمدنی

(۶) صیغۂ عدالت وقضاء

(۷) محکمہ افتاء وتعلیم

(۸) محکمہ پولیس وجیل خانہ جات

(۹) محکمہ انہار وآبپاشی

(۱۰) محکمہ تعمیرات وبلدیات

(۱۱) محکمہ فوج وخبر رسانی

(۱۲) بیت المال یا محکمہ خزانہ (22)

مبحث سوم: عہد فاروقی اور علم فقہ

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں لوگ اپنے مسائل ومشکلات کے حل کیلئے آپ سے رجوع کرتے تھے۔ لوگ زندگی کے مختلف معاملات ومواقع پر پیش آمدہ الجھنوں اور حلت وحرمت کی حدود سے آگاہی اور دین کے احکام مقاصد کو جاننے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔

عہد نبوت میں علم فقہ باقاعدہ کوئی مدون علم نہ تھا۔ اس کی ضرورت بھی نہ تھی کیونکہ شارع علیہ السلام خود موجود تھے۔ لوگ رسول اللہ ﷺ سے براہ راست مسائل دریافت کرتے تھے یا بعض احکام آپ کو دیکھ کر اختیار کر لیتے تھے پھر قرائن امارات سے ان کے مشروط ارکان، واجب، مستحب اور منسوخ کو جان لیتے تھے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں:

" اعلم ان رسول اللہ ﷺ لم یکن الفقہ فی زمانہ الشریف مدوناً ولم یکن البحث فی الاحکام یومئذٍ مثل البحث من ہؤلاء الفقہاء حیث یبیّتون باقصی جہدہم الارکان والشروط

وآداب کل شی ممتازًا عن الاخر بدلیلہٖ ویفرضون الصور یتکلمون علی تلک الصور المفروضة ویحدون مایقبل الحد ویحصرون مایقبل الحصر الی غیر ذلک من صنائعھم ، اما رسول الله ﷺ فکان یتوضّاء فیری الصحابة وضوءہٗ فیأخذون بہ من غیر ان یبیّن انّ ھذا رکن وذلک ادب وکان یصلی فیرون صلاتہ فیصلون کما رأوہٗ یصلی وحج فرمق الناس حجہٗ ففعلوا کما فعل"

ترجمہ: جاننا چاہیے کہ عہد نبوی میں احکام فقہ جمع نہیں ہوئے تھے۔ اور جیسے ہمارے زمانے میں فقہاء ہر مسئلہ پر مباحث کرتے ہیں۔ ایسے مباحث بھی نہ تھے۔ فقہاء نہایت کوشش سے ارکان وشروط ہر شے کے آداب دوسرے سے جدا جدا مع دلائل کے بیان کرتے ہیں۔ نئی نئی صورتیں فرض کرتے ہیں اور صور مفروضہ میں گفتگو کرتے ہیں۔ محدود کو محدود اور محصور کو محصور کرتے ہیں۔ ایسے ہی ان کے اور کام ہیں پس وہ ویسے ہی نماز پڑھتے جیسے آپ کو دیکھتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں صحابہ آپ کو وضو کرتے ہوئے دیکھتے تھے اور اس کا طریقہ سیکھ لیتے تھے۔ آنحضرت ﷺ اس کی تشریح نہیں فرماتے تھے کہ یہ امر رکن ہے اور وہ مستحب ہے۔ ایسے ہی آنحضرت ﷺ نماز پڑھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا اور لوگوں نے بھی ویسے ہی آپ کے موافق اعمال حج ادا کئے۔ (23)

آپ کے وصال کے بعد یہ منصب قدرتی طور پر صحابہ کو منتقل ہوگیا۔ لوگ نئے نئے مسائل کے بارے میں شرعی حکم جاننے، فتاویٰ جاری کروانے اور کتاب وسنت کی تعلیم کے لئے ان سے رجوع کرتے تھے۔ بالخصوص اس سند کے مستحق وہ لوگ قرار پائے جو کتاب اللہ کے حافظ تھے۔ ایسے صحابہ کو قاری، مفتی اور بعد کے ادوار میں فقیہہ کہا جانے لگا۔

علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں:

صحابہ کی پوری جماعت اہل فتویٰ نہ تھی اور نہ شرعی و دینی امور پر سب کو مرجعیت حاصل تھی بلکہ افتاء کا منصب صرف حفاظ کے لئے مخصوص تھا۔ اس گروہ کو قرآن کے ناسخ ومنسوخ، محکم ومتشابہ اور جملہ دلالت وعلل پر گہری نظر حاصل تھی کیونکہ اس گروہ نے براہ راست چشمہ رسالت سے اکتساب فیض کیا تھا یا اجلّہ صحابہ سے قرآن کی روشنی اخذ کی تھی۔ اس گروہ کو قراء کے لقب سے پکارا جاتا تھا یعنی قرآن پڑھنے اور سمجھنے والے۔ عرب چونکہ ان پڑھ قوم تھی پڑھے لکھے افراد انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے۔ اس لئے قرآن کو پڑھنے والے نادرالوجود ہونے کی وجہ سے ناخواندہ قوم میں قراء کہلاتے تھے۔ دور اول تک تو اس گروہ کے لئے قراء کا لقب متداول رہا البتہ جب اسلامی حکومت کی حدود دور دور تک پھیل گئیں، کتاب وسنت کے چرچے ہونے لگے سب سے ناخواندگی اور جہالت کی تاریکی کافور کردی، قریہ قریہ اجتہاد واستنباط کی مجلسوں سے نغمہ ریز ہوگیا۔ فقہ نہ صرف پایہ تکمیل تک پہنچ گئی بلکہ اسے ایک فن کی حیثیت حاصل ہوگئی تو قراء کے بجائے ایسے لوگوں کو علماء اور فقہاء کے نام سے پکارا جانے لگا۔ (24)

فقہاء صحابہ کے تین طبقات ہیں۔

(۱) مکثرین: وہ صحابہ جن سے بکثرت مسائل منقول ہیں۔ (۲) مقلین: وہ صحابہ جن سے بہت کم مسائل مروی ہیں۔

(۳) متوسطین: وہ صحابہ جو ان دونوں طبقوں کے بین بین ہیں۔

(۱) مکثرین

مکثرین میں سات بزرگ شامل ہیں۔

(۱) عمر بن خطاب (۲) علی بن ابو طالب (۳) عبداللہ بن مسعود (۴) ام المومنین حضرت عائشہ (۵) زید بن ثابت

(۶) عبداللہ بن عباس (۷) عبداللہ بن عمر۔

ان میں سے ہر ایک کے فتاویٰ کی علیحدہ علیحدہ ایک ضخیم جلد بن سکتی ہے۔

(۲) مقلین

مقلین دوسرے طبقے میں بکثرت اصحاب داخل ہیں۔ ان میں سے کسی سے صرف ایک دو مسائل منقول ہیں۔ ان سب کے مسائل کو ایک ہی مختصر سے رسالہ میں جمع کیا جا سکتا ہے۔

(۳) متوسطین

متوسطین میں تیرہ صحابہ شامل ہیں۔ ان کے فتاویٰ کو علیحدہ علیحدہ مختصر رسالوں میں جمع کیا جا سکتا ہے۔

تینوں طبقات کے صحابہ کی تعداد ایک سو تیس (130) سے کچھ زائد ہے۔ (ملخص) (25)

مطلب اول: فقہ میں حضرت عمر کا مقام ومرتبہ

صحابہ کرام میں جن برگزیدہ ہستیوں کو تفقہ فی الدین اور قرآن وسنت سے احکام کے استنباط واستخراج کا خاص وصف حاصل ہوا اور ان کا شمار وارثین علوم نبوت میں ہوا ان میں حضرت ابو بکر کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے درج ذیل اقوال سے آپ کے تعلق باللہ، قرب رسول، مقام صحابیت، دینی بصیرت، اصابت رائے اور قرآن وسنت کے صحیح فہم وادراک کی تائید ہوتی ہے۔

(ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : بينا انا نائم شربت . يعنى اللبن . حتى انظر الى الري يجرى فى ظفر ، اوفى اظفارى ، ثم ناولت عمر ، قالوا فما اولته يا رسول اله قال "العلم) 26

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا کہ دوران خواب میں نے اتنا دودھ پیا جس کی تازگی میرے ناخنوں سے بھی ظاہر ہونے لگی پھر میں نے عمر کو دیدیا۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ اس سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا علم ہے۔

(قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ابن الخطاب ، والذى نفسى بيده مالقيك الشيطان سالكاً فجاً قط الاسلک فجاً غير فجک) (27)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛قسم مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب شیطان تمہیں کسی راستے پر چلتے ہوئے دیکھتا ہے تو تمہارے راستے کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔

(قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقد كان فيما قبلكم من الامم محدثون فان يكن فى امتى احد فانه عمر) (28)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛تم سے پہلے لوگوں میں ایسے لوگ بھی ہوا کرتے تھے جن کے ساتھ اللہ کی طرف سے کلام فرمایا جاتا تھا حالانکہ وہ نبی نہ تھے اگر ان میں سے میری امت میں بھی اگر کوئی ہے تو وہ عمر ہیں۔

(عن ابى سعيد خدرى رضى الله عنه قال سمعت رسول الله يقول بينا انا نائم رأيت الناس عرضوا على وعليهم قميص فمنها مايبلغ الثدى ومنها مايبلغ دون ذلک وعرض على عمر وعليه قميص" اجترّه قالوا فما اولته يا رسول الله قال " الدين) (29)

ترجمہ: ابوسعید خدری سے مروی ہے۔فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: میں سو رہا تھا کہ لوگوں کو میری خدمت میں پیش کیا گیا وہ قمیص پہنے ہوئے تھے۔پس کسی کی قمیص تو سینے تک آتی تھی اور کسی کی اس سے بھی اونچی تھی جب عمر کو میرے سامنے پیش کیا گیا تو ان کی قمیص زمین پر لٹک رہی تھی۔لوگ عرض گزار ہوئے ، یا رسول اللہ ﷺ آپ اس سے کیا تعبیر لیتے ہیں۔فرمایا'' دین''۔

(عن ابى سعيد الخدرى قال ، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مامن نبى الا وله وزيران من اهل السماء وزيران من اهل الارض ، فاما وزيراىّ من اهل السماء ، فجبريل و ميكايل واما وزيراى من اهل الارض فابوبكر و عمر) (30)

ترجمہ: ابوسعید سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا؛ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہوتے ہیں۔پس میرے آسمانی وزیر جبریل و میکائیل ہیں اور زمین والے وزیر ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) ہیں۔

(عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه قال وقال ابن عمر مانزل بالناس امر قط فقالوا فيه وقال فيه عمر اوقال ابن الخطاب فيه شک خارجة. الا نزل فيه القرآن على نحوما قال عمر) (31)

ترجمہ: ابن عمر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کی زبان اور دل پر حق جاری

دیا ہے۔ ابن عمر فرماتے ہیں جب کبھی لوگوں کو کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو لوگ بھی اپنی رائے پیش کرتے اور حضرت عمر بھی رائے دیتے پھر حضرت عمر کی رائے کے مطابق قرآن نازل ہوتا۔

(قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان نبی بعدی لکان عمر بن الخطاب (32

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔

درج بالا احادیث رسول اللہ ﷺ سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک حضرت عمر کے مقام و مرتبہ کی اصل وجہ احکام ومصالح دین کا، مقاصد شرعیہ کا فہم وادراک، اصابت رائے اور معاملہ فہمی ہے۔ اصابت رائے کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ آپ کی بعض آراء مذہبی احکام بن گئیں۔ حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ اگر بعض معاملات میں لوگوں کی رائے کچھ ہوتی اور حضرت عمر کی کچھ تو قرآن مجید حضرت عمر کی رائے کے موافق نازل ہوتا تھا۔ (33)

امام بخاری نے حضرت عمر کا قول نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

" عن ابن عمر قال قال عمر وافقت ربی فی ثلاثٍ فی مقام ابراھیم وفی الحجاب وفی اساریٰ بدر " (34)

ترجمہ: ابن عمر سے مروی ہے حضرت عمر نے فرمایا؛ میرے رب نے تین مواقع پر میری موافقت کی مقام ابراہیم کے بارے میں، پردے کے بارے میں اور بدر کے قیدیوں کے بارے میں۔

امام سیوطی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ قرآن میں اکثر حضرت عمر کی آراء موجود ہیں (یعنی آپ کی رائے کے موافق وحی الٰہیہ) اس کے بعد آپ نے بیس کے قریب قرآنی آیات کا ذکر کیا جو حضرت عمر کی رائے کے موافق نازل ہوئیں۔ (35)

استنباطِ احکام شریعت واستخراج مسائل میں حضرت عمر کے مقام ومرتبہ کو بیان کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں

احکام شریعت اخذ کرنے والوں میں بڑے پایہ کے لوگ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس ہیں۔ حضرت عمر کا یہ دستور تھا کہ وہ ہر مسئلہ میں دوسروں سے مشورہ لیتے اور بحث کرتے حتیٰ کہ امر کی حقیقت ظاہر ہوجاتی اور آپ کو یقینی بات معلوم ہوجاتی۔ اس لئے تمام مشرق ومغرب میں حضرت عمر کے فیصلوں اور فتاویٰ کا اتباع کیا گیا چنانچہ ابراہیم نخعی فرماتے ہیں حضرت عمر کے فوت ہوجانے سے دس حصوں میں سے نو حصے علم کے جاتے رہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ حضرت عمر جب کسی راستے پر چلتے تو ہم اسے سہل پاتے۔ (36)

امام ابن قیم دین میں حضرت عمر کے مقام فقہ واجتہاد کو بیان کرتے ہوئے مختلف بزرگوں کے اقوال نقل کرتے ہیں۔

شعبی کا قول ہے کہ لوگ جب کسی مسئلہ میں مختلف ہوں تو تم وہ لے لو جو عمر فرمائیں۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں

کہ دس حصوں میں سے نو صرف عمر کے پاس ہیں۔فرماتے ہیں اگر ترازو کے ایک پلڑے میں صرف حضرت عمر کا علم رکھا جائے اور دوسرے میں تمام دنیا کا تب بھی حضرت عمر کے علم کا پلڑا بھاری رہے۔حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ گویا کہ لوگوں کا علم حضرت عمر فاروقؓ کے علم میں سما گیا۔

شعبی فرماتے ہیں جسے فیصلوں کا وثیقہ لینا ہو وہ حضرت عمرؓ کے اقوال لے لے۔ (37)

مطلب دوم: حضرت عمرؓ کے مأخذ فقہ

صحابہ کرام کے دور میں جب فتوحات کی کثرت ہوئی اور نئے اجتماعی وسیاسی مسائل پیدا ہوئے چنانچہ وہ ان کے حل کے لئے پہلے کتاب اللہ کی طرف رجوع کرتے پھر اس مسئلہ کا حل سنت رسول اللہ ﷺ میں تلاش کرتے پھر عام لوگوں یعنی علماء سے دریافت کرتے کہ اس مسئلہ میں تم کو رسول اللہ ﷺ کا کوئی فیصلہ معلوم ہے آخر میں اجتہاد وقیاس سے کام لیتے۔

حضرت ابوبکر کے دور میں یہی طریقہ تھا۔

الشیخ محمد الخضری حضرت عمر کے استنباط مسائل اور طریقہ اجتہاد کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

حضرت عمرؓ بھی ایسا ہی کرتے تھے لیکن اگر ان کو وہ مسئلہ قرآن وحدیث میں نہ ملتا تو اس کے متعلق حضرت ابوبکر کا فتویٰ دریافت فرماتے اگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کا کوئی فیصلہ موجود ہوتا اور ان کو اس کے خلاف کوئی بات معلوم نہ ہوتی تو اسی کے مطابق فیصلہ کرتے ورنہ علماء سے مشورہ کرتے اور ان کے اجتماعی خیال کے مطابق حکم دیتے۔

صحابہ کے سامنے ایسے مسائل بھی پیش ہوتے تھے جن کے متعلق قرآن وسنت میں کوئی تصریح نہیں ہوتی تھی۔ اس حالت میں ان کو مجبوراً قیاس کرنا پڑتا تھا جس کو وہ لوگ رائے سے تعبیر کرتے تھے۔اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب قرآن مجید میں کوئی تصریح نہ پاتے اور لوگوں کے پاس حدیث بھی نہ ملتی تو اسی کے مطابق فیصلہ کرتے۔حضرت عمر کا طرز عمل بھی یہی تھا۔ (38)

فقہ عمر کے مأخذ کے سلسلہ میں بہترین مرجع ومأخذ آپ کے وہ دو خطوط ہیں جو آپ نے قاضی شریح اور ابو موسیٰ اشعری کو لکھے۔قاضی شریح کو آپ نے لکھا:

" اذا وجدت شیئًا فی کتاب اللہ فاقض بہ ولا یلتفت الی غیرہ وان اتاک لشیئ لیس فی کتاب اللہ فاقض بما سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان اتاک مالیس فی کتاب ولم یسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاقض بما اجمع علیہ الناس وان اتاک مالیس فی کتاب اللہ ولا فی سنۃ رسول اللہ ولم یتکلم فیہ احد قبلک فان شئت ان تجتہد رأیک فتقدم وان شئت ان تتاخر فتاخر وما اریٰ التاخر الاخیرًا لک " (39)

ترجمہ: جب تو کوئی مسئلہ کتاب اللہ میں پائے تو اس کے مطابق فیصلہ کر اور کسی کی طرف توجہ نہ کر پھر اسے سنت رسول اللہ ﷺ میں تلاش کر اگر ان دونوں میں بھی نہ ملے تو جس پر لوگوں کا اجماع دیکھے اس کے مطابق فیصلہ کر اور اگر نہ کتاب سنت میں ہو نہ تجھ سے پہلے کسی نے اس پر کلام کیا ہو پس اگر تو چاہے تو اپنی رائے سے اجتہاد کر تو جلدی کر اور اگر مؤخر کرنا چاہے تو مؤخر کر اور تاخیر میں میں تیرے لئے بہتری دیکھتا ہوں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری کو لکھا:

"اعرف الاشباہ والامثال وقس الامور" (40)

ان خطوط کو نقل کرنے کے بعد الشیخ محمد خضری لکھتے ہیں۔

لیکن با ایں ہمہ وہ لوگ رائے پر اعتماد کرنا پسند نہیں کرتے تھے تا کہ لوگ دین کے بارے میں بے علم [illegible] نہ ہو جائیں اور اس میں ایسی چیزیں نہ شامل کر دیں جو اس میں شامل نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے صحابہ نے رائے کی برائی بیان کی ہے لیکن یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ انہوں نے جس رائے کی برائی کی ہے وہ اس رائے سے الگ ہے [illegible] انہوں نے خود عمل کیا ہے۔ اس لئے قابل مذمت رائے اگر ہے تو یہ ہے کہ فتویٰ میں خواہش نفس کی پیروی کی جائے [illegible] استناد دین کی کسی اصل کی طرف نہ کیا جائے اور قابل ستائش رائے وہ ہے جس کو حضرت عمر نے اپنے قاضی کے [illegible] میں ظاہر کیا ہے کہ "ہم صورت اور ہم شکل واقعات کو معلوم کرو پھر ان سے قیاس کرو" کیونکہ اس صورت میں رائے [illegible] درحقیقت قرآن و حدیث کے عقلی مفہوم پر عمل کرنا ہے۔ بہرحال جن فتاویٰ میں ان لوگوں نے رائے سے استناد کیا ہے وہ بہت کم ہیں۔

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی حکم کے متعلق ایک جماعت سے مشورہ لیتے اور وہ [illegible] اپنی رائے سے مشورہ دے دیتے تو لوگ اس پر عمل کرتے اور کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ وہ اس کی مخالفت کرتا۔ [illegible] اسی طریقہ کا نام اجماع تھا اور چونکہ اس وقت مجتہد صحابہ کی تعداد محدود تھی اس لئے ان سے مشورہ لینا اور ان کی رائے سے واقف ہو جانا ممکن تھا اور اس لئے اجماع ایک آسان چیز تھی۔

الغرض اس طریقہ پر اس زمانے میں (عہد فاروقی میں) احکام کے مأخذ چار تھے۔

(۱) قرآن (۲) حدیث (۳) اجماع (۴) قیاس۔ (41)

مطلب سوم: حضرت عمر فقہاء کے مرجع و مأخذ

فقہ کا فن تمام تر حضرت عمر کا مرہون منت ہے۔ امام ابن قیم مختلف فقہاء کی آراء نقل کرتے ہیں۔

ابن المسیب فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عمر بن الخطاب سے بڑا عالم میں کسی کو نہیں [illegible]

تابعین سے مروی ہے کہ فقہاء حضرت عمر کے سامنے طفل مکتب معلوم ہوتے تھے جن سب پر آپ علم وفقہ میں چھائے ہوئے تھے۔

امام محمد بن جریر فرماتے ہیں کہ ابن مسعود کے سوا کوئی ایسا نہ تھا جس کے ساتھیوں نے اس کے فتوے اور فقہی مسلک کے مذہب کو تحریر کیا ہو۔ یہ اپنے مذہب وقول کو حضرت عمر کی مخالفت کے وقت چھوڑ دیا کرتے تھے اور عموماً ان کے کسی قول کا خلاف نہیں کرتے تھے بلکہ اپنے قول سے رجوع کر کے آپ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔ حضرت عبداللہ قنوت نہیں پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر عمر قنوت پڑھتے تو عبداللہ بھی پڑھتا۔ (42)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ آپ کا اجتہاد تمام فقہاء کے لئے شرح کی حیثیت رکھتا ہے۔

حضرت عمر کے اجتہادات میں اصابت (مصیب ہونا) اس حد کمال تک ہے کہ ائمہ اربعہ کی پوری فقہ آپ کے متعین اجتہاد کی شرح ہے۔ امیر المومنین فاروق اعظم اس مقام میں ''مجتہد مطلق'' کے درجہ پر فائز ہیں۔

ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد بن حنبل رحمھم اللہ) ایسے مجتہد منتسب ہیں جو درجہ اجتہادات میں مجتہد مطلق ہونے کی بجائے حضرت عمر کے فیضان سے بہرہ مند ہیں۔ (43)

فقہ میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔ بلکہ فقہ کا فن تمام تر حضرت عمر کا ساختہ پرداختہ ہے۔ فقہ کے جس قدر سلسلے آج اسلام میں قائم ہیں سب کا مرجع حضرت عمر کی ذات ہے سوائے حضرت علی کے فقہ کے بڑے بڑے شیوخ اور بانی حضرت عمر ہی کی صحبت سے مستفید ہوئے تھے۔ اور خاص کر عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن مسعود تو ان کے ساختہ پرداختہ تھے۔ عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ عمر کے ساتھ ایک ساعت بیٹھنا میں سال بھر کی عبادت سے بہتر جانتا ہوں۔

عبداللہ بن مسعود اور ابوموسیٰ اشعری حضرت عمر کے خاص شاگردوں میں تھے۔ ابوموسیٰ کو حضرت عمر اکثر تحریر کے ذریعے سے حدیث وفقہ کے مسائل تعلیم کرتے تھے۔ زید بن ثابت بھی دراصل حضرت عمر کے مقلد تھے۔ صحابہ میں جن جن لوگوں کی فقہ کا رواج ہوا وہ سب حضرت عمر کے تربیت یافتہ تھے۔ ملخصًا (44)

محمد حسین ہیکل لکھتے ہیں:

فقہائے اسلام میں انہیں فقیہہ اکبر کا مرتبہ حاصل تھا۔ وہ ایک ایسے مجتہد تھے جن کی رائے سند سمجھی جاتی تھی اور ان کا اجتہاد تسلیم کیا جاتا تھا۔ (45)

مطلب چہارم: حضرت عمر اصول فقہ کے مدون اول ہیں

فقہ کے موجودہ اصول وقواعد عہد فاروقی میں منضبط نہیں ہوئے تھے۔ آپ کے دور میں فتوحات کی وسعت کی وجہ سے نئے مسائل کا آغاز ہوا۔ حضرت عمر ان مسائل کے حل کے لئے قرآن وحدیث اور اجماع امت کے ذریعے اجتہاد کرتے تھے۔ دوران اجتہاد روح شریعت اور مقاصدِ دین کو پیش نظر رکھا جاتا تھا۔ حکمت اور علت کی معرفت حاصل کی جاتی اور

نظائر پر قیاس کیا جاتا، پھر اصول وقواعد کا استخراج کیا جاتا اور ان کو منضبط شکل دے کر عمال، قاضیوں اور دیگر سرکاری عہدیداران کو تحریری شکل میں روانہ کیا جاتا۔ حضرت عمر کے فیصلے اور سرکاری خطوط قواعد واصول فقہ کا اولین مدون ماخذ ہیں۔ حضرت عمر کے عہد کے فیصلے اور فتاویٰ کتب تاریخ میں اولیات فاروق کے نام سے بھی موسوم ہیں۔

علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

حضرت عمر کی نسبت ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ انہوں نے استنباطِ مسائل کے اصول قائم کئے۔ اسی بنا پر اکثر مسائل جو انہوں نے طے کئے صحابہ کے مجمع میں بحث ومناظرہ کے بعد طے کئے۔ ان موقعوں پر انہوں نے جو تقریریں کیں ان کے استقصا سے بہت سے اصول قائم ہوتے ہیں اکثر مسائل میں متناقض روایتیں یا ماخذ استدلال موجود ہوتے تھے اس لئے ان کو فیصلہ کرنا پڑتا تھا کہ دونوں میں سے کس کو ترجیح دی جائے، کس کو ناسخ ٹھہرایا جائے، کس کو منسوخ، کس کو عام ٹھہرایا جائے، کس کو خاص، کس کو مؤقت مانا جائے، کس کو مؤقت اس طرح نسخ، تخصیص، تطبیق وغیرہ کے متعلق بہت سے اصول قائم ہوگئے۔ عام طور پر فتویٰ دیتے وقت بھی ان کی تقریر سے اکثر کسی اصول کی طرف اشارہ پایا جاتا تھا مثلاً ایک شخص نے ان سے کہا کہ میرے غلام کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیجئے کیونکہ اس نے میری بیوی کا آئینہ چرایا جس کی قیمت 60 درہم تھی۔ فرمایا تمہارا غلام تھا، تمہاری ہی چیز چرائی اس پر ہاتھ نہیں کاٹا جاسکتا۔ اس سے یہ اصول مستنبط ہوا کہ سرقہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ سارق کا مال مسروقہ میں کس طرح کا حق نہ ہو ایک اور شخص نے بیت المال سے کچھ چرالیا۔ حضرت عمر نے اس کو بھی اسی بناء پر چھوڑ دیا تھا کہ بیت المال میں ہر شخص کا کچھ نہ کچھ حق ہے۔ (46)

شاہ معین الدین احمد ندوی لکھتے ہیں:

اصول فقہ کا فن آپ ہی کی ایجاد ہے۔ آپ نے تنہا جزئیات کی تدوین نہیں کی بلکہ تفریع واستنباطِ مسائل کے اصول وضوابط بنا کر آنے والوں کے لئے اجتہاد وفکر کی ایک وسیع شاہراہ قائم کر گئے۔ غرض اپنی فطری ذہانت اور بصیرت سے فقہ کے تمام متعلقات کو ایک مستقل فن بنا دیا۔ (47)

عہد فاروقی میں تدوین اصول فقہ کے ضمن میں محمد حسین ہیکل لکھتے ہیں:

" والفقه الاسلامي مدين لاجتهاد عمر بما يقل عن دين السياسة الاسلامية بحسن نيته وصدق ايمانه، في اقامة الامبرا طورية، فقد قرر مبادئي وآراء في الفقه اخذ بها الذين جاءوا من بعده، وعدوا صدورها عنه حجة على صحتها والكثير من هذه المبادئي خطير الاثر جميعه، وهو لذلك باق الى اليوم يطبق في الفقه الاسلامي وفي غير الاسلامي من الشرائع على انه من المبادئي العالمية التي لاتقبل نقضاً " (48)

فقہ اسلامی حضرت عمر کی اجتہاد کی جتنی احسان مند ہے وہ سیاست اسلامی کی اس احسان مندی سے کم تر نہیں جو سلطنت کے قیام میں ان کی اصابت رائے اور صدق عزم و ایمان کے نتیجے میں پیدا ہوئی۔ انہوں نے [illegible] اصول ونظریات مقرر کئے جنہیں بعد کو آنے والوں نے اپنا مدار بنایا اور اس بات کو کہ ان کا صدور حضرت عمر کی ذات سے ہوا، ان اصول ونظریات کی صحت کی دلیل سمجھا۔ ان میں سے اکثر مہتمم بالشان اثر رکھتے ہیں۔ چنانچہ وہ آج تک اسلامی فقہ اور اس کے علاوہ دوسرے قوانین میں عمومی حیثیت سے شامل ہیں کیونکہ وہ ایسے عالمگیر اصول ہیں جو نقص و [illegible] پاس تک نہیں پھٹکنے دیتے۔

مطلب پنجم: عہد فاروقی میں تعلیمِ فقہ

عہد فاروقی میں اسلامی تمدن کی ترقی سے نئے مسائل پیدا ہوئے اس وجہ سے علم فقہ کی بھی بڑی ترقی [illegible] بلکہ فقہ کی نظری وعملی تکمیل عہد فاروقی میں ہوئی۔

حضرت عمر اپنے خطبوں، تقریروں اور عام مجمع میں لوگوں کو فقہ کی تعلیم دیتے۔ موطا امام مالک میں ہے کہ [illegible] حضرت عمر نے منبر پر چڑھ کر لوگوں کو تشہد سکھایا۔ (49)

عمال اور امراء کے پاس اہم مذہبی وفقہی مسائل واحکام لکھ کر روانہ کرتے تھے۔ امام مالک نے [illegible] متعلق آپ کا مفصل ہدایت نامہ نقل کیا ہے۔ (50)

جن عمال وامراء کا تقرر کیا جاتا تھا ان کے لئے عالم اور فقیہ ہونا ضروری ہوتا تھا تاکہ وہ لوگوں کو [illegible] دے سکیں۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری جب بصرہ کے گورنر بن کر آئے تو انہوں نے اپنے آنے کا مقصد کتاب و سنت کی تعلیم بیان کی۔

" بعثنى اليكم عمر اعلمكم كتاب ربكم وسنة نبيكم وانظف طرقكم " (51)

ترجمہ: مجھے عمر نے تمہاری طرف بھیجا ہے میں تم کو تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی کی سنت سکھاؤں [illegible] صاف کروں تمہارے راستوں کو۔

ایک دفعہ مجمع عام میں خطبہ دیا جس میں یہ الفاظ تھے۔ قاضی ابو یوسف لکھتے ہیں:

" قال اللهم انى اشهدك على امراء الامصار فانّى انما بُعثتهم ليعلّموا الناس دينهم و سنة نبيهم " (52)

ترجمہ: خدایا میں مختلف مقامات کے حکام کے سلسلہ میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو صرف [illegible] ہے کہ عوام کو ان کے دین کی تعلیم دیں اور انہیں ان کے نبی کی سنت سکھائیں۔

عالم وفقیہہ ہونے کی صفت حضرت عمر کے عہد میں لشکر کے سپہ سالار میں بھی لازمی ہوتی تھی۔قاضی ابو یوسف لکھتے ہیں۔

"ان عمر بن الخطاب کان اذا اجتمع الیه جیش من اهل الایمان بعث علیهم رجلا من اهل الفقه" (53)

حضرت عمر بن خطابؓ کا طریقہ یہ تھا کہ جب آپ کے پاس مسلمانوں کا کوئی لشکر تیار ہو جاتا تو آپ ان پر کسی عالم اور فقیہہ فرد کو امیر مقرر کر دیتے۔اس کے علاوہ تعلیم فقہ کے لئے حضرت عمر نے درج ذیل امور کا اہتمام کیا۔

(۱) تعلیم کے لئے مساجد و مکاتب قائم ہوئے۔

(۲) ان میں تنخواہ دار معلم مقرر ہوئے۔

(۳) بدوؤں کے لئے تعلیم کو لازمی ہی نہیں بلکہ جبری قرار دیا۔

(۴) سورۃ بقرۃ،نساء،مائدہ،حج اور نور کے احکام یاد کرنے ضروری قرار دیئے۔

(۵) قرآن کا عربی زبان وادب کے اصولوں کے تحت صحیح پڑھنا ضروری قرار دیا۔

(۶) جو لوگ عالم نہ ہوں ان کے لئے تعلیم دینا ممنوع قرار دی۔

(۷) طلباء دین کے لئے وظائف مقرر کئے۔

(۸) اجتماعی مسائل کی تعلیم کی اجازت تھی۔اختلافی مسائل اور بحث ومباحثہ کی ممانعت تھی۔ (54)

سیرت عمرؓ کی کثیر الجہات حیثیت کو علامہ شبلی کے اس جملہ پر ختم کرتے ہیں۔

حضرت عمر کے حالات اور مختلف حیثیتوں پر نظر ڈالو تو صاف نظر آئے گا کہ وہ سکندر بھی تھے اور ارسطو بھی،مسیح بھی تھے اور سلیمان،تیمور بھی تھے اور نوشیرواں بھی،امام ابو حنیفہؒ بھی تھے اور ابراہیم ادھمؒ بھی۔ (55)

مبحث چہارم: عہد فاروقی میں غیر مسلموں سے حسن سلوک

کسی حکومت کے عدل ومساوات کو جانچنے کا سب سے بڑا معیار غیر قوموں کے ساتھ اس کا طرز عمل ہوتا ہے۔عہد فاروقی غیر مسلم اقوام کے ساتھ عدل ومساوات اور حسن سلوک کا نمونہ تھی۔غیر مسلموں کو عملاً مسلمانوں کے برابر حقوق حاصل تھے۔یہ حقوق ان کے ہم مذہبوں رومی وایرانی سلاطین نے بھی ان کو نہیں دیئے تھے۔

کسی قوم کے حقوق صرف تین چیزوں سے متعلق ہوتے ہیں۔جان،مال اور مذہب باقی حقوق انہی کے تحت ہوتے ہیں۔حضرت عمر نے غیر مسلموں سے جان،مال اور مذہب کے تحفظ کے لئے باقاعدہ تحریری معاہدے کئے۔ایسے غیر مسلم کو معاہد یا ذمی کہا جاتا ہے۔ان معاہدات کی پہلی شق / دفعہ بنیادی حقوق کے تحفظ پر مشتمل ہوتی تھی جیسے جرجان کے غیر مسلموں سے جو معاہدہ کیا۔اس میں یہ تصریح ہے:

" لهم الامان على انفسهم واموالهم ومللهم وشرائعهم ولا يغير بشيء من ذلك " (56)

ترجمہ: ان کے جان اور مال اور مذہب وشریعت کو امان ہے اور اس میں سے کسی شے میں تغیر نہیں کیا جائے گا۔

عہد فاروقی کا ایک اہم کارنامہ اشاعت اسلام ہے۔ غیر مسلموں پر زبردستی کے بجائے آپ نے محاسن اخلاق کی تبلیغ واشاعت کے ذریعے اور مسلمانوں کو ذاتی طور پر اسلامی اخلاق وکردار کا مجسم نمونہ بن کر غیر مسلموں کو دعوت اسلام دینے کی تلقین کرتے۔ چنانچہ لوگ ان کے اخلاق واعمال کو دیکھ کر خود بخود اسلام کے گرویدہ ہو جاتے۔ شام، مصر اور ایران کے غیر مسلم عوام اور امراء ورؤساء کی برضا ورغبت قبول اسلام کی مثالیں موجود ہیں۔ بیت المقدس کے تاریخی معاہدہ کی ایک اہم دفعہ مذہب میں جبر واکراہ کی ممانعت اور مذہبی آزادی کا بھی حق التزام کے ساتھ درج ہے۔

" ولا يكرهون على دينهم ولا يضار احدمنهم " (57)

ترجمہ: مذہب کے بارے میں ان پر جبر نہ کیا جائے گا نہ ان میں سے کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا۔

گویا حضرت عمر نے غیر مسلموں کی مذہبی آزادی کو تعصب کے اس دور میں بھی باقاعدہ معاہدات کے ذریعے وہ تحفظ دیا جو حقوق انسانی کے آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی مفقود ہے۔ مذہبی آزادی کی ایک اعلیٰ مثال آپ کا غلام استق ہے جو آپ کا غلام ہونے کے باوجود مسلمان نہ ہوا۔ امام علی المتقی نے کنز العمال میں نقل کیا ہے۔

" عن استق الرومى قال كنت مملوكا لعمر بن الخطاب فكان يقول لى اسلم فانك لو اسلمت استعنت بك على امانة المسلمين فانى لا استعين على امانتهم من ليس منهم فابيت عليه فقال لى لا اكراه فى الدين " (58)

ترجمہ: استق رومی (عیسائی غلام) بیان کرتا ہے میں حضرت عمر کا غلام تھا۔ پس آپ مجھے کہتے رہتے مسلمان ہو جا۔ پس اگر تو مسلمان ہو جائے گا تو میں مسلمانوں کا کوئی عہدہ تیرے سپرد کردوں گا کیونکہ میں یہ ذمہ داری اس کو نہیں دے سکتا جو ان میں سے نہیں ہے۔ پس میں نے انکار کر دیا تو آپ نے مجھے فرمایا "دین میں جبر نہیں ہے"۔

عہد فاروقی میں کسی مسلمان کو یہ حق نہ تھا کہ وہ کسی ذمی کو تکلیف پہنچائے۔ اس کی توہین کرے یا اسے قتل کرے۔ ذمی کے قصاص میں مسلمان کو قتل کیا جاتا تھا۔ جیسے حیرہ کے ایک ذمی کا قصاص حضرت عمر نے مسلمان سے لینے کا حکم دیا۔

" عن ابراهيم ان رجلاً من بكر بن وائل قتل رجلاً من اهل الحيرة فكتب فيه عمر بن الخطاب رضى الله عنه ان يدفع الىٰ اولياء المقتول وان شاؤوا قتلوا وان شاؤوا عفوا فدفع الرجل الى ولى المقتول الى رجل يقال له حنين من اهل الحيرة فقتله " (59)

ترجمہ: ابراہیم سے روایت ہے کہ قبیلہ بکر بن وائل کے ایک شخص نے حیرہ کے ایک ذمی کو قتل کر دیا۔ حضرت عمر

حکم دیا کہ قاتل کو مقتول کے وارثوں کے حوالے کر دیا جائے اگر وہ چاہیں تو قتل کر دیں اور اگر چاہیں تو معاف [illegible]
اس کو مقتول کے وارث کے سپرد کر دیا گیا جس کا نام حنین تھا پس اس نے اس کے قاتل کو قتل کر دیا۔
قصاص کی طرح غیر مسلم کی دیت بھی مسلمان کے برابر تھی۔ دارقطنی میں ہے:

" ان ابابکر و عمر کانا یجعلان دیة الیهودی والنصرانی اذا کان معاهدین [illegible] المسلم " (60)

ترجمہ: حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ذمی یہودی اور عیسائی کی دیت آزاد مسلمان کے برابر قرار دیتے تھے۔

غیر مسلموں کو مالی حقوق کے تحفظ کی فراہمی کے ساتھ حضرت عمر نے غیر مسلم کے معذور یا ضعیف یا غریب [illegible] ہونے کی صورت میں مسلمان کی طرح غیر مسلم کی کفالت کو بھی بیت المال کے ذریعے اسلامی حکومت پر لازمی قرار دیا [illegible] ابو یوسف ایک بوڑھے، غیر مسلم اور حضرت عمر کا واقعہ لکھتے ہیں:

" مرّ عمر بن الخطاب رضی الله عنه ، بباب قوم وعلیه سائل یسأل شیخ کبیر ضریر البصر فضرب عضده من خلفه وقال . من ای اهل الکتاب انت فقال یهودی قال فما الجأک الی ما أری؟ اسأل الجزیة والحاجة والسن قال فاخذ عمر بیده وذهب به الی منزله فرضخ له بشیء من المنزل ثم ارسل الی خازن بیت المال فقال انظر هذا وضرباه فوالله ما انصفناه ان اکلنا شبیبته ثم نخذله عندالهرم " انما الصدقات للفقراء والمساکین " والفقراء هم المسلمون وهذا من المساکین من اهل الکتاب ووضع عنه الجزیة وعن ضربائه " (61)

ترجمہ: عمر بن خطاب کا گزر کسی کے دروازے کے سامنے سے ہوا جہاں ایک سائل بھیک مانگ رہا تھا [illegible] بوڑھا آدمی تھا جس کی بصارت زائل ہو چکی تھی۔ آپ نے پیچھے سے اس کے بدن کو حرکت دی اور پوچھا تم [illegible] اہل کتاب ہو۔ اس نے جواب دیا میں یہودی ہوں۔ آپ نے پوچھا کس چیز نے تمہیں ایسا کرنے پر مجبور کیا۔ [illegible] دیا میں بڑھاپے کی حاجت مندی اور جزیہ کے باعث بھیک مانگ رہا ہوں۔

راوی کہتا ہے کہ عمر اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے۔ گھر میں لا کر اسے کچھ دیا پھر آپ نے بیت المال [illegible] کو بلوایا اور ان سے کہا اس کا اور اس جیسے دوسرے افراد کا خیال رکھو۔ کیونکہ یہ بات انصاف سے بعید ہے کہ ان کی [illegible] ہم ان سے (جزیہ وصول کر کے) کھائیں اور بڑھاپا آئے تو انہیں بے سہارا چھوڑ دیں۔ بے شک صدقات فقراء [illegible] کے لئے ہیں۔ اس آیہ میں فقراء سے مراد مسلمان فقراء ہیں اور یہ آدمی اہل کتاب کے مسکینوں میں سے ہے۔ [illegible] آدمی اور اس جیسے دوسرے افراد کے سر سے جزیہ بھی ساقط کر دیا۔

حضرت عمر غیر مسلموں کے حقوق کی ادائیگی اوران سے کئے گئے معاہدات کا پورا کرنا ایک مذہبی فریضہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ فتح شام کے بعد حضرت عمر نے حضرت ابوعبیدہ کو معاہدات کی پابندی کرنے اور مسلمانوں کو غیر مسلموں کو ایذا رسانی اور زیادتی سے اجتناب کرنے کی خاص تلقین کی:

" وَامْنَعِ المسلمون من ظلمهم والا ضرار بهم واكل اموالهم الا بحلها ووف لهم بشرائطهم الذى شرطت لهم فى جميع ما اعطيتهم " (62)

ترجمہ: مسلمانوں کو ان پر ظلم کرنے، ان کو کسی طرح کا نقصان پہنچانے اور حلال طریقے کے علاوہ کسی طریقے سے ان کا مال کھانے سے روک دو اور تم نے جن شرائط پر ان سے صلح کی ہے ان کو پورا کرو۔

جب کچھ غیر مسلم ایرانی اقوام معاہدات کو توڑتے ہوئے مسلمانوں سے برسر پیکار ہوئے تو آپ کو خدشہ ہوا کہ شاید مسلمان ان کو ایذا پہنچاتے ہیں اس لئے وہ عہد شکنی کرتے ہیں۔ آپ نے عہد شکنی کی وجوہات کو جاننے کے لئے بصرہ سے ایک وفد کو مدینہ طلب کیا اور فرمایا:

" قال عمر للوفد ، لعل المسلمون يفضون الى اهل الذمة باذى وبامور لها ما ينتقضون بكم فقالوا ما نعلم الا وفاءً وحسن ملكة " (63)

ترجمہ: حضرت عمر نے وفد کو کہا کہ شاید مسلمان ذمیوں کو تکالیف پہنچاتے ہیں اس کی وجہ سے وہ تمہارے ساتھ عہد شکنی کرتے ہیں۔ وہ بولے جہاں تک ہمیں علم ہے ایفائے عہد اور حسن سلوک ہوتا ہے۔

غیر مسلموں سے خراج اور جزیہ کا مقصد ان کی حفاظت و دفاع ہے۔ اگر مسلمان کبھی ان کی حفاظت سے عاجز آ گئے تو ان کا جزیہ وخراج انہیں واپس کر دیا۔ عہد فاروقی کے علاوہ تاریخ عالم میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی۔ علامہ البلاذری لکھتے ہیں

ہرقل سے جنگ یرموک کی وجہ سے جب مسلمان اہل حمص کے غیر مسلموں کی ذمہ وحفاظت سے معذور ہو گئے تو ان کا خراج اور جزیہ واپس کر دیا۔ اس پر اہل حمص نے کہا

" لِوَلا يَتِكم وعدلكم احبّ الينا مما كنا فيه من الظلم والغشم وَلَنَدْفعَنَّ جند هرقل عن المدينة مع عاملكم "

ہمیں تمہاری حکومت اور تمہارا عدل اس ظلم و جور سے بہت زیادہ محبوب ہے جس میں ہم تمہارے آنے سے پہلے تھے۔ ہم تمہارے عامل کے ساتھ مل کر شہر کے دفاع کے لئے ہرقل کی فوج کے خلاف لڑیں گے۔

انہوں نے شہر کے دروازے بند کر دیئے۔ مسلمانوں کی فتح کے لئے دعائیں کی اور مسلمانوں کی فتح پر اخرجوا المقلسين فلعبوا گانے بجانے والوں کو ساتھ لے کر نکلے اور جشن منایا۔ (64)

امام ابو یوسف لکھتے ہیں۔ جب مسلمانوں نے خراج وجزیہ واپس کر دیا تو انہوں نے دعا کرتے ہوئے کہا:

" ردّکم اللہ علینا ونصرکم علیھم فلو کانو ھم لم یردّوا علینا شیئًا واخذوا کل شیء بقی لنا حتی لایدعوالنا شیئًا " (65)

ترجمہ: خدا تمہیں دوبارہ ہم پر (حکمران بنا کر) واپس لائے اور خدا تمہیں فتح عطا کرے آج اگر تمہاری جگہ (ہمارے ہم مذہب رومی) وہ ہوتے تو ہمیں کچھ بھی واپس نہ دیتے۔ ہر وہ چیز چھین لیتے جو ہمارے پاس باقی رہ گئی ہے ہمارے پاس کچھ بھی باقی نہ چھوڑتے۔

مسلمانوں کے اس حسن سلوک اور مراعات کا غیر مسلم اقوام پر اس قدر اثر ہوا کہ وہ خود مسلمانوں کے دست و بازو بن گئے مسلمانوں کے لئے اپنے ہم مذہب رومیوں کی جاسوسی کر کے مسلمانوں کو خبریں پہنچاتے۔ قاضی ابو یوسف لکھتے ہیں:

" فلما رأی اھل الذمّۃ وفاء المسلمین لھم وحسن السیرۃ فیھم صاروا اشداء علی عدو المسلمین وعونا للمسلمین علیٰ اعدآئھم " (66)

ترجمہ: جب ذمیوں نے مسلمانوں کی وفاداری اوران کے نیک سلوک کو دیکھا تو مسلمانوں کے دشمنوں کے سب سے بڑے دشمن اوران کے مقابل میں مسلمانوں کے حامی و مددگار بن گئے۔

حضرت عمر کو غیر مسلموں کے حقوق کی ادائیگی اوران سے کئے گئے معاہدات کی پاسداری اوران پر عمل درآمد کی اس قدر فکر تھی کہ موت کے وقت آپ نے اپنے جانشین کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

" واوصیہ بذمۃ اللّٰہ وذمۃ رسولہ ان یُّوفیٰ لھم بعھدھم ان یّقاتل من وّرائھم وان لایکلفوا الّا طاقتھم " (67)

ترجمہ: میں اپنے جانشین کو خدا اور خدا کے رسول کے ذمہ کی وصیت کرتا ہوں کہ ذمیوں سے جو عہد ہے وہ پورا کیا جائے۔ ان کی حمایت میں لڑا جائے ان کو ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے۔

معلوم ہوا عہد فاروقی میں غیر مسلم کے خلاف نہیں بلکہ اس کی حفاظت وحمایت کی جاتی تھی اور اس کے دشمن کے خلاف جنگ کی جاتی تھا۔

فصل ثانی: عہد فاروقی میں غیر مسلم اقوام و مذاہب

مبحث اول: یہودیت

مطلب اول: وجہ تسمیہ و پس منظر

یہودیت سامی مذاہب میں قدیم ترین اور بڑے مذاہب میں سے ایک مذہب یہودیت ہے۔ یہودی مذہب ماننے والے کو اسرائیلی، یہودی، صہیونی کہا جاتا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے بعد حضرت ابراہیم پہلے نبی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے عالمگیر دعوت و تبلیغ کے لئے منتخب فرمایا۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ ﴾ (68)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے میں یکے بعد دیگرے دو بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام عطا فرمائے۔ اس نعمت پر آپ اللہ کا شکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ ط اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ﴾ (69)

ترجمہ: شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے اس بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق جیسے بیٹے دیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ میرا رب ضرور سنتا ہے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام سے پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ اور آپ کا قبیلہ قریش پیدا ہوئے۔

جیسے دعائے ابراہیمی سے ظاہر ہوتا ہے۔ ﴿ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ﴾ (70)

ترجمہ: اے ہمارے رب ہم دونوں (ابراہیم و اسماعیل) کو مسلم (اپنا مطیع) بنا۔ ہماری نسل سے ایک ایسی قوم اٹھا جو تیری مسلم (مطیع) ہو۔

﴿ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ط اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ (71)

ترجمہ: اے ہمارے رب ان لوگوں (بنو اسماعیل) میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو انہیں تیری آیات سنائے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوارے، تو بڑا قدرت اور حکمت والا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے بیٹے حضرت اسحاق سے حضرت یعقوب پیدا ہوئے۔

﴿ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴾ (72)

ترجمہ: اور ہم نے انہیں (ابراہیم) کو اسحاق اور یعقوب (جیسا) پوتا عطا کیا اور سب کو ہم نے صالح بنایا۔

حضرت محمد ﷺ کے علاوہ دیگر انبیاء کا سلسلہ حضرت یعقوب کی اولاد سے چلا۔

﴿ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ط وَكَذٰلِكَ نَجْزِی

الْمُحْسِنِيْنَ ه وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ وَكُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴾ (73)

ترجمہ: اور اس کی (یعقوب کی) اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون (کو بھی راہ راست دکھائی) اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکو کاروں کو اور ہم نے (ہدایت دی) زکریا، اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس (کو بھی)۔ یہ سب صالحین میں سے تھے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم کے پوتے حضرت یعقوب سے انبیاء بنی اسرائیل کا سلسلہ چلا۔ قرآن میں ایک دوسرے مقام پر حضرت یعقوب کے لئے یعقوب کے بجائے اسرائیل نام سے اللہ نے اس مضمون کو بیان کیا۔

﴿ وَمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآئِيْلَ ﴾ (74)

ترجمہ: یعنی جن ہستیوں کو نبوت سے نوازا وہ بعض ابراہیم اور یعقوب کی اولاد سے تھے۔

اسرائیل کے معنی عبداللہ یا بندۂ خدا ہے حضرت یعقوب کا لقب تھا چنانچہ اسرائیل نام کی مناسبت سے قرآن نے اولاد یعقوب کو "يٰبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ اے یعقوب کی اولاد" کہہ کر مخاطب کیا گیا اس لئے اولاد یعقوب بنی اسرائیل کے نام سے مشہور ہوئی۔ (75)

حضرت ابراہیم نے اپنے دوسرے بیٹے اسحٰق کو دعوت دین کے لئے کنعان (فلسطین) میں مامور کیا۔ جہاں حبرون (موجودہ الخلیل) میں حضرت یعقوب پیدا ہوئے۔ حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے تھے ان میں سے یوسف اور بنیامین سگے بھائی تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی پیدائش 1890ء قبل مسیح میں ہوئی۔ حضرت یوسف آزمائش کے سمندر کو عبور کرتے ہوئے مصر کے اقتدار اعلیٰ تک پہنچے۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

حضرت یوسف 18,17 سال کی عمر میں وہاں پہنچے، دو تین سال عزیز مصر کے گھر رہے آٹھ نو سال جیل میں گزارے، 30 سال کی عمر میں ملک کے فرمانروا ہوئے اور 80 سال تک بلاشرکت غیرے تمام مملکت مصر پر حکومت کرتے رہے۔ اپنی حکومت کے نویں یا دسویں سال انہوں نے حضرت یعقوب کو اپنے پورے خاندان کے ساتھ فلسطین سے مصر بلا لیا اور اس علاقے میں آباد کیا جو دمیاط اور قاہرہ کے درمیان واقع ہے۔ (76)

حضرت یعقوب کے چوتھے بیٹے کا نام یہودا تھا چنانچہ یہودا کی نسل کے غلبے کی وجہ سے بنی اسرائیل پر لفظ یہود کا اطلاق ہونے لگا۔ امام فخر الدین رازی یہود کی وجہ تسمیہ لکھتے ہیں:

فقد اختلفوا فی اشتقاقہ علی وجوہٍ.

احدھا: انما سموبہ حین تابوا عن عبادۃ العجل وقالوا اناھدنا الیک ای تبنا ورجعنا وھو عن ابن عباس. وثانیھا: سموبہ لانھم نسبوا الیٰ یھوذا اکبر ولد یعقوب وانما قالت العرب بالدال

للتعریب فان العرب اذا نقلوا اسماءً من العجمیة الیٰ لغتهم غیر وابعض حروفها .ثالثها: قال ابو عمر وبن العلا سموا بذلک لانهم یتهودون ای یتحرّکون عند قراۃ التورۃ.(77)

لفظ یہود کے مادہ اشتقاق کے بارے میں علماء میں اختلاف ہے۔اس کی کئی توجیہات کی ہیں۔

پہلی وجہ یہ بیان کی ہے کہ یہ نام اس وقت انہوں نے رکھا جب انہوں نے بچھڑے کی پوجا سے توبہ کی تو انہوں نے لفظ استعمال کیا''اِنَّا هُدْنَا اِلَیْکَ یعنی ہم نے توبہ کی اور ہم نے رجوع کیا'' یہ ابن عباس کا قول ہے۔دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ نام اس لئے انہوں نے رکھا کیونکہ وہ اپنے کو منسوب کرتے ہیں یہوذا کی طرف جو یعقوب کے بڑے بیٹے ہیں۔عرب ذال کو دال سے معرّب (تبدیل کر کے) پڑھتے ہیں کیونکہ وہ جب عجمی اسماء اپنی زبان میں منتقل کرتے ہیں تو بعض حروف کو بدل دیتے ہیں۔تیسری وجہ یہ ہے کہ جو ابو عمر بن العلا نے بیان کی ہے انہوں نے یہ نام اس لئے رکھا کیونکہ وہ تورات پڑھتے وقت حرکت کرتے ہیں۔ یتھودون کا معنی ہے یتحرکون ،یعنی حرکت کرتے ہیں۔

سید ابو الاعلیٰ مودودی کے خیال میں جب بنی اسرائیل تعلیمات الٰہیہ کی بجائے کاہنوں، ربیوں اور احبار کے خیالات،خود ساختہ عقائد ور جحانات اور علاقائی رسوم وضوابط کا مجموعہ بن گیا تو اس کا نام یہودیت ہو گیا۔(78)

حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد مصر سے بنی اسرائیل کا اقتدار ختم ہو گیا وہ حکمران سے فراعنہ مصر کے غلام بن گئے۔جیسے قرآن میں ہے:

﴿ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِیَعًا یَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ یُذَبِّحُ اَبْنَآءَ هُم وَیَسْتَحْیِ نِسَآءَ هُم ط اِنَّهٗ کَانَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴾(79)

ترجمہ: بے شک فرعون نے زمین میں سرکشی کی اور اس کے باشندوں کو گروہوں میں تقسیم کر دیا ان میں سے ایک گروہ کو وہ ذلیل کرتا تھا اس کے لڑکوں کو قتل کرتا اور اس کی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا تھا بے شک وہ مفسد لوگوں میں سے تھا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو بنی اسرائیل کا نجات دھندہ بنا کر بھیجا فرعون سمندر میں ہلاک ہوا۔بنی اسرائیل کو نجات ملی۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿ وَلَقَدْ اَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰی اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِیْقًا فِی الْبَحْرِ یَبَسًا لَّا تَخٰفُ دَرَکًا وَّلَا تَخْشٰی فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِیَهُمْ مِنَ الْیَمِّ مَاغَشِیَهُمْ ﴾(80)

ترجمہ: ہم نے موسیٰ پر وحی کی کہ اب راتوں رات میرے بندوں کو لے کر چل پڑ اور ان کے لئے سمندر میں سے خشک راستہ بنا لے تجھے کسی کے تعاقب کا ذرا خوف نہ ہو اور نہ سمندر سے گزرتے ہوئے ڈر لگے۔پیچھے سے فرعون اپنے لشکر لے کر پہنچا پھر سمندر ان پر چھا گیا جیسا کہ چھا جانے کا حق تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں اللہ کی طرف سے ان پر صحرائے سینا میں بڑے انعامات ہوئے [illegible] تعالیٰ نے سورۃ بقرۃ میں تفصیل سے کیا۔ حضرت موسیٰ کے بعد حضرت داؤد اور سلیمان کے دور میں بنی اسرائیل نے [illegible] دیکھا لیکن انعامات پر شکر کے بجائے ان کے کفرانِ نعمت میں اضافہ ہوا۔ چنانچہ آشوریوں، کلدانیوں اور رومیوں [illegible] میں ان پر اللہ کا عذاب آیا، لاکھوں قتل ہوئے، ہزاروں غلام ہوئے باقی جلاوطن ہو کر دھر ادھر پناہ لینے [illegible] گزینوں میں کچھ سرزمین حجاز میں پہنچے۔ (ملخص) (81)

اس کی وجوہات اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ [illegible] اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ط ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴾ (82)

ترجمہ: اور مسلط کر دی گئی ان پر ذلت اور غربت اور مستحق ہو گئے غضب الٰہی کے یہ سب کچھ اس وجہ سے تھا [illegible] انکار کرتے رہتے تھے اللہ کی آیتوں کا اور قتل کرتے تھے انبیاء کو ناحق یہ سب کچھ اس وجہ سے تھا کہ وہ نافرمان تھے [illegible] بڑھ جایا کرتے تھے۔

مطلب دوم: بعثت نبوی اور یہود عرب

عرب کے یہود کی کوئی مستند تاریخ نہیں جس سے ان کے ماضی پر روشنی پڑ سکے۔ اس بارے میں غیر [illegible] بھی خاموش ہیں۔ عرب کے آثار قدیمہ میں بھی پہلی صدی عیسوی سے عرب میں یہود کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ [illegible] یہ ہے کہ کلدانیوں اور رومیوں کے قتل عام کے وقت جن یہود نے عرب میں آ کر خفیہ پناہ لی انہوں نے خوف [illegible] عبرانی تہذیب وتمدن کو الوداع کہہ کر عربی تہذیب وتمدن میں اپنے آپ کو اس قدر رنگ لیا تھا کہ ان کے گئے چنے [illegible] کوئی عبرانی جانتا تک نہ تھا۔ اس لئے دنیا میں پھیلے ہوئے یہودی ان کو بھول چکے تھے اس لئے تاریخ میں ان کا [illegible] ہے۔

اصل میں سرزمین حجاز میں یہود کی آمد کا آغاز 70ء میں رومیوں کے جلاوطن کرنے سے ہوا۔ حجاز [illegible] گزیں ہوئے چونکہ یہ علاقہ جنوب کی طرف سے فلسطین سے متصل ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں:

عہد نبوی کے آغاز پر یہودی ہم کو عرب کے ہر حصے میں ملتے ہیں، ٹھوس بستیوں میں بھی [illegible] ایک زنجیر نظر آتا ہے جو ایلہ (عقبہ) مقنا، خیبر، وادی القریٰ، تیما، فدک، مدینہ اور طائف و جرش سے [illegible] بحرین تک عرب میں شمالاً جنوباً چلا گیا تھا۔ مکّے میں یہ کم نظر آتے تھے البتہ میلوں میں جو مکے کے آس پاس [illegible] جیسے عکاظ، منا، مجنہ، ذوالمجاز وغیرہ یہ پیسے کمانے کے قسم قسم کے ڈھنگ اختیار کرتے تھے۔ غیب دانی کے تعویذ [illegible]

والے کاہن، عراف وغیرہ زود یقینوں کے لئے دلجمعی تو بے فکروں کے لئے دل بھلائی کا سامان مہیا کرتے تھے اور ان پڑھ بدویوں کی نظر میں لکھنے پڑھنے والے (اہل کتاب) ہونے کی حیثیت سے بڑا احترام رکھتے تھے۔ (83)

نبی اکرم ﷺ کی آمد سے قبل وہ بے چینی سے آپ کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ آپ کے انبیاء کی پیشین گوئیاں کی وجہ سے دعائیں مانگا کرتے تھے کہ وہ نبی آئے کفار مغلوب ہوں اور ہمارا عروج ہو ان کا اکثر تکیہ کلام یہی تھا اچھا اب تو کر لو جو کا جی چاہے ہم پر ظلم کر لے جب وہ نبی آئے گا تو ہم سب ظالموں کو دیکھ لیں گے اس کی گواہی قرآن یوں دیتا ہے۔

﴿ وَلَمَّا جَآءَ هُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِاللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ط فَلَمَّا جَآءَ هُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْابِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴾ (84)

ترجمہ: اور جب آئی ان کے پاس اللہ کی طرف سے وہ کتاب (قرآن) جو تصدیق کرتی تھی اس کتاب کی جو ان کے پاس تھی اور وہ اس سے پہلے فتح مانگتے تھے کافروں پر (اس نبی کے وسیلہ سے) تو جب تشریف فرما ہوا ان کے پاس وہ نبی جسے وہ جانتے تھے تو انکار کر دیا اس کے ماننے سے سو پھٹکار اللہ کی (دانستہ) کفر کرنے والوں پر۔

بقول قرآن وہ آپ کی صداقتِ نبوت کو ایسے پہچانتے تھے جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں لیکن وہ کتمانِ حق اور تلبیسِ حق بالباطل سے کام لیتے تھے۔

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَ هُمْ ط وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴾ (85)

ترجمہ: جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ پہچانتے ہیں انہیں جیسے وہ پہچانتے تھے اپنے بیٹوں کو اور بے شک ایک گروہ ان میں سے چھپاتا ہے حق کو جان بوجھ کر۔

مدینہ میں ہجرت نبوی کے وقت مسلمانوں کو بلا واسطہ یہود کا سامنا کرنا پڑا۔ مدینہ میں یہود کے تین قبائل بنو قینقاع بنو نضیر اور بنو قریظہ میں منقسم تھے چھوٹے بڑے یہود کے قبائل کی تعداد بیس سے زیادہ تھی۔ ان میں آپس میں پھوٹ تھی آپ کا ان سے تاریخی معاہدہ بھی ہوا جو میثاق مدینہ کے نام سے مشہور ہے لیکن انہوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی جس کی وجہ سے ان کو جلاوطن کرنا پڑا۔ یہ خیبر میں جا کر آباد ہوئے۔ وہاں بھی اپنی سازشوں سے باز نہ آئے تو 7 ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر لشکر کشی کی یہود کو شکست ہوئی اور رسول اللہ نے ان کو جلاوطن کرنا چاہا لیکن اس شرط پر معاہدہ ہو گیا کہ خیبر کی زمین کی آدھی پیداوار یہود رکھیں گے اور آدھی مسلمانوں کو دیں گے۔ علامہ البلاذری لکھتے ہیں۔

''انّ لنابالعمارة والقيام على النخل علما فأقرنا فاقرهم رسول الله وعاملهم على النصف من الثمر والحب و مال اقركم ما اقركم الله''(86)

ترجمہ: ہمیں باغبانی اور آباد کاری کا کام خوب آتا ہے۔ آپ ہمیں یہیں رہنے دیجئے آپ نے ان [illegible] منظور کرلی اور ان سے پھلوں اور غلوں کی آدھی بٹائی پر معاملہ فرمالیا۔

یہ معاملہ حضور اکرم ﷺ کے بعد ابو بکر صدیقؓ کے عہد میں بھی ایسے چلتا رہا۔ حضرت عمر کے عہد کے ابتدائی ایام [illegible] کو برقرار رکھتے ہوئے پابندی کی گئی پھر جب یہود کی شرارتیں بڑھ گئیں جو سراسر معاہدہ کے خلاف تھیں اسی دوران [illegible] اللہ ﷺ کے اس فرمان کا علم ہوا: (لا يجتمع دينان فى جزيرة العرب) ترجمہ: جزیرہ عرب میں دو دین [illegible] علامہ طبری لکھتے ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا:

"فمن كان عنده عهده من رسول الله ﷺ فلياتنى به انفذهٗ له ومن لم يكن عنده عهد [illegible] رسول الله ﷺ من اليهود فليتجهز للجلاء فاجلىٰ عمر من لم يكن عندهٗ عهد من [illegible] منهم" (87)

ترجمہ: جس کے پاس رسول اللہ ﷺ کا کوئی معاہدہ ہے تو وہ لائے میں اسے نافذ کروں اور جس کے پاس [illegible] نہیں وہ جلاوطنی کے لئے تیار ہو جائے جس کے پاس رسول اللہ ﷺ کا کوئی معاہدہ نہیں تھا اس کو آپ نے جلاوطن [illegible]
رسول اللہ ﷺ نے جب یہودِ خیبر سے معاہدہ کیا تھا تو اس کی مدت کو اپنی مرضی سے مشروط کیا تھا جیسے امام ابوداؤد نے [illegible]

(اقركم فيها علىٰ ذلك ماشئنا) (88)

ترجمہ: ہم اس معاہدے کو اس وقت تک برقرار رکھیں گے جب تک ہم چاہیں گے۔

حضرت عمر نے بھی جب یہود کو جلاوطن کیا تو معاہدے کی اسی شق کو بیان کیا تھا۔ جسے امام ابوداؤد نقل کرتے ہیں۔

(ان عمر قال يايها الناس ان رسول الله ﷺ كان عامل يهود خيبر على [illegible] اذاشئنا) (89)

ترجمہ: حضرت عمر نے فرمایا اے لوگو! بے شک رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہود سے اس شرط پر معاہدہ کیا تھا [illegible] جب چاہیں گے انہیں نکال دیں گے۔

معلوم ہوا کہ یہود کی عرب سے جلاوطنی نقض معاہدہ کی وجہ سے عمل میں آئی جیسے آج کی جدید دنیا میں بھی [illegible] کی خلاف ورزی کی صورت میں مجرمین کو ملک بدر کر دیا جاتا ہے۔

مبحث دوم: عیسائیت / نصاریٰ

مطلب اول: ابتدائی تاریخ و وجہ تسمیہ

دنیا کے بڑے مذاہب میں سے ایک مذہب عیسائیت بھی ہے اس کی ابتداء مشرق میں ہوئی لیکن اس کی ترویج مغربی اقوام میں ہوئی۔ قرآن میں عیسائیت کے لئے نصاریٰ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

امام فخر الدین رازی نصاریٰ کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"واما النصاریٰ ففی اشتقاق هذا الاسم وجوه احدها: ان القرية التى نيربها عيسى عليه السلام تسمىٰ ناصرة فنسبوا اليها وهو قول ابن عباس وقتاده وابن جريج وثانيها لتناصرهم فيما بينهم اى نصرة بعضهم بعضاً وثالثها: لان عيسىٰ عليه السلام قال للحواريين من انصاری الی اللّٰهِ" قال صاحب الكشاف النصارىٰ جمع نصران يقال رجل نصران وامرأة نصرانة والياء فی نصرانی للمبالغةِ كالتی فی احمری لانهم نصرو المسيح(90)

نصاریٰ کے نام کے مادۂ اشتقاق کے بارے میں کئی وجہیں بیان کی جاتی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ یہ اس بستی کا نام ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے پس نصاریٰ کی نسبت اسی کی طرف ہے۔ دوسری وجہ ان کے حواریوں کے آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنے سے ہے۔ تیسری وجہ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں کو کہا تھا "مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ" اللہ کی طرف کون میرا مددگار ہوگا" صاحب کشاف کہتے ہیں نصاریٰ نصران کی جمع ہے جیسے کہا جاتا ہے۔ رجل نصران نصرانی مرد امرأۃ نصرانۃ نصرانی عورت نصرانی میں یاء مبالغہ کے لئے ہے۔ جیسے احمری میں، کیونکہ انہوں نے مسیح کی مدد کی۔

مولانا عبدالماجد دریا آبادی کے نزدیک نصاریٰ حقیقی پیروان مسیح تھے جبکہ مسیحیت یا عیسائیت پولوس کا دین ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

اصل یہ ہے کہ جس امت یا مسلک کا نام مسیحیت چل پڑا ہے وہ مذہب نہ حضرت مسیح کا ہے ورنہ کسی بھی رنگ میں حضرت مسیح کے ساتھ اس کی نسبت تو محض نام کی ہے یہ مذہب چلایا ہوا پال یا پولوس کا ہے اور اس کو حضرت مسیح کی صحبت یا حواریت تو رہی، زیارت بھی نصیب نہ ہوئی تھی۔ مزید لکھتے ہیں:

نصاریٰ سے اس کی مراد حضرت مسیح کو ابن اللہ نہیں، نبی ماننے والا وہ قدیم فرقہ ہے جو ابتدائی چند صدیوں تک موجود رہا۔ (91)

عیسائیت کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے قرآن میں یہ لفظ 26 مرتبہ آیا ہے۔ عیسیٰ عبرانی الاصل ہے اصل میں Jesu تھا یونانی میں Jesies جو Joshua کی بدلی ہوئی صورت ہے عربی میں آ کر عیسیٰ بن گیا مسیح حضرت

الاصل ہے انگریزی لفظ Christ کے ہم معنی ہے۔قرآن میں 11 مرتبہ آیا ہے۔قرآن میں حضرت عیسیٰ ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریم، نانا عمران اور نانی حنہ کا ذکر اچھے الفاظ میں آیا ہے۔ (92)

حضرت عیسیٰ کی پیدائش مروجہ طریقہ سے ہٹ کر ظاہری واسطہ پدری کے بغیر حضرت آدم کی طرح بغیر باپ کے ہوئی۔جیسے فرمان الٰہی ہے:

﴿ اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ط خَلَقَہٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ﴾ (93)

ترجمہ: بے شک مثال عیسیٰؑ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک آدمؑ کی مانند ہے بنایا اسے مٹی سے پھر کہا اسے ہو جا تو وہ ہوگیا۔

قرآن نے آپ کے خاندانی نسب کے علاوہ آپ کے نام اور مقام پیدائش کو بھی بیان فرمایا۔جیسے قول باری تعالیٰ ہے

﴿ اِذۡ قَالَتِ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرۡیَمُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِّنۡہُ اسۡمُہُ الۡمَسِیۡحُ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ وَجِیۡہًا فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَمِنَ الۡمُقَرَّبِیۡنَ ﴾ (94)

ترجمہ: جب کہا فرشتوں نے اے مریم اللہ تعالیٰ بشارت دیتا ہے تجھے ایک حکم کی اپنے پاس سے اس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا معزز ہوگا دنیا اور آخرت میں اور اللہ کے مقربین میں سے ہوگا۔

سورۃ مریم میں آیت نمبر 16 تا 37 میں آپ کی ولادت کا تفصیل سے ذکر ہے۔درج ذیل آیات میں اللہ رب العزت نے آپ کی پیدائش، جوانی، بڑھاپا، تعلیم، معجزات، دعوت و پیغام، اور امت کا بڑے جامع انداز میں ذکر فرمایا ہے جس سے قرآن کی جامعیت اور منزل من اللہ ہونے کی شہادت ملتی ہے۔

﴿ وَاِذۡ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ اذۡکُرۡ نِعۡمَتِیۡ عَلَیۡکَ وَعَلٰی وَالِدَتِکَ م اِذۡ اَیَّدۡتُّکَ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ قف تُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الۡمَہۡدِ وَکَہۡلًا ج وَاِذۡ عَلَّمۡتُکَ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ وَالتَّوۡرٰىۃَ وَالۡاِنۡجِیۡلَ ج وَاِذۡ تَخۡلُقُ مِنَ الطِّیۡنِ کَہَیۡـَٔۃِ الطَّیۡرِ بِاِذۡنِیۡ فَتَنۡفُخُ فِیۡہَا فَتَکُوۡنُ طَیۡرًا م بِاِذۡنِیۡ وَتُبۡرِیٴُ الۡاَکۡمَہَ وَالۡاَبۡرَصَ بِاِذۡنِیۡ ج وَاِذۡ تُخۡرِجُ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِیۡ ج وَاِذۡ کَفَفۡتُ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ عَنۡکَ اِذۡ جِئۡتَہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡہُمۡ اِنۡ ہٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ ہ وَاِذۡ اَوۡحَیۡتُ اِلَی الۡحَوَارِیّٖنَ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِیۡ وَبِرَسُوۡلِیۡ ج قَالُوۡۤا اٰمَنَّا وَاشۡہَدۡ بِاَنَّنَا مُسۡلِمُوۡنَ ﴾ (95)

ترجمہ: جب فرمائے گا اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ بن مریم یاد کرو میرا انعام اپنے پر اور اپنی والدہ پر جب میں نے مدد کی تمہاری روح القدس سے باتیں کرتا تھا لوگوں سے جبکہ تو ابھی پنگھوڑے میں تھا اور جب پکی عمر کو پہنچا اور جب سکھائی میں نے تمہیں کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل اور جب تو بناتا تھا کیچڑ سے پرندے کی سی صورت میرے اذن سے پھر پھونکتا

مارتا تھا اس میں تو وہ بن جاتا تھا پرندہ میرے اذن سے اور جب تو تندرست کر دیا کرتا تھا مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے اذن سے اور جب تو زندہ کر کے نکالا کرتا تھا مردوں کو میرے اذن سے اور جب میں نے روک دیا تھا بنی اسرائیل کو تجھ سے جب تو آیا تھا ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تو کہا جنہوں نے کفر کیا تھا ان سے کہ یہ سب (معجزات) نہیں ہیں مگر کھلا ہوا جادو اور جب میں نے حواریوں کے دل میں ڈالا کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسول پر انہوں نے کہا ہم ایمان لائے اور (اے مولا) تو گواہ رہ ہم مسلمان ہیں۔

حضرت عیسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے الگ کتاب انجیل عطا فرمائی تھی لیکن اس کے احکام موسوی شریعت کی توضیح وتشریح پر مشتمل تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انجیل کے ساتھ تورات کی تعلیم بھی حضرت عیسیٰ کو سکھائی۔

﴿وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ﴾ (96)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اسے کتاب وحکمت کی تعلیم دے گا اور تورات وانجیل کا علم سکھائے گا۔

درج ذیل میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی نبوت کا مقصد شریعت موسیٰ کی تصدیق اور شریعت محمدیہ کی تبشیر قرار دیا ہے۔

﴿وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾ (97)

ترجمہ: اور جب عیسیٰ ابن مریم نے بنی اسرائیل کو کہا بے شک میں صرف تمہاری طرف ہی اللہ کا پیغمبر ہوں مجھ سے پہلے آنے والی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا اور اپنے بعد آنے والے رسول کی جن کا نام احمد ہے بشارت دینے والا ہوں۔ سورۃ آل عمران میں فرمایا: ﴿وَلِأُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ﴾ (98)

ترجمہ: اور میں تمہارے لئے کچھ چیزیں حلال کرنے آیا ہوں جن کو تم پر حرام کر دیا گیا تھا۔

درج بالا آیات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ صرف بنی اسرائیل کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے۔ آپ کی شریعت صرف بنی اسرائیل تک محدود تھی اس کی عالمگیر حیثیت نہ تھی جو بعد میں بنا دی گئی۔ خود انجیل میں بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگردوں کو اپنی آمد کی منادی کرنے کے لئے مختلف شہروں میں بھیجا تو انہیں کہا

غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔ (99)

حضرت عیسیٰ کی دعوت وتبلیغ وہی تھی جو تمام انبیاء ومرسلین کی تھی جس کے دو بنیادی اصول ہیں۔ توحید الٰہی اور اطاعت رسول، قرآن نے حضرت عیسیٰ کی دعوت کا خلاصہ ان الفاظ میں فرمایا:

﴿وَلَمَّا جَاءَ عِيسَى بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ط هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ (100)

ترجمہ: اور جب عیسیٰ صریح نشانیاں لے کر آیا تھا تو اس نے کہا تھا میں تم لوگوں کے پاس حکمت لے کر آیا ہوں اور اس لئے آیا ہوں کہ تم پر بعض ان باتوں کی حقیقت کھول دوں جن میں تم اختلاف کر رہے ہو لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی قرآن اور انجیل کی روشنی میں لکھتے ہیں:

تمام انبیاء کی طرح حضرت عیسیٰ کی دعوت کے بنیادی نکات بھی تین تھے۔ ایک یہ کہ اقتدار اعلیٰ جس کے مقابلہ میں بندگی کا رویہ اختیار کیا جاتا ہے اور جس کی اطاعت پر اخلاق و تمدن کا پورا نظام قائم ہوتا ہے صرف اللہ کے لئے مختص کیا جائے۔ دوسرا یہ کہ اس مقتدر اعلیٰ کے نمائندے کی حیثیت سے نبی کے حکم کی اطاعت کی جائے۔ تیسرے یہ کہ انسانی زندگی کو حلت و حرمت اور جواز و عدم جواز کی پابندیوں سے جکڑنے والا قانون و ضابطہ صرف اللہ کا ہو دوسروں کے عائد کردہ قوانین منسوخ کر دیئے جائیں۔ (101)

حضرت عیسیٰ نے اپنی دعوت و تبلیغ پورے زور و شور سے بنی اسرائیل (یہود) میں شروع کی۔ آپ کی تعلیم میں حکمت و دانائی کے علاوہ احکام الٰہی پر شدت سے عمل کی تلقین ہوتی۔ مذہبی لوگوں پر آپ کی خاص تنقید ہوتی کیونکہ بنی اسرائیل کے بگاڑ کا سبب یہی لوگ تھے جنھوں نے مذہب کو تجارت بنا لیا تھا خود بھی گمراہ تھے اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتے تھے۔ یہ لوگ آپ کی تعلیم سے متاثر اور مذہبی لوگ کاہن، فریسی اتنے ہی مخالف ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ مذہبی لوگوں کی مخالفت نے اتنی شدت اختیار کی کہ آپ جس شہر یا قصبہ میں جاتے وہاں سے نکال دیئے جاتے اس لئے آپ کا زیادہ وقت جنگلوں اور بیابانوں میں گزرنے لگا۔ سوائے حواریوں کے کوئی آپ کی بات تک نہ سنتا۔ علماء یہود نے خفیہ طور پر حضرت عیسیٰ کے خلاف جا کر رومی گورنر پیلاطس کی عدالت میں بغاوت کا مقدمہ درج کروایا۔ انجیل لوقا نے بغاوت کے الزام کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

پھر ان کی (فقیہو اور فریسیوں کی) ساری جماعت اٹھ کر اسے پیلاطس (رومی حاکم) کے پاس لے گئی اور انہوں نے الزام لگانا شروع کر دیا کہ اسے ہم نے اپنی قوم کو بہکاتے اور قیصر کو خراج دینے سے منع کرتے اور اپنے آپ کو مسیح بادشاہ کہتے پایا ہے۔ (102)

گورنر کے حکم سے حضرت عیسیٰ کو گرفتار کر کے لایا گیا بقول انجیل حضرت عیسیٰ کے ایک شاگرد یہودا اسکریوتی نے 30 دینار کے عوض آپ کو گرفتار کروایا چنانچہ بغاوت کا الزام ثابت ہونے پر آپ کو سزائے موت دی گئی۔ عیسائی عقیدے کے مطابق آپ مصلوب ہوئے اور تین دن کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے۔ (103)

مسلم عقیدہ کے مطابق آپ مصلوب نہیں ہوئے بلکہ خدا نے انہیں زندہ آسمان پر اٹھا لیا اور ان کی جگہ ...

شخص صلیب پر چڑھایا گیا۔ اب آپ دوبارہ قیامت کے نزدیک دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے اور عادلانہ حکومت کریں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ط وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ ط مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ج وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ط وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝﴾ (104)

ترجمہ: اور ان کے اس قول سے کہ ہم نے قتل کر دیا ہے مسیح عیسیٰ فرزند مریم کو جو اللہ کا رسول ہے حالانکہ انہوں نے قتل کیا اور نہ اسے سولی چڑھا سکے بلکہ مشتبہ ہوگئی ان کے لئے (حقیقت) اور یقیناً جنہوں نے اختلاف کیا ان کے بارے میں وہ بھی شک وشبہ میں ہیں ان کے متعلق نہیں ان کے پاس اس امر کا کوئی صحیح علم بجز اس کے کہ وہ پیروی کرتے ہیں گمان کی اور نہیں قتل کیا انہوں نے اسے یقیناً بلکہ اٹھا لیا اسے اللہ نے اپنی طرف اور ہے اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا۔

نزول مسیح کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکنّ ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتیٰ لا یقبلہ احد حتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیر من الدنیا ومافیھا) (105)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے ضرور وہ وقت آنے والا ہے جب عیسیٰ بن مریم عادل حاکم بن کر اتریں گے وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جنگ موقوف کر دیں گے مال کی اس درجہ کثرت ہوگی کہ کوئی قبول کرنے والا نہ ملے گا یہاں تک کہ ایک سجدہ کرنا دنیا و مافیہا سے بہتر سمجھا جائے گا۔

مطلب دوم: مسیحیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد

حضرت عیسیٰ کے رفع سماوی کے وقت نصرانیوں کی کل تعداد 120 تھی ان میں گیارہ حواری تھے جس سے دعوت و تبلیغ حضرت عیسیٰ کی مخالفت اور ابتلاء و آزمائش کا پتہ چلتا ہے۔ یہاں تک کہ آپ کو قتل وصلب کی سازش کا بھی سامنا کرنا پڑا آپ کے شاگردوں اور ماننے والوں کو بھی ایسے ہی حالات سے گزرنا پڑا عہد نامہ جدید میں اعمال کا حصہ انہی حالات وواقعات پر مشتمل ہے۔

ان مظالم نے رائے عامہ میں تبلیغ نصرانیت کو آسان کر دیا یہاں تک کہ ایک یہودی عالم ساؤل SAUL جو پہلے نصرانیت کا شدید ترین مخالف تھا اس نے نصرانیت قبول کر لی۔ اس نے دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ مجھے دمشق کے قریب نظر آئے اور اسے تبلیغ نصرانیت کا حکم دیا۔ اس نے اپنا نام ساؤل بدل کر پولیس یا پال (PAUL) اختیار کر لیا۔ شاگردوں سے

اس دعویٰ کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے مگر برناباس کی گواہی پر مطمئن ہوئے۔ اس نے حواریوں کے روش بدل کر دین عیسوی کی تبلیغ کے لئے انتھک جدوجہد کی یہاں تک کہ حواری پس پردہ چلے گئے اور پال مسیحیت کا روح رواں بن گیا۔ اس نے حضرت عیسیٰ کی تعلیمات کو بدل کر اس کو فلسفیانہ تعبیروں کا جامہ پہنا کر کفر و شرک کے گورکھ دھندوں میں گم کر دیا۔ اس بنا پر قدیم و جدید محققین کے نزدیک موجودہ مسیحیت کا بانی فی الحقیقت حضرت عیسیٰ کے بجائے پال ہے۔ (106)

جدید مسخ شدہ پولسی مسیحیت کی بنیاد درج ذیل عقائد ہیں۔

(۱) عقیدہ تثلیث (۲) عقیدہ مصلوبیت (۳) عقیدہ کفارہ

(1) عقیدہ تثلیث سے مراد ہے کہ خدا کے تین اقنوم ہیں۔ باپ، بیٹا اور روح القدس ہے یعنی خدا ان تینوں کے مجموعے کا نام ہے۔ (2) عقیدہ مصلوبیت سے مراد ہے کہ حضرت عیسیٰ کو پھانسی ہوئی اور ان کی وفات ہوگئی، تین دن کے بعد وہ زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے۔ اسی عقیدے کے تحت عیسائیت کا نشان صلیب قرار پایا۔ (3) عقیدہ کفارہ سے مراد ہے کہ حضرت آدم کے گناہ کی وجہ سے انسان خدا کی رحمت سے دور ہو گیا تھا۔ حضرت عیسیٰ کی قربانی نے بطور ابن اللہ مصلوب ہو کر انسانوں کو دوبارہ خدا کی رحمت کے قریب کر دیا۔ باقی تمام عقائد کی بنیاد انہی عقائد پر ہے۔ ان کے قدیم اور جدید فرقوں کی بنیادی یہی عقائد ہیں۔ آج کل مشہور فرقے یہ ہیں: رومن کیتھولک اس کے سربراہ کو پوپ کہا جاتا ہے اس کا مرکز اٹلی میں ہے۔ آرتھو ڈوکس یا مشرقی کلیسا اسلام سے قبل اس کا مرکز قسطنطنیہ (ترکی) رہا اس کے سربراہ کو بطریرک کہتے ہیں۔ پروٹسٹنٹ فرقہ مارٹن لوتھر کی اصلاحی تحریک کے نتیجہ میں پیدا ہوا۔ (ملخص) (107)

مطلب سوم: بعثت نبوی اور نصاریٰ عرب

عرب میں عیسائی مذہب کا آغاز حبشی اور رومی حملہ آوروں کے ذریعے ہوا چنانچہ عرب میں عیسائیت یمن کے راستے داخل ہوئی جب پہلی بار 340ء میں حبشیوں نے یمن پر قبضہ کیا۔ اسی زمانے میں نجران میں عیسائی مبلغین سے متاثر ہو کر لوگ عیسائیت کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ غالباً یوسف ذونواس جو یہودیت قبول کر چکا تھا اور یہودیت کا پرجوش حامی تھا وہ اس وقت یمن کا حکمران تھا۔ اس نے بالجبر عیسائیوں کو یہودی بنانا چاہا انکار کرنے پر اس نے نجران پر حملہ کر کے عیسائیوں کو بلا تمیز بچے، بوڑھے، عورتیں آگ کی خندق میں زندہ ڈال کر خاکستر کر دیا۔ ان کی تعداد بیس سے چالیس ہزار تک تھی۔ قرآن نے سورۃ بروج میں اس واقعے کو اصحٰبِ الاخدود کے نام سے ذکر کیا ہے۔ (108)

چنانچہ اس کے ردعمل میں رومیوں کے تعاون سے حبشیوں نے جو عیسائی تھے یمن پر قبضہ کر لیا۔ حضور ﷺ کی بعثت کے وقت یمن پر ابرہہ عیسائی کی حکومت تھی جس نے خانہ کعبہ پر لشکر کشی کی اور لشکر اصحاب الفیل کے نام سے مشہور ہوا۔ (109)

عرب قبائل بنو تغلب اور بنو طے کے علاوہ عراق میں حیرہ اور شام میں ال غسّان عرب عیسائیت کے [illegible] تھے۔ سید سلیمان ندوی نصاریٰ عرب کے بارے میں لکھتے ہیں:

عیسائیت شام کا شاہی مذہب تھا اسی لئے شمالی عرب کے وہ قبائل جو حدود شام میں جا کر آباد ہوئے تھے انہوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا چنانچہ لخم، جذام، عاملہ اور تنوخ کے قبیلے جو عراق کی سمت سمت میں پھیلے تھے، عیسائی تھے۔ حیرہ کے عرب بادشاہوں نے گو مستقل طور سے عیسائیت قبول نہیں کی تاہم اس بناء پر کہ ان کے حرم میں عیسائی عورتیں تھیں ان میں متعدد بادشاہ عیسائی ہو گئے۔ حیرہ میں ان ہی لوگوں نے دیر اور کلیسے بنوائے تھے یہاں راہب لوگ رہتے تھے اور ان کے ذریعہ سے یہاں نوشت و خواندہ کا کسی قدر رواج تھا چنانچہ سلاطین حیرہ کے حالات ان ہی دیروں میں سے مورخین اسلام نے قلم بند کئے تھے۔ اندرون عرب میں بھی عیسائیت کے نشانات ملتے ہیں۔ طے کا قبیلہ جو نجد کے قریب آباد تھا، عیسائی تھا۔ خود قریش کے خاندان بنی اسد میں چند آدمی عیسائی ہو گئے تھے جن میں ورقہ بن نوفل کا نام تو احادیث صحاح میں مذکور ہے۔ عثمان بن حویرث بھی اسی خاندان کے ایک عیسائی تھے۔ اوس و خزرج میں بھی ایک دو آدمی عیسائی تھے۔ جنوبی عرب میں نجران ایک مقام ہے وہاں تمام تر لوگ عیسائی تھے وہاں کلیسا بھی تھا جس میں راہب رہا کرتے تھے۔ خاص یمن کے اندر [illegible] کہ عیسائی حبشیوں نے 40، 50 برس حکومت کی عیسائیت فروغ پا نہ سکی تمام سلاطین یمن میں عبد کلال نام کا ایک بادشاہ عیسائی تھا۔ (110)

رسول اللہ ﷺ نے مسیحیت کی حقیقی تصویر دنیا کے سامنے پیش کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کی عظمت و طہارت بیان کی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ﴾

ترجمہ: مسیح ابن مریم صرف رسول ہیں آپ سے پہلے بھی کئی رسول گزر چکے ہیں اور ان کی ماں بڑی راست باز تھیں۔

﴿ يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ط اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ج اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ قف وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ط اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ط اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ط سُبْحٰنَهٗ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ م لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴾ (112)

ترجمہ: اے اہل کتاب نہ غلو کرو اپنے دین میں نہ کہو اللہ تعالیٰ کے متعلق مگر سچی بات بے شک مسیح عیسیٰ ابن مریم صرف اللہ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ جسے اللہ نے پہنچایا تھا مریم کی طرف اور ایک روح تھی اس کی طرف سے پس ایمان لاؤ

اللہ اور اس کے رسولوں پر اور نہ کہو تین خدا ہیں باز آجاؤ ایسا کہنے سے یہ بہتر ہے تمہارے لئے بے شک اللہ تعالیٰ معبود واحد ہے۔ پاک ہے وہ اس سے کہ ہو اس کا کوئی لڑکا، اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کارساز۔

قرآن نے تمام مذاہب کے مقابلہ میں مسیحیت کو دوستی کے لئے قریب ترین قرار دیا۔

﴿ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ﴾ (113)

ترجمہ: اور پائیں گے آپ سب سے زیادہ قریب دوستی میں ایمان والوں سے انہیں جنہوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ ہیں۔

چنانچہ ہجرت حبشہ، ذبیحہ اہل کتاب، نکاح کتابیہ، قتال کے بجائے جزیہ، معاہدہ نجران، معاہدہ بیت المقدس) اس ضمن میں بہترین مثالیں ہیں۔ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے بارے میں اسلامی نکتہ نظر کو علامہ ... نے مختصراً یوں بیان کیا ہے۔

” والمسلمون قد بينوا أنّ الامتين قد بدّلوا وحرّفوا، والا فعيسى عليه السلام كان ... لما جاء به موسىٰ عليه السلام، وكلاهما مبشران بمقدم نبينا محمد نبي الرحمة صلوات ... عليهم اجمعين . وقد امرهم ائمتهم وانبياؤهم وكتابهم بذلك . وانما بنى اسلافهم الحصون والقلاع بقرب المدينة لنصرة رسول الله صلى الله عليه وسلم نبي آخر الزمان ... اوطانهم بالشام الى تلك القلاع والبقاع، حتى اذا ظهر واعلن الحق ... هجرته يثرب هجروه وتركوا نصره . وذلك قوله تعالىٰ : ﴿وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ، فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴾ (البقرة : 89) ... بين اليهود والنصارى ما كان يرتفع الا بحكمه، اذ كانت اليهود تقول : ﴿ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ﴾ (البقرة : 113) . وكانت النصارى تقول : ﴿ لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ﴾(البقرة: 113) . وَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يقول لهم : ﴿ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴾(المآئده: 68) . وما كان يمكنهم اقامتها الا باقامة القرآن المحكم وبحكم نبي الرحمة رسول آخر الزمان . فلما ابوا ذلك وكفروا بآيات الله : ﴿ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ، ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ الآية﴾(البقرة: 61)“(114)

ترجمہ: اور مسلمان بیان کرتے ہیں کہ (یہود و نصاریٰ) دونوں نے دین کو بدل دیا اور تعلیمات میں تحریف [illegible]
علیہ السلام نے شریعت موسوی کی تائید و تصدیق کی۔ یہ دونوں (حضرت عیسیٰ اور موسیٰ) ہمارے نبی محمد ﷺ کی [illegible]
دینے والے تھے اور ان کو ان کے ائمہ اور انبیاء اور ان کی کتابوں نے ان کو یہی حکم دیا تھا۔ ان کے بزرگوں نے [illegible]
قریب آخری نبی کے لئے قلعے اور مضبوط گڑھیاں بنائی تھیں اور انہوں نے ان لوگوں کو اپنے وطن شام کو چھوڑ کر [illegible]
زمینوں کی طرف ہجرت کا حکم دیا تھا۔ یہاں تک کہ جب آپ (محمد ﷺ) کی بعثت ہوئی اور آپ نے [illegible]
کیا اور آپ نے یثرب کی طرف ہجرت کی۔ انہوں نے آپ سے اعراض کیا اور آپ کی مدد سے انکار کر دیا۔ [illegible]
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ (حالانکہ وہ پہلے (ہمیشہ) کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے تو جس چیز کو وہ خوب پہچانتے تھے [illegible]
کے پاس آ پہنچی تو اس سے کافر ہو گئے پس کافروں پر خدا کی لعنت)

یہود و نصاریٰ کے درمیان اختلاف آپ کے فیصلہ سے ہوا جب یہود کہتے تھے ﴿لَیْسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیْءٍ﴾ (عیسائی صحیح راستہ پر نہیں) اور نصاریٰ کہتے تھے (یہود صحیح راستے پر نہیں حالانکہ وہ کتاب پڑھتے ہیں) [illegible] ﷺ ان کو فرماتے تھے (تم دونوں صحیح راستے پر نہیں ہو جب تک تم تورات اور انجیل کو قائم نہ رکھو گے) اور [illegible] قرآن کے قیام اور نبی ﷺ کے فیصلہ کی تصدیق کے بغیر ناممکن تھا پس جب انہوں نے اس بات کا انکار کیا اور [illegible] سے کفر کیا (ذلت اور محتاجی ان پر مسلط کر دی گئی وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہوئے یہ اس لئے کہ وہ خدا کی آیات [illegible] کرتے تھے الآیۃ۔

مبحث سوم: مذہبِ صابئین

قدیم مذاہب میں سے ایک مذہب صابئی ہے، بعثت نبوی کے وقت عرب کے کچھ علاقوں [illegible] بالخصوص اس مذہب کے لوگ اچھی خاصی تعداد میں پائے جاتے تھے۔ قرآن نے دیگر مذاہب کے ساتھ ان کا ذکر [illegible] ہے۔ سورۃ بقرۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ﴾ (15)

ترجمہ: بے شک جو لوگ ایمان لا چکے ہیں اور جو لوگ یہودی ہوئے اور نصاریٰ اور صابئی [illegible] آخرت پر ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے سو ان سب کے لئے ان کے پروردگار کے پاس ان کا اجر ہے [illegible] ہے ان کے لئے اور نہ وہ کوئی غم کریں گے۔ اس آیت کی روشنی میں امام رازی لکھتے ہیں:

"والصابئین فهو من صبأ اذا خرج من دینه الیٰ دین آخر و کذٰلک یسمون [illegible]

السلام صابئًا لانہٗ انهر دیناً بحلاف ادیانهم" (116)

اس کے بعد امام رازی نے مفسرین کے متعدد اقوال نقل کئے ہیں۔

مجاہد اور حسن کہتے ہیں، صابئین مجوس اور یہود میں سے ہی ایک گروہ ہے جس کا دین یہودیت اور مجوسیت سے [illegible] بنا ہے لیکن ان کا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا اور ان کی عورتوں سے نکاح نہیں کیا جائے گا۔

قتادہ کے نزدیک وہ فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں اور سورج کی طرف منہ کر کے دن میں پانچ نمازیں پڑھتے ہیں۔

تیسرا قول یہ ہے کہ یہ لوگ ستاروں کی عبادت کرتے ہیں۔ امام رازی فرماتے ہیں یہی قول [illegible] ہے۔ اس فرقہ کے دو عقیدے ہیں، ایک یہ کہ خالق العالم تو اللہ ہی ہے لیکن اس نے حکم دیا ہے کہ ان ستاروں کی تعظیم [illegible] ان کو نماز اور دعا کا قبلہ ٹھہرایا جائے، دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ نے افلاک اور کواکب کو پیدا کیا پھر تمام عالم کے [illegible] مرض کے مدبر یہی کواکب ہیں اور یہی ان کے خالق ہیں۔ اس لئے بشر پر ان کی تعظیم اور عبادت فرض ہے کیونکہ [illegible] اور معبود یہی ہیں اور یہی عالم کے مدبر ہیں پھر یہ کواکب اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ کلدانیوں کا یہی مذہب [illegible] ابطال کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ (117)

محمود شکری آلوسی نے ان کے عقائد و تاریخ پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

یہ لوگ منجمین کی طرح ستارہ پرست ہیں۔ ان کی ہر حرکت ستاروں کے تابع ہے۔ یہ لوگ حضرت [illegible] ان کا مسکن حیران تھا ان کی دو قسمیں ہیں ایک دین پر قائم تھی اور دوسری مشرک۔ ان میں سے جو مشرک تھے وہ [illegible] اور بارہ برجوں کی تعظیم کیا کرتے تھے اور اپنے مندروں میں ان کی تصاویر بنا کر رکھتے تھے۔ ان ستاروں کے [illegible] یہاں مخصوص مندر پائے جاتے تھے یہی ان کے بڑے عبادت خانے تھے۔ ایسے ہی جیسے عیسائیوں کے گرجے [illegible] کے بیعہ، چنانچہ انہوں نے ایک بڑا مندر سورج کے لئے بنا رکھا تھا، ایک چاند کے لئے، ایک زہرہ کے لئے [illegible] لئے، ایک مریخ کے لئے، ایک عطارد کے لئے، ایک زحل کے لئے اور ایک مندر علت اولیٰ کے لئے [illegible] ستارے کے لئے مخصوص عبادت اور مخصوص دعا ہے یہ لوگ ان مندروں میں ان کی تصویریں بنا کر رکھتے ہیں [illegible] خاص بت بناتے ہیں ان کے لئے جانوروں کو ذبح کرتے ہیں، مسلمانوں کی طرح ان کے ہاں بھی پانچ نمازیں [illegible] سے کچھ لوگ رمضان کے مہینے میں روزے بھی رکھتے ہیں اور کعبے کی طرف رخ کر کے نماز بھی پڑھتے ہیں۔ [illegible] کرتے ہیں اور حج کیلئے مکے جانے کا بھی عقیدہ رکھتے ہیں۔ مردار، خون اور سور کے گوشت کو حرام قرار دیتے ہیں [illegible] مسلمان حرام قرار دیتے ہیں بغداد کے ارکان سلطنت کی ایک جماعت اسی مذہب پر کاربند تھی۔ [illegible] الصابی تھے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس دین کی اصل یہ تھی کہ یہ لوگ دنیا کے مذاہب کی خوبیاں لے لیا کرتے تھے [illegible]

برائیوں سے قولاً اور عملاً علیحدگی اختیار کرتے تھے اسی لئے انہیں صابئہ کہا گیا یعنی خارج ۔ چنانچہ یہ لوگ ہر مذہب کی تمام دور تفصیلی باتوں سے نکل گئے اور صرف ان امور پر کاربند رہے جنہیں انہوں نے حق سمجھا اس لئے اس میں حنفاء، مشرک اور فلسفی شامل ہیں ان میں سے بعض تمام نبیوں کا اقرار کرتے ہیں اور کچھ بعض نبیوں کا اقرار کرتے ہیں ۔

صابیوں کا شرک ستاروں کے ذریعے تھا اس لئے امام الحنفاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سورج، چاند اور ستاروں کے غروب ہونے سے ان کا ابطال کیا کہ غروب ہونے والا خدا نہیں ہوسکتا ۔ خدا غائب، دائمی اور غیر فانی ہوتا ہے اس کے بعد سورۃ انعام میں حضرت ابراہیم کا اپنی قوم سے جو مکالمہ ہوا اس کو ذکر کیا ۔ (118)

صابئین کے بارے میں سید سلیمان ندوی قدیم وجدید آراء کے تحقیقی جائزے کے بعد لکھتے ہیں:

قدیم مسلمان مصنفین کی تحقیقات اور جدید انکشافات تقریباً ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں خصوصاً قدماء میں سے مجاہد قتادہ حسن بصری اور ابن ندیم اور متاخرین میں علامہ ابن تیمیہ کا بیان نہایت محققانہ ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ صابئین کا اصلی مذہب کلدانی تھا جس میں بابلی الاسماء ستاروں کی پرستش اصلی بنیاد ہے ۔ ایران کی ترقی وحکومت کے عہد میں مجوسی مذہب نے مسئلہ نور وظلمت اور استیلائے ارواح نے ان پر سایہ ڈالا ۔ اس کے بعد یونانی فلسفیوں کا دور آیا انہوں نے ایران کو ہٹا کر اس کی جگہ خود لی اس وقت ناسٹک فلسفہ نے ان پر اپنا اثر ڈالا چنانچہ خلق عالم اور نظم کائنات کے اکثر مباحث اسی فلسفے کے اوراق ہیں اثبات وانکار کی حیثیت سے اسرائیلی پیغمبروں کے نام یہودیت کے آثار ہیں خصوصاً حضرت آدم، حوا اور شیث کا ان میں مقبول ہونا دعویٰ کی کافی شہادت ہے اور اسی سبب سے ہمارے مورخین نے ان کو حضرت شیث کی امت بتایا ہے ۔ تثلیث، روح القدس اور کلمہ کا ان میں تخیل عیسائی تصور ہے ۔ (119)

سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

صابئی کے نام سے قدیم زمانے میں دو گروہ مشہور تھے ۔ ایک حضرت یحییٰ علیہ السلام کے پیرو جو بالائی عراق (عراق الجزیرہ) کے علاقے میں اچھی خاصی مقدار میں پائے جاتے تھے اور حضرت یحییٰ کی پیروی میں اصطباغ بتسمہ کے طریقے پر عمل کرتے تھے ۔ دوسرے ستارہ پرست لوگ جو اپنے دین کو حضرت شیث اور حضرت ادریس علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے تھے اور عناصر پر سیاروں کی اور سیاروں پر فرشتوں کی فرمانروائی کے قائل تھے ۔ ان کا مرکز حران تھا اور عراق کے مختلف حصوں میں ان کی شاخیں پھیلی ہوئی تھیں ۔ یہ دوسرا گروہ اپنے فلسفہ وسائنس اور فن طب کے کمالات کی وجہ سے زیادہ مشہور ہوا ہے لیکن اغلب یہ ہے کہ سورۃ الحج (قرآن میں) میں جن صابئین کا ذکر کیا گیا ہے ان سے پہلا گروہ مراد ہے کیونکہ دوسرا گروہ غالباً نزول قرآن کے زمانے میں اس نام سے موسوم نہ تھا ۔ (120)

مذکورہ بالا آراء سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعثت نبوی کے وقت صابئین مذہب کے دو گروہ تھے ایک ستارہ پرست حران

اور دوسرا قریب التوحید تھا۔ شمالی عراق میں زیادہ اسی گروہ سے تعلق رکھنے والے تھے۔ مسلمانوں کا سامنا ان سے عہد عمر میں ہوا ان میں سے بعض مسلمان ہوئے اور بعض نے بطور ذمی رہنا قبول کیا۔ یہ گروہ عہد بنو عباس میں گیارھویں صدی عیسوی تک رہا۔ (121)

مبحث چہارم: مذہبِ مجوس

یہ ایک ایرانی لفظ ہے۔ فارسی قدیم میں لفظ مگش اور فارسی جدید میں ''مغ'' کو ظاہر کرتا ہے۔ سریانی کے ذریعے یہ لفظ عربی میں آیا ہے۔ مجوس یہود کی طرح اسم جمع ہے لغت کی رو سے مجوس منج کوش سے مشتق ہے یہ عربی لفظ صغیر الاذنین کے مترادف ہے۔ ابن منظور لکھتے ہیں:

'' وهو معرب اصله منج كوش وكان رجلا صغير الاذنين كان اول من دان بدين المجوس ودعا الناس اليه فعرّبَتهُ العربُ فقالت مجوس ونزل القرآن به '' (122)

ترجمہ: اس لفظ کو عربی میں تبدیل کیا گیا ہے اس کی اصل منج کوش ہے۔ یہ چھوٹے کانوں والے ایک شخص کا نام ہے جس نے سب سے پہلے مجوسی دین اختیار کیا اور لوگوں کو اس کی دعوت دی پس عربوں نے اس کو عربی میں بدل دیا اور مجوس کہا۔ قرآن میں بھی ایسے ہی نازل ہوا۔ قرآن کریم میں لفظ مجوس ایک مرتبہ آیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ الَّـذِيْـنَ اٰمَـنُـوْا وَالَّـذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئِيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ﴾ (123)

ترجمہ: بے شک جو لوگ ایمان لائے جو لوگ یہودی صابی، نصاریٰ اور مجوسی ہوئے اور جو لوگ مشرک ہیں اللہ تعالیٰ ان کے درمیان قیامت کے دن قطعی فیصلہ فرمائے گا بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔

ابن عاشور نے اپنی تفسیر میں اس آیہ کے ضمن میں مجوس کی بڑی جامع تعریف و تاریخ نقل کی ہے۔ لکھتے ہیں

ترجمہ: پس مجوس سے مراد وہ دین ہے جو دو خداؤں کو مانتے ہیں، ایک نیکی کا خدا اور ایک برائی کا خدا اور یہ اہل فارس (ایران) کا دین ہے پھر ان کے کئی فرقے ہیں لیکن دو خداؤں کا عقیدہ سب میں موجود ہے۔ سب سے قدیم فرقہ [illegible] ہے اس کا بانی کیومرث ہے یہ قدیم زمانے میں فارس کا بادشاہ تھا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے

گزرا ہے اس لئے اس کو لقب دیا جاتا ہے ''جل شاہ'' اس کا معنی ہے زمین کا بادشاہ (جہاں شاہ) یہ علمی اعتبار سے کوئی مصدر نہیں تھا کیومرث کو کسی زمانے میں (زرواں) کا لقب دیا گیا یعنی الازل ہمیشہ رہنے والا۔ مجوس کی اصل وہ دین ہو گیا جس کو زروانیہ کا نام دیا گیا اور یہ دو خداؤں، یزداں اور اھرمن کے قائل ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یزداں وجود ازلی کے ساتھ تنہا تھا وہ نورانی تھا اور نو ہزار اور 90 سال تک اسی طرح رہا پھر اس کے اندر خیال پیدا ہوا کہ اگر کوئی اس کے مقابل ہوتو حق ملنا کیسا ہوگا پس اس خیال سے ایک نیا ظلماتی وجود پیدا ہوا اس کا نام اہرمن رکھا گیا اور وہی اندھیرے کا الہ ہے، برائی اور نقصان اس کی فطرت ہے۔

پس اہرمن اور یزداں کے درمیان ابد سے اختلاف اور جنگ ہے پھر اس دین سے کئی گروہ پیدا ہوئے جن کے خاص خاص القاب ہیں لیکن یہ تعلیمات میں ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ ان میں سے مشہور گروہ زردشت کا ہے جو چھٹی صدی قبل ولادت مسیح میں پیدا ہوا اور مجوس اسی سے مشہور ہوئے اس نے خیر کے الہ کو ''اھورا مزدا'' یا ''ہرمز'' کا نام دیا اور شر کے الہ کا اھرمن نام رکھا۔ الہ الخیر کو نور کی شکل میں اور الہ الشر کو ظلمت کی شکل میں قرار دیا پھر اس نے لوگوں کو آگ کی عبادت کی دعوت دی کیونکہ وہ الہ الخیر کی مظہر ہے اور وہ نور ہے۔ اس نے مجوس کی شریعت کو وسیع کیا ان کے لئے ایک کتاب تالیف کی اس کا نام ''زندافستا'' رکھا۔ بتوں کی عبادت سے اجتناب اس کی شریعت کا اہم اصول ہے۔ پھر مجوس میں فرقہ مانیہ پیدا ہوا یہ مانی کی طرف منسوب ہے جو فارس کے بادشاہ سابور بن اردشیر کے زمانہ 238ء تا 271ء میں پیدا ہوا۔ پھر مجوس میں فرقہ مزدکیہ پیدا ہوا جس کی نسبت مرذک کی طرف ہے جو قباذ کے زمانہ 487ء تا 523ء میں پیدا ہوا۔ یہ عقائد میں مانیہ کے قریب ہے، یہ آخری گروہ ہے جو ایران کی اسلامی فتوحات سے قبل تک مجوس کے بتدریج ارتقاء کے دوران پیدا ہوا۔

مجوس کی شباہت اصل میں مشرکین سے ہے لیکن پتھروں کی عبادت کی ممانعت کی وجہ سے یہ ان کے مخالف ہے کیونکہ ان کی ایک کتاب بھی ہے اس وجہ سے ان کو اہل کتاب کے مشابہ قرار دیا گیا۔ نبی ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا سنو بهم سنة اهل الكتاب ان سے اہل کتاب والا معاملہ کرو۔ ان سے صرف جزیہ لینا ہی کافی ہے ان کو اسلام پر مجبور نہیں کیا جائے گا جیسے مشرکین کو قبولیت اسلام پر مجبور کیا جاتا ہے۔ (124)

قرآن میں مجوسی کا ذکر یہود و نصاریٰ سے متصل آیا ہے لیکن قرآن و سنت اور تاریخ مذہب میں ان کے عقائد و احوال پردہ اخفاء میں ہونے کی وجہ سے فقہاء اسلام نے ان کے لے شبہۃ کتاب کی اصطلاح استعمال کی ہے ... الحنبلی نے کشاف القناع میں مجوس کو شبہۃ کتاب کی وجہ بڑے جامع اور مدلل انداز میں بیان کیا ہے ...

" والاجماع علی قبول الجزیة ممن بذلها من اهل الکتاب ومن یلحق بهم ... بذلک فی دار الاسلام (ومن له شبهة کتاب کالمجوس) (لان عمر لم یأخذها منهم حتی شهد عندهٔ عبدالرحمن بن عوف ان النبی ﷺ اخذها من مجوس هجر رواه البخاری وفی روایة ... قال سنوبهم سنة اهل الکتاب رواه الشافعی) وانما قبل لهم شبهة کتاب لانه یروی انه کان لهم کتاب فرفع فصار لهم بذلک شبهة اوجبت حقن دمآء هم واخذالجزیة منهم و لا تنهض فی اباحة نسائهم وحل ذبائحهم" (125)

ترجمہ: اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) اور جو ان کے متعلقین ہیں ان سے جزیہ کی وصولی پر اجماع ہے ... سے وہ دارالاسلام میں رہ سکتے ہیں اور وہ بھی جن کا تعلق شبہۃ کتاب سے ہے جیسے مجوس ان کو شبہہ کتاب کہتے ... کیونکہ حضرت عمر نے ان سے جزیہ نہیں لیا تھا یہاں تک کہ آپ کو عبدالرحمٰن بن عوف نے گواہی دی کہ نبی کریم ﷺ نے ... کے مجوس سے جزیہ لیا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا سنوبهم سنة اهل الکتاب ... کتاب والا معاملہ کرو۔ اس کو امام شافعی نے روایت کیا اور ان کو شبہہ کتاب کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کیونکہ روایت ... جاتی ہے کہ ان کے پاس بھی کتاب تھی پس وہ اٹھالی گئی اس لئے یہ شبہ (مثل اہل کتاب) ہوگئے ... ہے۔ان سے جزیہ لیا جائے گا اور ان کی عورتوں سے نکاح اور ان کے ذبائح کی حلت کی اجازت نہیں ہوگی۔

مجوس کے دو بنیادی عقائد آگ کی پوجا اور محرمات سے نکاح جس کی وجہ سے ان کی کتاب اٹھائی گئی ... مستقیم سے ہٹ گئے۔ امام ابو یوسف اس کے پس منظر کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت علی نے فرمایا میں مجوس کے بارے میں زیادہ علم والا ہوں۔ ان کے پاس ایک آسمانی کتاب ...

پڑھتے پڑھاتے تھے۔ ایک دن ان کے بادشاہ نے اپنی بہن سے زنا کیا جب لوگ اس کو سنگسار کرنے گئے تو اس نے کہا کہ دین بھی یہی تھا اس نے لوگوں کی مخالفت پر ان سے زبردستی یہ نظریہ منوانا چاہا جو نہ مانتا اسے قتل کرا دیتا۔ جب لوگ قتل سے بھی نہ ڈرے تو اس نے آگ جلوائی تو لوگ ڈر گئے اس طرح آگ کی پرستش اور محرمات سے نکاح مجوس کے دین کا حصہ بن گیا۔ حضرت علی نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اہل کتاب ہونے کی وجہ سے ان سے خراج لیا اور ان کے شرک کے سبب ان سے مناکحت کرنے اور ان کا ذبیحہ کھانے کو حرام قرار دیا۔ (126)

شبۂ کتاب ہونے کی بناء پر عہدِ نبوی وخلفاء راشدین میں مجوس کے بارے میں اہل کتاب جیسا معاملہ کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہد میں یمن، عمان اور بحرین کے مجوس کے بارے میں فرمایا، یہ اسلام قبول کر لیں یا جزیہ دیں۔ یمن میں آنے والے اپنے عامل کو بھیجتے ہوئے جو تحریر دی اس میں ایک ہدایت یہ بھی تھی۔ علامہ البلاذری نے نقل کیا:

"وجزی رؤوس من اقام علی النصرانیة والیهودیة والمجوسیة منهم" (127)

ترجمہ: ان میں سے جو نصرانیت و یہودیت اور مجوسیت پر قائم ہیں ان سے فی کس جزیہ وصول کریں۔

عمان کے عامل ابوزید انصاری کو آپ نے فرمایا: (خذ الصدقة المسلمین والجزیة من المجوس) (128)

ترجمہ: مسلمانوں سے صدقہ لیجئے اور مجوس سے جزیہ لیجئے۔

ایسے آپ نے اہل بحرین (اہل ہجر) جو دعوتی تبلیغی مکتوب تحریر فرمایا وہ مجوس کے بارے میں اسلامی تعلیمات کا خلاصہ ہے۔ البلاذری نقل کرتے ہیں:

(کتب رسول الله ﷺ الی مجوس هجر یدعوهم الی الاسلام فان اسلموا فلهم ما لنا وعلیهم ماعلینا ومن ابی فعلیه الجزیة فی غیر اکل لذباء تهم ولا نکاح لنسائهم) (129)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے جب مجوس ہجر کو اسلام کی دعوت دی تو یہ تحریر فرمایا "اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تمہارے وہی حقوق ہیں جو ہمارے ہیں اور تم پر وہی فرائض ہیں جو ہم پر ہیں اور انکار کرنے والے پر جزیہ ہے۔ ہم نہ تمہارے ذبیحے کھائیں گے اور نہ تمہاری عورتوں سے نکاح کریں گے۔

چنانچہ ہجر کا حاکم منذر بن ساوی مسلمان ہو گیا۔ اس نے اپنی قوم کو دعوت دی عربوں نے اسلام قبول کر لیا جبکہ یہود جزیہ پر راضی ہو گئے۔ (130)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں سے مجوس کا سامنا عہد فاروقی میں ہوا جب مسلمان فاتح کی حیثیت سے کسریٰ ایران کی حدود میں داخل ہوئے۔ ایرانیوں کا سرکاری مذہب بھی مجوس تھا ان کے عقائد و عبادات کو دیکھ کر حضرت عمر کو پہلے ان سے جزیہ لینے اور ذمی قرار دینے میں تردد پیدا ہوا پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی شہادت پر آپ نے ان کو اہل کتاب کی مثل ذمی قرار دیدیا۔ امام بیہقی نے نقل کیا ہے:

" ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه ذکر المجوس فقال ما ادری کیف اصنع فی امرهم فقال له عبدالرحمن بن عوف اشهد لسمعت رسول الله ﷺ یقول سنو بهم سنة اهل الکتاب " (131)

ترجمہ: حضرت عمر نے مجوس کا ذکر کیا۔ پس فرمایا، میں نہیں جانتا میں ان کے بارے میں کیسے کروں پس آپ کو عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا میں گواہی دیتا ہوں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے ان (مجوس) سے اہل کتاب جیسا معاملہ کرو۔

عہد فاروقی میں جب مجوس کو اہل کتاب کی مثل ذمی قرار دیا گیا تو ان کے جان و مال اور بالخصوص مذہبی عقائد، عبادات، مذہبی عبادت گاہوں اور رسومات کا بھی ویسے ہی احترام کیا گیا اس کے گواہ وہ معاہدات ہیں جو حضرت عمر نے مجوس سے کئے۔ ان معاہدات کی بنیادی روح ہی جان و مال کے علاوہ مذہب کا تحفظ ہے۔ چنانچہ البلاذری نے رے اور قومس کے معاہدات کی دفعات میں سے ایک اہم دفعہ یہ تحریر کی ہے۔

" ان لا یقتل منهم احدًا و الا یسبیه و لا یهدم لهم بیت نارٍ " (132)

ترجمہ: نہ ان میں سے کسی کو قتل کیا جائے گا نہ قیدی بنایا جائے گا اور نہ ان کے آتشکدوں کو منہدم کیا جائے گا۔

آذربائیجان کے مجوس سے مذکورہ شرائط کہ کسی آتش کدے کو نہیں گرایا جائے گا کے علاوہ ایک اہم شرط یہ بھی تھی کہ شہر کے باشندوں کو رقص و سرود کے تیوہار اور دیگر مذہبی رسومات سے نہیں روکا جائے گا۔ بقول البلاذری:

”ولا یمنع اھل الشیز خاصة من الذفن فی اعیادھم واظھار ما کانوا یظھرونہ“ (33)

ترجمہ: خاص اہل شیز کو عید کے مواقع پر رقص وسرود اور جو وہ مذہبی رسومات کرنا چاہئیں ان سے نہیں روکا جائے گا۔

درج بالا حقائق سے معلوم ہوا کہ مجوس کے حقوق بھی اہل کتاب کی مثل ہیں اس طرح دیگر مشرک اقوام سے متعلق معاہدات انہی کی مثل ہوں گے اس کی عملی مثالوں کے لئے عہد نبوی اور خاص کر عہد فاروقی میں ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

حوالہ جات وحواشی

(1) الطبری، محمد بن جریر ابوجعفر، تاریخ الامم والملوک، دارالکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ 2003ء ج2، ص562
ابن سعد، محمد، الطبقات الکبریٰ، دار صادر بیروت، 1957ء ج3، ص266۔

(2) البلاذری، ابوالعباس احمد بن یحییٰ بن جابر، فتوح البلدان، مؤسسۃ المعارف بیروت، 1987ء، ص660۔

(3) البلاذری، فتوح البلدان، ص661

(4) ابن عبدالبر، ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد القرطبی، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، دارالکتب العلمیہ بیروت، ج3، ص[illegible]

(5) ترمذی، محمد بن عیسیٰ، ابوعیسیٰ، جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص عمر بن الخطابؓ، رقم الحدیث 3681
ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج3، ص267۔

(6) ابن حجر، احمد بن علی العسقلانی، الاصابہ فی تمییز الصحابۃ، دارالفکر بیروت، 2001، ج4، ص3۔

(7) ترمذی، جامع الترمذی، ابواب المناقب، رقم الحدیث 3683۔

(8) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج3، ص271۔

(9) ابن حجر، عسقلانی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ج4، ص3۔

(10) بخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ، صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر، رقم الحدیث 3684

(11) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج3، ص270۔

(12) طٰہٰ حسین، ڈاکٹر، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت فاروق اعظم (اردو ترجمہ شاہین عطا) نفیس اکیڈمی کراچی، ص2[illegible]

(13) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج32، ص271۔

(14) شبلی نعمانی، علامہ، الفاروق، مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد، 2005، ص44۔

(15) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج3، ص272۔

(16) ابن عبدالبر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج3، ص239۔

(17) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج3، ص276۔

(18) سورۃ البقرۃ، 190:2۔

(19) شبلی نعمانی، علامہ، الفاروق، ص157۔

(20) عبدالقدوس ہاشمی، مولانا، فتوحات فاروقی کی وسعت وخصوصیت، فاروق اعظم نمبر، ماہنامہ ضیائے حرم [illegible] ص228۔

(21) ایضاً، ص232۔

(22) شبلی نعمانی، الفاروق، ص163-260۔
السیوطی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر الحافظ جلال الدین، تاریخ الخلفاء، دارالفکر بیروت 1974ء، ص128۔

/ تاریخ الامم الملوک للطبری، جلد دوم۔

(23) شاہ ولی اللہ، الشیخ احمد حجۃ اللہ البالغۃ، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ج 1، ص 140۔

(24) ابن خلدون، علامہ عبدالرحمٰن، مقدمہ تاریخ العلامہ ابن خلدون، مکتبہ المدرسۃ ودار الکتاب البنانی بیروت 1967ء، ج 1، ص 99۔

(25) ابن قیم، شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن ابی بکر، اعلام الموقعین عن رب العالمین، دار الفکر بیروت، 1997ء، ج 1، ص 2[illegible]

(26) بخاری، محمد بن اسماعیل ابوعبداللہ، صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر بن الخطاب، رقم الحدیث [illegible]68[illegible]

(27) ایضاً، رقم الحدیث 3683۔

(28) ایضاً، رقم الحدیث 3689۔

(29) ایضاً، رقم الحدیث 3691۔

(30) جامع الترمذی، ابواب المناقب باب فی مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب، رقم الحدیث 3680۔

(31) ایضاً، رقم الحدیث 3682۔

(32) ایضاً، رقم الحدیث 3685۔

(33) ایضاً، رقم الحدیث 3682۔

(34) مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل عمر، رقم الحدیث 2399۔

(35) السیوطی، تاریخ الخلفاء، ص 114-116۔

(36) شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، ج 1، ص 132۔

(37) ابن قیم، اعلام الموقعین، ج 1، ص 16-20۔

(38) محمد الخضری، الشیخ، تاریخ التشریع الاسلامی دار الفکر، 1981ء، ص 115۔

(39) ابن قیم، اعلام الوقعین، ج 1، ص 62-63۔

(40) ایضاً۔

(41) محمد الخضری، الشیخ تاریخ الشریع الاسلامی، ص 115-117۔

(42) ابن قیم، اعلام الموقعین، ج 1، ص 20۔

(43) شاہ ولی اللہ، محدث دہلوی، فقہ عمر، ترجمہ ابویحییٰ امام خان نوشیروی، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، طبع سوم 1976ء، ص [illegible]

(44) شبلی نعمانی، الفاروق، ص 320-323۔

(45) محمد حسین ہیکل، الفاروق عمر، مکتبہ النہضۃ المصریۃ قاہرہ، 1964ء، ج 2، ص 295۔

(46) شبلی نعمانی الفاروق، ص 322-333۔

(47) شاہ معین الدین احمد ندوی، تاریخ اسلام، نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد، ج 1، ص 248۔

(48) ہیکل، محمد حسین، الفاروق عمر، ج2، ص293۔

(49) مالک ابن انس، الموطا، کتاب الصلوۃ، باب التشہد، رقم الحدیث198۔

(50) ایضاً، باب وقوت الصلوۃ، رقم الحدیث5-6۔

(51) الدارمی، الامام الحافظ عبداللہ بن عبدالرحمٰن، سنن الدارمی، مقدمۃ الکتاب، باب البلاغ عن رسول اللہ وتعلیم السنن، رقم الحدیث560، ص149۔

(52) ابو یوسف، کتاب الخراج، ص14۔

(53) ایضاً، ص193۔

(54) شبلی نعمانی، الفاروق، ص251-255۔

(55) ایضاً، ص381۔

(56) طبری، تاریخ الامم الملوک، ج2، ص538۔

(57) ایضاً، ص449۔

(58) الہندی، علی المتقی، بن حسام الدین البرہان پوری، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، مکتبہ التراث الاسلامی حلب، 1971، ج9، ص205۔

(59) البیہقی، احمد بن الحسین بن علی ابوبکر، السنن الکبریٰ، نشر السنۃ ملتان، ج8، ص32۔

(60) الدارقطنی، علی بن عمر، نشر السنۃ ملتان، ج3، ص130۔

(61) ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج، دار المعرفۃ بیروت، 1979، ص126۔

(62) ابو یوسف، کتاب الخراج، ص141۔

(63) طبری، تاریخ الامم الملوک، ج2، ص503۔

(64) البلاذری، فتوح البلدان، 187۔

(65) ابو یوسف، کتاب الخراج، ص139۔

(66) ایضاً۔

(67) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد، باب یقاتل عن اہل الذمۃ، رقم الحدیث3005۔

(68) الانعام، 6:84۔/العنکبوت، 29:14-16۔

(69) ابراہیم، 14:39۔

(70) البقرۃ، 2:128۔

(71) البقرۃ، 2:129۔

(72) الانبیاء،72:21۔

(73) الانعام،6:84-85۔

(74) مریم،19:58۔

(75) البقرۃ،2:40,47,122۔

(76) مودودی،سید ابوالاعلی، یہودیت قرآن کی روشنی میں،ادارہ ترجمان القرآن لاہور1995ء،ص25۔

(77) الرازی،فخرالدین،ابوعبداللہ محمد بن عمر بن حسین،مفاتیح الغیب،دارالکتب العلمیہ بیروت،ج2،ص105۔

(78) مودودی،یہودیت،قرآن کی روشنی میں،ص23۔

(79) القصص،28:4۔

(80) طٰہٰ،20:77-78۔

(81) المسدوسی،احمد عبداللہ،مذاہب عالم،مکی دارالکتب لاہور2004ء،ص284-285۔

(82) البقرۃ،2:61۔

(83) محمد حمیداللہ،ڈاکٹر،رسول اکرم کی سیاسی زندگی،دارالاشاعت کراچی1987ء،ص240۔

(84) البقرۃ،2:89۔

(85) البقرۃ،2:164۔

(86) البلاذری،فتوح البلدان،ص34۔

(87) طبری،تاریخ الامم والملوک،ج2،ص141۔

(88) ابو داؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابی داؤد، کتاب الخراج والفی والامارۃ، باب ما جاء فی حکم ارض خیبر، رقم الحدیث3008۔

(89) ایضاً،رقم الحدیث3007۔

(90) الرازی،مفاتیح الغیب،ج2،ص105۔

(91) عبدالماجد دریاآبادی،مولانا،قصص ومسائل،مجلس نشریات اسلام کراچی،ص20-21۔

(92) آل عمران،3:33-37۔

(93) ایضاً،59۔

(94) ایضاً،45۔

(95) المائدہ،5:110-111۔

(96) آل عمران،3:48۔

(97) الصّف، 6:61۔

(98) ال عمران، 50:3۔

(99) انجیل متی، باب 10، جز 6۔

(100) الزخرف، 43:63-64۔

(101) مودودی، سید ابوالاعلیٰ، نصرانیت قرآن کی روشنی میں، ادارہ ترجمان القرآن لاہور 1995ء، ص 33۔

(102) انجیل لوقا، باب 23: جز 1-2۔

(103) ایضاً، باب 22-24۔/ انجیل متی، باب 26-28۔

(104) النساء، 4:157-158۔ رفع مسیح اور نزول مسیح کی تفصیلی وضاحت کے لئے دیکھئے ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم،
ج 1، ص 633-645۔

(105) بخاری، صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب نزول عیسیٰ ابن مریم، رقم الحدیث 3448۔

(106) اعمال، باب 19، جز 1-19۔

(107) متولی، یوسف چلپی، مسیحیت علمی اور تاریخ حقائق کی روشنی میں (اردو)، مجلس نشریات اسلام کراچی۔ مولانا تقی عثمانی،
عیسائیت کیا ہے؟ دارالاشاعت کراچی، ص 67-80۔/ اردو دائرہ معارف اسلامیہ مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور
1973ء ج 22، بذیل مادہ نصاریٰ

(108) البروج، 85:4۔/ ابن ہشام ابو محمد عبدالملک، السیرۃ النبویۃ، المکتبہ الفاروقیہ ملتان 1977ء، ج 1، ص 33۔

(109) الفیل، 105:1-5۔/ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج 1، ص 35-50۔

(110) سید سلیمان ندوی، تاریخ ارض القرآن، محمد سعید اینڈ سنز کراچی، ج 2، ص 368۔

(111) المائدہ، 5:75۔

(112) النساء، 4:171۔

(113) المائدہ، 5:82۔

(114) الشہرستانی محمد بن عبدالکریم، الملل والنحل، مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ بمصر 1961ء، ج 1، ص 209-210۔

(115) البقرۃ، 2:62۔

(116) الرازی، مفاتیح الغیب، ج 2، ص 105۔

(117) ایضاً۔

(118) محمود شکری، آلوسی، بلوغ الارب، اردو ترجمہ پیر محمد حسن، مرکزی اردو بورڈ لاہور 1967ء، ج 3، ص 117-128۔

(119) سید سلیمان ندوی، تاریخ ارض القرآن، ج 2، ص 382۔

(120) مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن لاہور 1991ء ج3، ص210۔

(121) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ج12، ص5، بذیل مادہ صابی۔

(122) ابن منظور الافریقی، لسان العرب، ج13، ص31 بذیل مادہ مجس۔

(123) الحج، 17:22۔

(124) ابن عاشور، محمد الطاہر، تفسیر التحریر والتنویر، موسسۃ التاریخ بیروت 2000ء، ج17، ص162-163۔ مجوس کے [illegible]
عقائد کے لئے تفصیلاً دیکھئے، الشہرستانی، الملل والنحل، ج1، ص233-255۔

(125) البہوتی، منصور بن یونس بن ادریس، کشاف القناع عن متن الاقناع، مطبعۃ المملکۃ العربیہ السعودیہ مکۃ، ج3، ص [illegible]

(126) ابو یوسف، کتاب الخراج، ص130۔

(127) البلاذری، فتوح البلدان، ص93۔

(128) ایضاً، ص106۔

(129) ایضاً، ص110۔

(130) ایضاً، ص111۔

(131) البیہقی، ابو بکر احمد بن حسین، السنن الکبریٰ، نشر السنۃ ملتان، ج9، ص189۔

(132) البلاذری، فتوح البلدان، ص444۔

(133) ایضاً، ص456۔

باب سوم

عہدِ فاروقی میں غیر مسلموں سے کیے گئے معاہدات کا متن

فصل اول: معاہدات شام و عراق

فصل دوم: معاہدات ایران و اہل مصر

فصل اول: معاہدات شام وعراق

مبحث اول: معاہدات شام

اسلام نے تاریخ عالم میں متحارب وغیر متحارب اقوام کے ساتھ سلوک وتعلقات کے اعتبار سے ایک نئے باب کا اضافہ کیا۔ متحارب غیر مسلم اقوام کے ساتھ اسلام کا رویہ متمدن اقوام سے اعلیٰ وارفع ہے۔ اسلامی فتوحات کا نصف سے زائد حصہ عہد فاروقی میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اس لئے غیر مسلم اقوام سے سب سے زیادہ معاہدے عہد فاروقی میں ہوئے۔ ان معاہدات میں بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ وعملی ادائیگی کو یقینی بنایا گیا۔ تاریخ میں پہلی مرتبہ مفتوح اقوام وعوام برابر کے معاہد قرار پائے۔ کتب سیر وتواریخ میں یہ معاہدے عقد الامان، عقد الہدنہ اور عقد الذمہ کے نام سے منقول ہیں۔ ان میں بعض مفصل ہیں اور بعض مجمل لیکن سب کی بنیادی روح ایک ہی ہے مثلاً جان، مال، مذہب اور بنیادی حقوق مثلاً مساوات، عدل وانصاف اور آزادی رائے کا عملی مظاہرہ ہیں۔ عصر حاضر میں یہ معاہدے ہمارے لئے بنیادی اصول وضوابط کا ماخذ ومرجع ہے ان کی روشنی میں ہم آج بھی غیر مسلم اقوام سے کامیاب تعلقات ومعاملات قائم کرسکتے ہیں۔

فتح سواد عراق پر ابوعبیدہؓ بن جراح نے حضرت عمرؓ سے مشرکین کی شکست کی اطلاع کے ساتھ مندرجہ ذیل امور سے اجازت طلب کی:

(الف) جملہ اموال غنیمت کی تقسیم پر اصرار۔ (ب) مفتوحہ بستیوں کی تقسیم کے لئے تقاضا۔ (ج) مغلوب باشندوں کی تقسیم کے لئے تقاضا۔ (د) اراضی وباغات کی تقسیم پر ضد۔ حضرت عمرؓ نے ان میں سے ہر ایک شے کی تقسیم سے منع فرمایا اور ابوعبیدہؓ کی طرف مندرجہ ذیل خط لکھا: اے ابوعبیدہؓ! آپ کے خط میں لکھے ہوئے یہ دونوں مسئلے میری نظر سے گزرے۔

(الف) مفتوحین سے شرائط صلح۔ (ب) ان کے اموال کے ساتھ ساتھ جملہ مالِ غنیمت کی تقسیم کا مطالبہ۔

میں نے آپ کا خط اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا اور ان میں سے ہر ایک صاحب نے اپنی اپنی صوابدید کے مطابق اظہار رائے فرمایا۔ اس بارے میں میری رائے کتاب اللہ کے تابع ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا درج ذیل آیت میں فرمان ہے:

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿ مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَیْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ، وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ . لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ . فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ ﴾ — هم المهاجرون الاولون — ﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا

وَيُؤْثِرُونَ عَلىٰ اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؛ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴾— فائہم الانصار — ﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ ﴾(الحشر 59:7-10)

ترجمہ: جو (مال) اللہ اپنے رسول کو (ان) بستیوں کے لوگوں سے مفت میں دلوا دے تو وہ اللہ کا (حق) ہے اور رسول کا اور (رسول کے) قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور (بے توشہ) مسافروں کا حق ہے۔ یہ حکم (اس لئے دیا گیا) کہ جو لوگ تم میں مال دار ہیں یہ (مال ان ہی) میں دائر نہ رہے۔ (مسلمانو!) جو چیز پیغمبر تم کو ہاتھ اٹھا کر دیدیا کریں تو وہ لے لیا کرو اور جس (کے لینے) سے تم کو منع کریں (اس سے) دست کش رہو۔ اور خدا (کے غضب) سے ڈرتے رہو (کیونکہ) خدا کی مار بڑی سخت ہے (وہ مال جو بے لڑے مفت میں ہاتھ لگا ہے من جملہ اور حق داروں کے) محتاج مہاجرین کا (بھی حق) ہے جو (کافروں کے ظلم سے) اپنے گھر اور مال سے بے دخل کر دیئے گئے اور اب وہ خدا کے فضل اور (اس کی) خوشنودی کی طلب گاری میں لگے ہیں اور خدا اور اس کے رسول کی مدد کو کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہی تو سچے (مسلمان) ہیں۔ (الحشر: 8-7)

ان دونوں آیتوں کے منطوق وہ حضرات ہیں جنھوں نے فتح مکہ سے پہلے ہجرت کی۔ ان کے بعد (ان اموال کے مستحق) مدینہ کے انصار ہیں جن کا یہ استحقاق اسی سلسلے اور اسی سورۃ کی مندرجہ ذیل آیت سے واضح ہے:

ترجمہ: اور ہاں! (وہ مال جو بے لڑے ہاتھ آیا ہے) ان کا (بھی حق) ہے جن مسلمانوں نے ابھی ہجرت نہیں کی اور وہ ان کے آنے سے پہلے مدینہ میں رہے اور اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ جو ان کی طرف ہجرت کر کے آتا ہے اس سے وہ محبت کرنے لگتے ہیں۔ اور (مال غنیمت میں سے) مہاجرین کو جو (کچھ بھی دے) دیا جائے اس کی وجہ سے یہ اپنے دل میں کوئی طلب نہیں پاتے۔ چاہے ان کے اپنے اوپر تنگی ہی کیوں نہ ہو (مہاجرین بھائیوں کو) اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اور بخل تو سب ہی کی طبیعتوں میں ہوتا ہے مگر جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے تو ایسے ہی لوگ فلاح پائیں گے۔ (الحشر: 9)

اور انصار مدینہ کے بعد (آنے والی) اولاد آدم میں سے ہر وہ سفید و سیاہ مسلمان ہے جو مہاجرین اور انصار دونوں طبقوں کے دنیا سے گزر جانے کے بعد آنے کو ہے بمصداق ایں الفاظ:

ترجمہ: (اور ہاں! جو مال بے لڑے آیا ہے) ان کا (بھی حق) ہے جو مہاجرین اور اولین مسلمانوں کے بعد (ہجرت کر کے) آئے۔ (الحشر 59:10) اے ابوعبیدہؓ!

متذکرۃ الصدر اشیاء (اراضی اور باغات وغیرہ) ذمیوں ہی کے پاس رہنے دیجئے۔ ان سے ان کی وسعت کے مطابق جزیہ وصول کر کے مسلمانوں میں تقسیم کرتے رہیے۔ ان (ذمیوں) کی بحالی سے وہاں کی زمین آباد رہے گی اور وہی اپنی زمین کی کاشتکاری کے لئے زیادہ موزوں ہیں۔ آپ اور آپ کے ہمراہی فاتحین کو ان ذمیوں کی ذات پر بھی تقسیم کا حق نہیں۔ آپ نے ان سے کئے ہوئے جس معاہدے کی اطلاع دی ہے اس کے مطابق اب آپ ان باشندوں کو تقسیم کر کے غلام نہیں بنا سکتے۔ ان

سے جس قسم کے جزیہ پر آپ نے معاہدہ کیا ہے اس سے زیادہ ان سے کچھ وصول نہیں کیا جاسکتا۔ خداوندِ عالم نے ہمارے اور آپ
دونوں کے لئے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

ترجمہ: لڑائی کروان لوگوں سے جو نہیں ایمان لاتے اللہ پر اور نہ یوم آخرت پر اور نہیں حرام سمجھتے اس چیز کو کہ اللہ نے
اور رسول اللہ ﷺ نے حرام کیا، اور نہیں قبول کرتے دین سچا ان لوگوں میں سے جو دیئے گئے ہیں کتاب یہاں تک کہ دیں جزیہ
ہاتھ اپنے سے اور وہ مغلوب و مطیع ہوں۔ (التوبہ 29:9)

حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو اہل شام سے معاہدہ کے لئے درج ذیل ہدایات دیں:

فاذا اخذت منهم الجزية ، فلا شیء لک علیهم ولا سبیل . أرأيت لو أخذنا هلها فاقتسمناهم ما كان يكون لمن ياتی من بعدنا من المسلمين . والله ما كانوا يجدون انساناً يكلمونه ولا ينتفعون بشیء من ذات يده وان هؤلاء ماياكلهم المسلمون ما داموا احياء . فاذا هلكنا وهلكوا اكل ابناؤنا ابناءهم ابداً ما بقوا فهم عبيد لاهل دين الاسلام ، مادام دين الاسلام ظاهرًا . فاضرب عليهم الجزية وكف عنهم السبى . وامنع المسلمين من ظلمهم ، والاضرار بهم واكل اموالهم الا بحلها — (وفى نسخة بحقها) — وقف لهم بشرطهم الذى شرطت لهم فى جميع ماأعطيتهم . واما اخراج الصلبان فى ايام عيدهم ، فلا تمنعهم من ذلک خارج المدينة بلا رايات ولا بنود ، على ما طلبوا منک يوما فى السنة فاما داخل البلد بين المسلمين ومساجدهم فلا تظهر الصلبان . فأذن لهم ابو عبيدةؓ فى يوم من السنة هو يوم عيدهم الذى فى صومهم، فاما فى غير ذلک اليوم فلم يكونوا يخرجون صلبانهم . فهكذا كان الصلح الذى صالحوا عليه اهله فان بيعهم وكنائسهم تركت على حالها ولم تهدم ولم يتعرض لهم فيه فهذا ماكان بالشام بين المسلمين واهل الذمة" (1)

جزیہ پر فیصلہ ہونے کے بعد آپ ان سے کوئی اور شے وصول نہیں کرسکتے۔ اس کے جواز کے لئے ہمارے پاس کوئی دلیل ہی نہیں۔ پھر دیکھئے! اگر ہم انہیں تقسیم ہی کرلیں تو ہمارے بعد آنے والوں کے لئے کیا رہ جائے گا۔ ان کی متروکہ زمین لق و دق میدان ہو کر نہ رہ جائے گی؟ ہمارے بعد آنے والے مسلمانوں کو اس زمین کے اندر کوئی بات چیت کرنے والا بھی نظر نہ آئے گا مگر ان (ذمی مفتوحین) کو ان کی اراضی پر آباد رکھنے کی صورت میں ہم اور آپ تازیست ان کی وجہ سے معیشت حاصل کر سکیں گے۔ ہمارے اور ان ذمیوں کے بعد نسلاً بعد نسل ہماری اولاد ان کی اولاد سے خراج وصول کر کے یونہی گزر بسر اور معیشت حاصل کرتی رہے گی اور یہاں کے (یہ) ذمی اس وقت تک مسلمانوں کے غلام بھی رہیں گے جب تک اسلام غالب ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ:

۱۔ان سے صرف جزیہ پر اکتفا کیجئے۔۲۔ہرگز انہیں غلام نہ بنایا جائے۔۳۔مسلمانوں کو ان پر ظلم نہ کرنے دیجئے۔۴۔ایسا نہ ہو کہ ان کا مال ناجائز طریق سے کھایا جائے۔۵۔معاہدے میں دی ہوئی شرائط کا ایک ایک حرف پورا کیجئے اور معاہدے میں ان کی عید کے دن صلیب کے بغیر جلوس کی شرط قلم زن کر دیجئے۔وہ شہر سے باہر صلیب اور علم کے ساتھ اپنے اپنے جلوس سال بھر میں ایک مرتبہ اجازت سے نکال سکتے ہیں لیکن مسلمانوں کے محلوں اور مسجدوں کے قریب سے انہیں صلیب کا جلوس نہ لے جانے دیجئے۔

چنانچہ ابوعبیدہؓ نے سال میں ایک دن جو ان کی اس عید کا دن ہے جو ان کے روزے میں پڑتی ہے انہیں ایسا کرنے کی اجازت دیدی۔اس کے علاوہ کسی اور دن یہ لوگ اپنی صلیبیں نہیں نکالتے تھے۔جو صلح مسلمانوں نے ان جگہوں کے باشندوں سے کی تھی اس کی رو سے ان کے گرجے اور بیعے بدستور باقی رہنے دیئے گئے تھے اور ان کے سلسلہ میں ان لوگوں سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا۔

مذکورہ بالا ہدایاتِ عمرؓ کی روشنی میں غیر مسلموں سے معاہدات کے لئے حضرت ابوعبیدہؓ نے درج ذیل اقدامات کئے

ترجمہ: ابوعبیدہؓ نے ان لوگوں سے ان شرائط پر صلح کرنا اس لئے منظور کیا اور جو درخواستیں وہ لوگ کرتے تھے انہیں اس لئے مان لیتے تھے کہ ان کی تالیف قلب ہو اور دوسرے شہروں کے لوگ بھی جنہوں نے ابھی صلح کی پیش کش نہیں کی تھی یہ باتیں سن کر صلح پر آمادہ ہو جائیں جن شہروں کے باشندوں نے ابھی ابوعبیدہؓ سے صلح نہیں کی تھی انہوں نے جب یہ دیکھا کہ ان کے یہ مشرک ساتھی کس بری طرح قتل ہوئے تو انہوں نے ابوعبیدہؓ کو صلح کے پیغام بھیجے۔آپ نے ان سے بھی انہیں شرائط پر صلح منظور کر لی جن پر پہلے دوسرے شہروں سے صلح کی جا چکی تھی۔البتہ ان لوگوں نے یہ شرط بھی پیش کی کہ جو رومی مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے آئے تھے اور اب ان لوگوں سے آملے تھے ان کو امان دی جائے اور یہ حق دیا جائے کہ وہ اپنے ساز و سامان، مال اور اہل و عیال سمیت بلا روک ٹوک روم چلے جائیں۔ابوعبیدہؓ نے یہ شرط بھی منظور کر لی پھر ان لوگوں نے شہروں کے دروازے آپ کے لئے کھول دیئے اور جزیہ ادا کیا۔اس کے بعد ابوعبیدہؓ واپس روانہ ہوئے جب بھی ان کا گذر کسی ایسے شہر سے ہوتا جہاں کے باشندوں نے ابھی صلح نہیں کی تھی تو وہاں کے رؤسا آپ کے پاس صلح کی درخواست بھیجتے۔آپ ان کی درخواست منظور کر لیتے اور ان کے لئے بھی وہی شرائط مقرر کرتے جو دوسرے شہروں کے لئے پہلے طے پا چکی تھیں۔آپ کے اور ان کے درمیان ایک صلح نامہ تحریر میں آ جاتا تھا۔ (2)

جب بھی آپ کسی ایسے شہر سے گزرتے جس کے باشندوں سے پہلے صلح ہو چکی تھی اور اس کے والی نے (جزیہ اور خراج کی) وصول کردہ رقمیں ان لوگوں کو واپس کر دی تھیں تو وہ لوگ یہ رقمیں یعنی وہ جزیہ اور خراج جس کی ادائیگی کی شرط پر ان سے صلح کی گئی تھی اور جسے والی نے ان کو واپس دے دیا تھا لے کر آپ سے ملاقات کرتے، یہ لوگ آپ سے دو کاموں اور [illegible] ملاقات کرتے تھے۔آپ نے ان لوگوں کو انہی شرائط پر بحال رکھا جو ان سے پہلے طے پا چکی تھیں ان میں کوئی کمی یا ترمیم نہیں کی۔

حضرت ابوعبیدہؓ کی شرائطِ صلح ومعاہدہ سے متاثر ہو کر شام کے غیر مسلموں (یہود ونصاریٰ) نے درج ذیل رویہ کا اظہار کیا:

"فلما رأى اهل الذمة وفاء المسلمين لهم وحسن السيرة فيهم صاروا اشداء على عدو المسلمين وعونا للمسلمين على اعدائهم ، فبعث اهل كل مدينة ممن جرى الصلح بينهم وبين المسلمين رجالا من قبلهم يتجسّسون الاخبار عن الروم وعن ملكهم وما يريدون ان يصنعوا فأتى اهل كل مدينة رسلهم يخبرونهم بأن الرّوم قدجمعوا جمعا لم يرمثله فأتى رؤساء أهل كل مدينة الى الامير الذى خلفه ابوعبيدة عليهم فاخبروه بذٰلك ، فكتب الى كل مدينة ممن خلّفه ابو عبيدةؓ الى ابى عبيدة يخبره بذٰلك ، وتتابعت الاخبار على ابى عبيدة ، فاشتد ذٰلك عليه وعلى المسلمين فكتب ابو عبيدة الى كل وال ممن خلّفه فى المدن التى صالح اهلها يامرهم ان يردوا عليهم ماجبى منهم من الجزية والخراج ، وكتب اليهم ان يقولوا لهم : انما رددنا عليكم اموالكم لانه قد بلغنا ماجمع لنا من الجموع وانكم اشترطتم علينا ان نمنعكم وانا لا نقدر على ذٰلك ، وقد رددنا عليكم ما اخذنا منكم ونحن لكم على الشرط وما كتبنا بيننا وبينكم إن نصرنا الله عليهم ، فلما قالوا ذٰلك لهم وردوا عليهم الاموال التى جبوها منهم ، قالوا: ردّكم الله علينا ونصركم عليهم ، فلو كانوا هم لم يردوا علينا شيئا واخذوا كل شيء بقى لنا حتى لايدعوا لنا شيئًا" (3)

ترجمہ: جب رومیوں نے یہ دیکھا کہ مسلمان ان کے ساتھ کی ہوئی شرائط کے پوری طرح پابند ہیں اور ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کر رہے ہیں تو وہ دشمنوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کے بڑے مددگار اور دشمنوں کے خلاف بہت سخت ہو گئے۔ جن شہروں سے مسلمانوں کی صلح ہوئی تھی وہاں کے باشندوں نے اپنی جانب سے کچھ افراد کو رومیوں اور مملکت روم کے حالات کا پتہ لگانے کیلئے جاسوس بنا کر بھیجا تا کہ وہ یہ معلوم کریں کہ وہ لوگ کیا اقدام کرنے والے ہیں چنانچہ ہر شہر کے بھیجے ہوئے افراد خبر لے کر واپس آئے کہ رومیوں نے اتنا زبردست لشکر جمع کر لیا ہے جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ یہ معلوم کر کے ہر شہر کے رؤساء ان والیوں سے ملے جن کو ابوعبیدہؓ نے ان پر مقرر کیا تھا اور یہ خبر ان تک پہنچائی۔

ابوعبیدہؓ کے مقرر کردہ ان والیوں نے ان کو اس کی اطلاع لکھ کے دی۔ ابوعبیدہؓ کے پاس مختلف مقامات سے پے در پے یہی اطلاع آنے لگی۔ یہ بات ابوعبیدہؓ اور عام مسلمانوں پر بڑا بار بن گئی۔ ابوعبیدہؓ نے ان تمام والیوں کو جنہیں آپ نے اپنے ذریعے فتح کئے ہوئے شہروں پر مامور کیا تھا یہ لکھا کہ وہاں کے باشندوں سے جزیہ اور خراج کی جو رقمیں وصول کی گئی ہوں وہ انہیں واپس دے دی جائیں اور یہ بات واضح کر دی جائے کہ ہم نے یہ رقوم اس لئے واپس کی ہیں کہ تم نے ہم سے یہ عہد لیا تھا کہ ہم تمہارا دفاع کریں گے لیکن ہمارے خلاف جتنے زبردست لشکر جمع کر لئے گئے ہیں ان کی خبر ہمیں مل گئی ہے اور ہم اتنے طاقتور

کہ ان کا مقابلہ کر کے تمہارا دفاع کر سکیں اس لئے ہم نے (از راہ احتیاط) تم سے وصول کردہ رقوم تمہیں واپس دے دی ہیں اگر اللہ نے ہمیں ان پر فتح عطا کی تو ہم ان شرائط کی پوری پابندی کریں گے جو ہمارے تمہارے درمیان طے پا چکی ہیں۔

''جب ان والیوں نے ان لوگوں سے یہ بات کہی اور ان سے وصول کیا ہوا مال انہیں واپس دیدیا تو وہ کہنے لگے اللہ تمہیں فتح عطا کرے اور دوبارہ ہم پر (حکمران بنا کر) واپس لائے۔ آج اگر تمہاری جگہ یہ رومی ہوتے تو ہمیں کچھ بھی واپس نہ دیتے بلکہ الٹے ہر وہ چیز چھین لیتے جو ہمارے پاس باقی رہ گئی ہے اور ہمارے پاس کچھ بھی نہ باقی رہتا''۔

امام ابوعبیدہؒ نے کتاب الاموال میں ذمیوں کے لئے حضرت عمرؓ کی درج ذیل ہدایات نقل کی ہیں:

۱۔ عن اسلم کتب عمر الی امراء الاجناد : ان یختموا رقاب اهل الذمة

۲۔ ان عمر امر فی اهل الذمة أن تُجَزّ نواصیهم ، وان یرکبوا علی الاکُف ، وان یرکبوا عرضاً ، لایرکبوا کما یرکب المسلمون ، وان یوثّقوا المناطق قال ابو عبید : یعنی الزنانیر

۳۔ عن خلیفة ابن قیس قال قال عمر: یا برفأ اکتب الی اهل الامصار فی اهل الکتاب ان یجزوا نواصیهم وان یربطوا الکستیجان فی أوساطهم ، لیعرف زیّهُم من زیّ اهل الاسلام (4)

۴۔ عن ابی امامة ان عمر بن الخطاب قال : ((اذّبو الخیل ، وایّای واخلاق الاعاجم ومجاورة الخنازیر ، وان یرفع بین اظهرکم الصّلیب))

۵۔ عن لیث بن ابی سلیم قال : کتب عمر بن الخطابؓ الی امراء الامصار یامرهم بقتل الخنازیر ونقص اثمانها من الجزیة (5)

۱۔ اسلم سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے لشکروں کے جرنیلوں کے نام فرمان جاری کیا تھا کہ ذمیوں کی گردنوں پر مہر لگا دو۔

۲۔ انہی سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ذمیوں کے متعلق حکم دیا کہ ان کی پیشانیوں کے بال کاٹ دیئے جائیں اور جب وہ سوار ہوں تو نمدوں پر بیٹھیں اور سواری پر عرضاً سوار ہوں اور مسلمانوں کی طرح سواری پر نہ بیٹھیں اور یہ کہ وہ پٹیاں کس لیا کریں۔ ابوعبید کہتے ہیں کہ پٹیوں سے مراد زنار ہے۔

۳۔ خلیفہ بن قیس کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے کہا: اے برفا ملک کے تمام بڑے شہروں کے اہل کتاب باشندوں کے متعلق یہ ہدایت نامہ جاری کر دو کہ ان کی پیشانیوں کے بال کاٹے جائیں نیز یہ کہ وہ اپنی کمر میں پیٹیاں باندھیں تاکہ مسلمانوں کے طرز لباس سے ان کا طرز لباس جداگانہ حیثیت رکھے اور وہ پہچانے جا سکیں۔

۴۔ ابوامامہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا'' گھڑ سواروں کو تربیت دو۔ اور خبردار عجمیوں کے اخلاق سے بچتے رہنا، اسی طرح سوروں کے پڑوس میں نہ رہنا اور ایسا بھی نہ ہو کہ تمہارے درمیان صلیب بلند کی

جائے۔

۵۔ لیث بن ابی سلیم کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے اسلامی ریاست کے صوبائی گورنروں کے نام یہ تحریری ہدایت جاری کیں کہ خنزیروں کو مار ڈالو اور جزیہ کی رقم سے ان کی قیمت منہا کردو۔

امام ابو یوسفؒ نے عراق وایران کی زمین اور ذمیوں کے احکام بیان کرنے کے بعد حضرت عمرؓ کے غیر مسلموں سے احکام واصول صلح ومعاہدہ کو جامع انداز میں نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

''ان عمر بن الخطابؓ كان اذا صالح قوماً اشترط عليهم ان يودوا من الخراج كذا وكذا وان يقروا ثلاثة ايام ، وان يهدوا الطريق ولا يمالؤا علينا عدونا ولا يؤوا لنا محدثا ، فاذا فعلوا ذلك فهم آمنون على دمائهم ونسائهم أبنائهم واموالهم ، ولهم بذلك ذمة الله وذمة رسوله ﷺ ونحن براء من معرّة الجيش '' (6)

ترجمہ: حضرت عمر کسی قوم سے صلح کرتے تھے تو درج ذیل شرائط طے فرمالیتے تھے کہ:

ا۔ وہ لوگ اتنا خراج ادا کریں گے ۔۲۔ تین دن میزبانی کیا کریں گے۔۳۔ راستہ دکھایا کریں گے۔۴۔ ہمارے خلاف ہمارے دشمنوں سے ساز باز نہ کریں گے۔۵۔ ہمارے کسی مجرم کو پناہ نہ دیں گے۔

ان شرائط کی پابندی کرنے پر ان کو ان کے جان ومال اور بیوی بچوں کے تحفظ کی ضمانت حاصل ہو جاتی ہے اور یہ حفاظت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذمہ داری قرار پاتی ہے اور لشکروں کی زیادتی (دوران جنگ) سے ہم بری ہیں۔

چنانچہ حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت عمر کی ہدایات کی روشنی میں اہل شام سے درج ذیل معاہدہ کیا:

(1) معاہدۃ ابی عبیدہ لاھل شام

"أن اباعبیدۃؓ بن الجراح صالحهم بالشام واشتراط عليهم حين دخلها : على ان تترك كنائسهم وبيعهم ، على ان لايحدثوا بناء بيعة ولا كنيسة ، على ان عليهم ارشاد الضال وبناء القناطر على الانهار من اموالهم ، وان يضيفوا من مربهم من المسلمين ثلاثة ايام ، وعلى ان لايشتموا مسلماً ولا يضربوه ولا يرفعوا في نادیی اهل الاسلام صليباً ، ولا يخرجوا خنزيرًا من منازلهم الى افنية المسلمين وان يوقدوا النيران للغزاة فيي سبيل الله ، ولا يدلّوا للمسلمين على عورة ، ولا يضربوا نواقيسهم قبل اذان المسلمين ولا فی اوقات صلاتهم – (وفی رواية : اوقات اذانهم) – ولا يخرجوا الرايات فی ايام عيدهم ، ولا يلبسو السلاح يوم عيدهم ، ولا يتخذوه فی بيوتهم. فان فعلوا من ذالک شيئاً عوقبوا واخذ منهم فكان الصلح على هذا الشرط فقالوا لأبی عبيدة . اجعل لنا يوماً فی السنة نخرج فيه صلباننا بلا رايات وهو يوم عيدنا الاكبر ، ففعل ذلک لهم واجابهم اليه ، فلم يجدوا بدًا من ان يفوا لهم بما شرطوا ففتحت المدن علىٰ هذا. (7)

ترجمہ: ابوعبیدہؓ بن جراح نے اہل شام سے صلح کی اوران پردرج ذیل شرائط لگائی جب وہ شام میں داخل ہوئے

۱۔ نصاریٰ کے گرجوں اور یہود کی عبادت گاہوں سے تعرض نہ کیا جائے گا۔
۲۔ یہود اور نصاریٰ دونوں میں کوئی فریق نئی عبادت گاہ تعمیر نہ کرے۔
۳۔ ان پر لازمی ہے کہ راستہ پوچھنے میں مسلمان راہ گیر کی رہنمائی کریں۔
۴۔ دریاؤں پر اپنے خرچ سے پل تعمیر کرائیں۔
۵۔ نو وارد مسلمانوں کی تین شبانہ روز ضیافت کریں۔
۶۔ کسی مسلمان کو ہرگز دشنام نہ دیں اور نہ اسے زدوکوب کریں۔
۷۔ مسیحی اپنی صلیب کے جلوس مسلمانوں کی مجالس اور آبادیوں میں نہ لائیں۔
۸۔ اپنے خنزیروں کے گلے مسلمانوں کے میدانوں اور اراضی کی طرف نہ لائیں۔
۹۔ راہِ خدا میں جہاد کرنے والوں کے لئے آگ روشن کریں گے۔
۱۰۔ مسلمانوں کی کسی کمزوری کی خبر دوسروں کو نہیں پہنچائیں گے۔
۱۱۔ مسلمانوں کی اذان ونماز سے قریب اور ادائے نماز کے دوران میں یہود اور نصاریٰ میں سے کوئی فرقہ ناقوس نہ بجائے
۱۲۔ اپنی اپنی عیدوں پر یہود ونصاریٰ دونوں میں سے کوئی فریق اپنا مذہبی علم نہ نکالے اور عید کے دن بھی یہ دونوں [illegible]

نصاریٰ) ہتھیار لگا کر نہ نکلیں اور نہ گھروں میں ہتھیار رکھیں گے۔

طے پایا کہ اگر وہ ان میں سے کسی شرط کی بھی خلاف ورزی کریں گے تو ان کو سزا دی جائے گی [illegible] شرائط پر صلح ہوئی۔

پھر ان لوگوں نے ابو عبیدہؓ سے یہ درخواست کی کہ سال میں صرف ایک دن یعنی ہماری بڑی عید کے دن ہمیں صلیبوں [illegible] جھنڈوں کے اعلانیہ لے کر چلنے کی اجازت دیجئے۔ انہوں نے ان کی یہ درخواست منظور کر لی۔ اب مسلمانوں کے [illegible] کوئی مفر نہ تھا کہ جو شرائط طے پائی تھیں ان کی تکمیل کریں کیونکہ یہ ممالک انہی شرائط پر فتح ہوئے تھے۔

(2) معاہدۃ نصاریٰ شام لعمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یا

(معاہدۃ ابی عبیدہ لاھل دمشق)

عن عبدالرحمن بن غنم قال کتبت لعمر بن الخطابؓ حين صالح اهل الشام:

بسم الله الرحمن الرحيم . هذا كتاب لعبد الله عمر امير المومنين من نصارى مدينة كذا [illegible] انكم لما قدمتم علينا سألنا كم الامان لأ نفسنا وذرارينا واموالنا واهل ملتنا وشرطنالكم على انفسنا [illegible] لانحدث فى مدينتنا ولافيما حولها ديرا ولا كنيسة (ولا قلاية ولا صومعة راهب ولا نجدد ما خرب منها ولا نحيى ماكان منها فى خطط المسلمين وان لانمنع كنائسنا ان ينزلها احد من المسلمين فى [illegible] نهار وان نوسع ابوابها للمارة وابن السبيل وان ننزل من مربنا من المسلمين ثلاثة ايام و نطعمهم [illegible] لانؤمن فى كنائسنا ولا منازلنا جاسوسا ولا نكتم غشّا للمسلمين ولا نعلّم اولادنا القرآن ولا نظهر [illegible] ولاندعو اليه احدا ولا نمنع احدا من قرابتنا الدخول فى الاسلام ان اراده وان نوقّر المسلمين [illegible] لهم من مجالسنا ان اراد واجلوسا ولانتشبه بهم فى شى ء من لباسهم من قلنسوة ولا عمامة ولا نعلين [illegible] فرق شعر ولا نتكلم بكلامهم ولا نتكنى بكناهم ولانركب السروج ولا نتقلد السيوف ولا نتخذ شيئا من السلاح ولا نحمله معنا ولا ننقش خواتيمنا بالعربية ولانبيع الخمور وان نجزّ مقاديم رؤسنا [illegible] حيث ماكنا وان نشدالز نانير على اوساطنا وان لانظهر صُلبنا وكُتبنا فى شى ء من طريق المسلمين [illegible] اسواقهم وان لانظهر الصليب على كنائسنا وان لانضرب بناقوس فى كنائسنا بين حضرة المسلمين [illegible] لانخرج شعانينا ولا باعوثا ولا نرفع اصواتنا مع امواتنا ولانظهر النيران معهم فى شى ء من طريق المسلمين ولا نجاورهم موتانا ولا نتخذ من الرقيق ماجرى عليه سهام المسلمين [illegible] ولا نطلع عليهم فى منازلهم فلما اتيت عمرؓ بالكتاب زادفيه وان لانضرب احدا من المسلمين [illegible]

لهم ذلک علی انفسنا واهل ملتنا وقبلنا منهم الامان فان نحن خالفنا شیئا مما شرطنا لکم وضمنا علی انفسنا فلا ذمة لنا وقد حل لکم مایحل لکم من اهل المعاندة والشقاوة". (8)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن غنمؓ فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطابؓ کے لئے (معاہدہ) لکھا جب آپ نے اہل شام سے صلح کی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ فلاں فلاں شہر کے نصاریٰ کی طرف سے حضرت عمر امیر المومنین کے ساتھ معاہدہ ہے جب تم ہمارے پاس آئے تو ہم نے تم سے اپنی جانوں، اپنی اولاد، اپنے اموال اور اپنے مذاہب کے لئے امان طلب کی جس کی شرائط درج ذیل ہیں

۱۔ ہم نے اپنے لئے یہ شرط لازمی قرار دی تھی کہ ہم نیا کوئی کنیسہ، عبادت گاہ اور خانقاہ نہیں بنائیں گے اور جو عبادت گاہ بوسیدہ ہو جائے یا مسلمانوں کے علاقہ میں ہو اس کو بوسیدگی کے بعد نئے سرے سے تعمیر نہیں کریں گے

۲۔ دن رات میں کسی وقت بھی کسی مسلمان کو اپنی عبادت گاہ میں ٹھہرنے سے نہیں روکیں گے اور ان کے دروازے گزرنے والے اور مسافر کے لئے کھلے رکھیں گے

۳۔ ہم مسلمانوں کی تین دن مہمان نوازی کریں گے اور ان کو کھانا کھلائیں گے۔

۴۔ ہم اپنی عبادت گاہوں اور گھروں میں کسی جاسوس کو پناہ نہیں دیں گے۔

۵۔ ہم مسلمانوں کو دھوکا دینے والے کو اپنے ہاں نہیں چھپائیں گے۔

۶۔ ہم اپنی اولاد کو قرآن نہیں سکھائیں گے۔

۷۔ ہم اعلانیہ شرک نہیں کریں گے اور نہ ہی ہم کسی کو اس کی دعوت دیں گے اور ہم اپنے رشتہ داروں میں سے کسی کو اسلام میں داخل ہونے سے نہیں روکیں گے اگر ان میں سے کوئی اسلام قبول کرنا چاہے گا۔

۸۔ ہم مسلمانوں کی عزت کریں گے اگر مسلمان ہماری مجالس میں بیٹھنا چاہیں تو ہم ان کے لئے کھڑے ہو جائیں گے۔

۹۔ ان کے لباس میں سے ٹوپی، عمامہ، جوتا اور بالوں کی مانگ نکالنے میں ان کی مشابہت اختیار نہیں کریں گے۔ ہم ان کے کلام کی طرح کلام نہیں کریں اور ہم ان کی مثل اپنے نام کے ساتھ کنیت نہیں رکھیں گے۔

۱۰۔ ہم سواریوں پر زینوں کے بغیر سوار ہوں گے۔

۱۱۔ ہم اپنے گلے میں تلوار نہیں لٹکائیں گے، ہم اسلحہ میں سے کوئی چیز نہیں رکھیں گے اور نہ اپنے ساتھ اسلحہ رکھیں گے۔

۱۲۔ ہم اپنی مہروں میں عربی نقش نہیں بنائیں گے۔

۱۳۔ ہم شراب کا کاروبار نہیں کریں گے۔

۱۴۔ ہم اپنی پیشانیوں کے بال کاٹیں گے اور اپنی اس شکل کو جہاں بھی ہوں برقرار رکھیں گے۔ ہم اپنی کمر میں زنار

باندھیں گے۔

۱۵۔ ہم مسلمانوں کے راستوں اور ان کے بازاروں میں اپنی صلیبوں اور اپنی کتابوں میں سے کسی چیز کا [illegible] نہیں کریں گے، ہم اپنے کنیسوں پر صلیب کا اظہار نہیں کریں گے۔

۱۶۔ ہم مسلمانوں کی موجودگی میں اپنے کنیسوں میں ناقوس نہیں بجائیں گے (مگر آہستہ آواز کے ساتھ) [illegible] مسلمانوں کی موجودگی میں بلند آواز سے پڑھائی نہیں کریں گے، ہم شعانین اور باعوث (مذہبی جلوس) [illegible] گے۔

۱۷۔ ہم اپنے مردوں کے ساتھ بلند آواز سے نہیں چلیں گے، ہم مسلمانوں کے راستے سے گزرتے ہوئے مردوں کے [illegible] اعلانیہ آگ نہیں لائیں گے اور ہم مسلمانوں کے ساتھ اپنے مردوں کو نہیں دفنائیں گے

۱۸۔ ہم کسی ایسے شخص کو غلام نہیں بنائیں گے جس میں مسلمان حصہ دار ہوں۔

۱۹۔ ہم (راستہ بتلانے میں) مسلمانوں کی رہنمائی کریں گے اور ان کے گھروں میں نہیں جھانکیں گے۔

جب میں یہ معاہدہ حضرت عمرؓ کے پاس لایا تو آپ نے اس میں یہ اضافہ کیا:

۲۰۔ کہ ہم کسی مسلمان کو نہیں ماریں گے، ہم نے اپنے اوپر اور اپنے ہم مذہبوں پر ان کے لئے (مسلمانوں کے لئے) شرط لازم کی ہے اور ہم نے ان کی طرف سے امان کو قبول کیا۔

پس اگر ہم نے تمہاری ان شرائط میں سے کسی کی مخالفت کی ہم اس کے خود ضامن ہوں گے اور (تمہاری [illegible] سے) ہمارے لئے کوئی ذمہ نہیں ہوگا اور تمہارے لئے (ہماری طرف سے) حلال ہوگا جو دشمنوں [illegible] تمہارے نزدیک حلال ہے۔

امام بدرالدین ابن جماعۃ نے اسی معاہدہ کو درج ذیل الفاظ کے اضافے اور اختلاف کے ساتھ [illegible] بھم

یعطون الجزیة عن یدوھم صاغرون ، وان یلتزموا باحکام الاسلام علیھم : من حد [illegible] والسارق ، وتضمین الغاصب وغیر ذلک من الاحکام ، ولا یتعلّموا القرآن ، ولا یعموه [illegible] یمنعوا احداً منھم ، اومن غیرھم من الدخول فی الاسلام اذا اراده ویکشفوا وجوه موتاھم [illegible] بموتاھم موتی المسلمین ، ولا یکتموا امر من غشّ المسلمین ، ولا یتخذوا من الرقیق [illegible] سھام المسلمین، وان یجزوا مقادم رؤوسھم ویلغوا نواصیھم ، ویشدوا الزنانیر فی اوساطھم [illegible] یمشوا الا بزنار ، ویلزموا زیھم حیث کانوا ، ولا یضربوا احداً من المسلمین ، ولا یرغبوا احداً فی دینھم ، ولا یدعوا الیه احداً ، ولا یشارک احد منھم مسلماً فی تجارة الا ان یکون امر التجارة [illegible]

ولا يشتروا من سبينا شيئا☆ (9)

☆اس معاہدہ کے تحقیقی جائزہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا ذکر صرف کتب تاریخ میں ملتا ہے کتب احادیث میں سے سنن کبریٰ میں امام البیہقی کے کسی اور نے اس کو ذکر نہیں کیا۔امام بیہقی کی بیان کردہ روایت کی سند بھی ضعیف ہے۔ اس روایت میں یحیٰ بن عقبہ کو امام ابن حجر عسقلانی نے مختلف ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کی روشنی میں منکر الحدیث ،غیر ثقہ ،ضعیف اور ناقابل قرار دیا ہے۔(ابن حجر عسقلانی ،احمد بن علی ،لسان المیزان ،مکتب المطبوعات الاسلامیہ، بیروت ،ج3 ،ص465 ،464)

اسی لئے محمد حسین ہیکل نے اسے مستشرقین اور مسیحی مبلغین کی کارستانیاں قرار دیا۔ (عمر الفاروق ،ج1 ،ص261)

عہد فاروقی میں سوائے ایک معاہدہ کے دیگر معاہدات اہل ذمہ میں اس طرح کی کوئی شرائط نہیں ہیں ۔یہ شرائط مخصوص علاقوں میں مخصوص حالات میں دفاعی وانتظامی مقاصد کے پیش نظر تھیں ۔عراق وایران کے معاہدات میں ان شرائط وہدایات کا کہیں بھی ذکر نہیں ملتا۔اسی لئے امام الماوردی نے ان شرائط کو غیر ضروری اور اضافی شرائط قرار دیا۔ (الاحکام السلطانیۃ ،ص145)

ابتداء اس کی صورت صرف انتظامی تھی بعد میں انتظامی صورت کو شرعی دائمی سمجھ کر بعض لوگ خیال کرنے لگے کہ اسلام نے ذمیوں کی تحقیر وتذلیل کے لئے مخصوص معاشرتی وسماجی پابندیاں لگائی ہیں ۔فقہائے متاخرین نے بھی اس کی غرض تحقیر ہی سمجھی اور اس معاہدہ کی بنیاد پر ذمیوں کے لئے مخصوص احکام وقوانین وضع کئے حالانکہ ابتدائی اسلامی لٹریچر میں ان احکام و پابندیوں کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ احکام اصول نہیں ہیں بلکہ فروع ہیں۔

امام ابن قیم نے بھی ان احکام کو مخصوص حالات ومواقع سے مقید ومحدود قرار دیا اور ان کو سد ذرائع کی حیثیت دی ہے اس معاہدہ کی دفعات کا تفصیلاً فقہی جائزہ لینے کے بعد امام ابن قیم لکھتے ہیں

وعلم ان کثیراً من ہذہ الاحکام التی ذکرناہا من الغیار وغیرہ

تختلف باختلاف الزمان والمكان والعجز والقدرة والمصلحة والمفسدة (احکام اہل الذمہ ،ج2 ،ص770)

اہل ذمہ کے لئے مسلمانوں کی لباس اور سماجی ومعاشرتی امور میں مشابہت کی ممانعت کے ضمن میں آپ لکھتے ہیں

انهم ربما توسلوا بذلك مفاسد يعود ضررها على المسلمين (ایضاً ،ص767)

تعلیم قرآن ،عربی کتابت ،عربی خواتم ،عربی مشابہت کی ممانعت کی یہی وجہ ہے۔

ڈاکٹر یوسف القرضاوی اس معاہدہ کی شرائط کے تناظر میں لکھتے ہیں

اہل جزیہ کا لباس اور دیگر قیود وممنوعات کا تعلق ہر زمان ومکان کے لئے نہیں ہے جیسا کہ قدیم فقہاء نے سمجھا اور انہوں نے خیال کیا کہ یہ ایک لازمی شرعی حکم ہے حالانکہ وہ ایک اسلامی حکومت کا سیاسی وانتظامی معاملہ تھا۔اس وقت کے معاشرہ کی مصلحت کا تقاضا تھا بعد کے زمانہ میں جب وہ مصلحت تبدیل ہوگئی تو یہ حکم بھی ختم ہوجائے گا۔(غیر المسلمین فی المجتمع الاسلامی ،ص62)

آج ذمیوں کے انفرادی تشخص کی حاجت ختم ہوگئی ہے اس لئے لباس میں انفرادیت کے وجود کا حکم بھی ختم ہو جائے گا۔

قدیم وجدید فقہاء کی آراء کے تناظر میں مذکورہ بالا بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ معاہدہ اصول جرح وتعدیل کی روشنی میں سند کے اعتبار سے ضعیف ہے۔

تاریخی اعتبار سے یہ شرائط معاہدہ مخصوص حالات وعلاقوں تک محدود تھیں ان کا مقصد ذمیوں کی تحقیر واہانت نہ تھا بلکہ [illegible] مجبوریاں تھیں۔

ان شرائط کی حیثیت اصولی نہیں ہے بلکہ فروع ہے۔

(3) معاہدۃ حضرت خالدؓ مع اہل دمشق

"بسم الله الرحمن الرحيم .

هذا ما اعطى خالد بن الوليد اهل دمشق : اذا دخلها اعطاهم امانا على انفسهم واموالهم وكنائسهم ، وسور مدينتهم لايهدم ، ولا يسكن شي ء من دورهم ، لهم بذلك عهد الله وذمة رسوله صلى الله عليه وسلم ، والخلفاء والمومنين ، لايعرض لهم الا بخير اذا اعطوا الجزية ، شهد ابو عبيدة بن الجراح ، وشرحبيل بن حسنة ، وقضاعى ابن عامر . وكتب سنة ثلاث عشرة . (10)

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریری معاہدہ ہے خالد بن ولید کی طرف سے اہل دمشق کے لئے ہے۔

۱۔ میں ان کی جان و مال اور عبادت خانوں کی حفاظت کی ذمہ داری اس طرح سے لیتا ہوں کہ: ۲۔ ان کے شہر کی فصیلیں منہدم نہ کرائی جائیں گی۔ ۳۔ مسلمان ان کے سکونتی مکانوں میں آباد نہ ہوں گے۔ ۴۔ ان کے لئے اس معاہدہ کی پابندی خدا، اس کے رسول ﷺ، خلفاء اور مومنین کے ذمہ ہے۔ ۵۔ ان کے ساتھ ہر طرح سے بہتر سلوک کیا جائے گا جب تک وہ جزیہ دیتے رہیں گے۔ ہماری طرف سے ان شرائط کی پابندی خدا، اس کے رسول ﷺ اور خلفاء و مومنین پر ہے۔ گواہ: ۱۔ ابوعبیدہؓ بن جراح ۲۔ شرحبیل بن حسنہ ۳۔ قضاعی ابن عامر تاریخ: 13 ہجری

(4) معاہدۂ فحل

" وتحصن اهل فحل فحصرهم المسلمون حتى سألو الامان على اداء الجزية عن رؤوسهم والخراج عن ارضهم فامنوهم على انفسهم واموالهم وان لاتهدم حيطانهم وتولى عقد ذلک ابو عبيدة بن الجراح ويقال تولاه شرحبيل بن حسنه" (11)

ترجمہ: اہل فحل قلعہ گیر ہو گئے۔ مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا حتی کہ وہ اس پر امان خواہ ہوئے کہ اپنے سروں پر جزیہ اور اپنی زمین پر خراج دیں گے۔ مسلمانوں نے انہیں ان کی جان اور ان کے اموال پر امان دی اور یہ وعدہ کیا کہ ان کی دیواریں منہدم نہیں کی جائیں گی اس معاہدہ کے والی ابو عبیدہؓ بن الجراح تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ شرحبیل بن حسنہ تھے۔

(5) معاہدۂ طبریہ وبیسان

" ففتح شرحبيل بن حسنة طبرية صلحًا بعد حصار ايام على ان امن اهلها على انفسهم واموالهم واولادهم وكنائسهم ومنازلهم الاماجلو عنه وخلوه واستثنىٰ لمسجد المسلمين موضعا" (12)

ترجمہ: شرحبیل بن حسنہ نے طبریہ کو چندروز کے حصار کے بعد صلحاً فتح کیا ان شرائط پر کہ اہل طبریہ کی جانوں اور ان کے مالوں ان کی اولاد اور ان کے کنیسوں (عبادت گاہوں) اور ان کے گھروں کو امان دی ہے۔ ان کنیسوں اور منازل کے سوا جنہیں وہ خالی کر دیں اور مسلمانوں کی مسجد کے لئے ایک جگہ مستثنیٰ کر لی۔

امام الطبری کے مطابق اہل بیسان اور اہل طبریہ نے دمشق کی شرائط معاہدہ پر صلح کی اور اس کے علاوہ درج ذیل اضافی شرائط بھی تھیں۔ الطبری لکھتے ہیں:

" فصالحوهم واهل بيسان على صلح دمشق ، علىٰ ان يشاطروا المسلمين المنازل في المدائن وما احاط بها مما يصلها ، فيدعون لهم نصفا ، ويجتمعون في النصف الاخر ، وعن كل رأس دينار كل سنة ، وعن كل جريب ارض جريب برّ او شعير ، ايّ ذلک حرث ، واشياءَ في ذلک صالحوهم عليه ونزلت القواد وخيولهم فيها وتم صلح الاردن " (13)

ترجمہ: پس اہل طبریہ اور اہل بیسان سے مسلمانوں نے شرائط دمشق پر صلح کی اور یہ بھی طے ہوا کہ شہروں اور ان کے مضافات کی آبادیوں کے تمام مکانات میں سے نصف مسلمانوں کے لئے خالی کر دیئے جائیں اور باقی نصف میں خود رہائش اختیار کریں اور فی کس سالانہ ایک دینار اور فی جریب زمین ایک جریب گیہوں یا جو ادا کریں یا جس چیز کی کاشت کریں۔ ان اشیاء پر ان سے مسلمانوں نے صلح کی مسلمان قائدین اور فوجیں آبادی میں مقیم ہو گئیں اور اردن کی صلح مکمل ہوئی۔

(6) معاہدۃ بعلبک

”ولما فرغ ابو عبیدۃؓ من امر مدینۃ دمشق سار الیٰ حمص فمرّ ببعلبک فطلب اهلها [illegible] والصلح فصالحهم علی ان امنهم علیٰ انفسهم واموالهم وکنائسهم وکتب لهم

بسم الله الرحمن الرحیم . هذا کتاب امان لفلان بن فلان واهل بعلبک رومها وفرسها وعربها ، علیٰ انفسهم ، واموالهم ، وکنائسهم ودورهم داخل المدینة وعلیٰ ارحائهم ، وللروم [illegible] سرحهم مابینهم ، وبین خمسة عشر میلاً ، ولا ینزلوا قریة عامرة ، فاذا مضیٰ شهر ربیع وجمادی الاولیٰ ساروا الیٰ حیث شاؤا ومن اسلم منه ، فلهٗ مالنا ، وعلیه ماعلینا ، ولتجّارهم ان یسافروا الی حیث [illegible] من البلاد التی صالحنا علیها وعلیٰ من اقام منهم الجزیة والخراج شهد الله وکفی بالله شهیدا [illegible]

ترجمہ: جب ابوعبیدۃؓ مدینہ دمشق کے معاملہ سے فارغ ہو کر حمص کی طرف جاتے ہوئے بعلبک سے [illegible] کے باشندوں نے ان سے صلح و امان کی درخواست کی اور انہوں نے ان کی جان اور ان کے اموال اور ان کے کنیسوں [illegible] کر صلح کر لی اور ان کے لئے یہ معاہدہ لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ یہ امان نامہ فلاں بن فلاں کے لئے اور اہل بعلبک اور اس کے رومیوں [illegible] کے لئے ہے۔ ان کے نفوس، ان کے اموال، ان کی عبادت گاہیں، ان کی محل سرائیں یا گھر خواہ شہر کے اندر ہوں [illegible] چکیاں مامون ہیں۔ رومیوں کو اجازت ہے کہ وہ پندرہ میل کے اندر اپنے مویشی چرائیں اور کسی آباد گاؤں میں [illegible] الاولیٰ گزرنے تک نہ اتریں۔ اس کے بعد جہاں چاہیں اتر سکتے ہیں ان میں سے جو اسلام لائے گا اس کے وہی حقوق [illegible] ہمارے ہیں اس پر وہی فرائض ہوں گے جو ہم پر ہیں ان کے تاجروں کو ان شہروں میں سفر کرنیکی اجازت ہے [illegible] ہو چکی ہے ان میں سے جو اپنے مذہب پر قائم رہے گا اس پر جزیہ و خراج ہے اس پر اللہ شاہد ہے اور اسکی شہادت کافی [illegible]

(7) معاہدۃ حمص

”فصالحه اهل حمص علی ان امنهم علیٰ انفسهم واموالهم وسور مدینتهم وکنائسهم [illegible] واستثنیٰ علیهم ربع کنیسة یوحنا للمسجد واشترط الخراج علی من اقام منهم“ (5)

ترجمہ: اور اہل حمص سے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ انہیں ان کی جانوں اور ان کے اموال اور ان کی شہر پناہ [illegible] چکیوں اور ان کے کنیسوں پر امان دیں گے۔ انہوں نے کنیسہ یوحنا کا چوتھا حصہ مسجد کے لئے مستثنیٰ کرایا اور ان [illegible] مذہب پر قائم رہیں ان پر خراج لازم کر دیا۔

(8) معاہدۃ حلب

" فوجداهلها قد تحصنوا فنزل عليها فلم يلبثوا ان طلبوا الصلح والامان على انفسهم وسور بهم وسور مدينتهم وكنائسهم ومنازلهم والحصن الذى بها . فاعطوا ذلک فاستثنى عليهم موضع المسجد وكان الذى صالحهم عليه عياض فانفذ ابو عبيدةؓ صلحه ، وزعم بعض الرواة انهم صالحوا على حقن دمائهم وان يقاسموا انصاف منازلهم وكنائسهم " (16)

ترجمہ: جب وہ (ابوعبیدہؓ اور عیاض بن غنم) یہاں (حلب) پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ اہل حلب قلعہ بند ہیں پھر چند دن ہو گئے کچھ دن گزرنے پر اہل شہر نے اپنی جانوں، اپنے اموال، اپنی شہر پناہ اور اپنے کنیسوں اپنی منازل اور اپنے قلعے کے امان طلب کی۔ پس مسلمانوں نے ان کو امان دیدی، ان سے صلح عیاض بن غنمؓ نے کی اور اس صلح کی منظوری ابوعبیدہؓ نے دی۔ بعض راویوں کا دعویٰ ہے کہ اہل حلب سے اس بات پر صلح کی گئی کہ ان کی جانوں کی حفاظت کی جائے اور اس کے بدلے ان کے گھر اوران کے کنیسے نصف نصف تقسیم کر لئے جائیں۔

(9) معاہدۃ انطاکیہ

" وحاصر اهلها من جميع ابو ابها وكان معظم الجيش على باب الفارس والباب الذى يدعى باب البحر ثم انهم صالحوه على الجزية والجلاء فجلا بعضهم واقام بعضهم فامنهم ووضع على كل حالم منهم دينارًا وجريباً ، ثم نقضو العهد فوجّه اليهم ابو عبيدةؓ عياض بن غنم وحبيب بن مسلمة ففتحاها على الصلح الاول " (17)

ترجمہ: حضرت ابوعبیدہؓ نے شہر کے تمام دروازوں سے اہل انطاکیہ کا محاصرہ کر لیا اور فوج کا ایک بھاری حصہ باب فارس اور اس دروازہ پر جس کو باب البحر کہتے ہیں متعین کر دیا آخر انہوں نے جزیہ اور جلاوطنی پر صلح کر لی ان میں سے بعض جلاوطن ہو گئے اور بعض مقیم رہے۔ جو مقیم رہے ان کو امان دی گئی اور ان میں سے ہر بالغ پر ایک دینار اور ایک جریب مقرر کیا گیا پھر انہوں نے نقض عہد کیا ابوعبیدہؓ نے ان کی جانب عیاض بن غنم اور حبیب بن مسلمہ کو بھیجا ان دونوں نے پہلی جیسی شرائط صلح پر اس کو فتح کر لیا۔ انطاکیہ کے نواحی علاقوں سے بھی مثل انطاکیہ معاہدات صلح ہوئے ان میں سے دلوک ورعبان کے باشندوں سے معاہدہ میں یہ شرط بھی شامل تھی:" واشترط عليهم ان يبحثوا عن اخبار الروم ويكاتبوا بها المسلمين " (18)

ترجمہ: عیاض بن غنم نے اہل دلوک ورعبان کے باشندوں پر (صلح کے وقت) یہ شرط لگائی کہ وہ رومیوں کی خبریں معلوم کر کے مسلمانوں کو لکھتے رہیں گے۔

جب حضرت ابوعبیدہؓ نے حبیب بن مسلمہ الفہری کو انطاکیہ کا والی مقرر کیا تو انہوں نے رومی انطاکیہ کے [illegible]

جبل اللکام کے اہل جرجومہ سے جزیہ کی معافی کی صورت میں درج ذیل شرائط پر معاہدہ صلح کیا:

"فغز الجرجومة فلم يقاتله اهلها ، ولكنهم بدروا بطلب الامان والصلح فصالحوه على ان يكونوا اعوانًا للمسلمين وعيوناً ومسالح فى جبل اللّكام وان لايؤخذ بالجزية وان ينفلوا اسلاب من يقتلون من عدو المسلمين اذا حضروا معهم حربا فى مغازيهم ، ودخل من كان فى مدينتهم من تاجر و اجير وتابع من الانباط وغيرهم واهل القرىٰ فى هذا الصلح " (19)

ترجمہ: حبیب بن مسلمہ نے جرجومہ پر حملہ کیا مگر اس کے باشندوں نے ان سے جنگ نہیں کی بلکہ فوراً صلح و امان کے خواستگار ہو گئے اور ان سے اس شرط پر صلح کر لی گئی کہ وہ مسلمانوں کے مددگار و جاسوس اور جبل اللکام میں سرحدی چوکیوں کے محافظ بن کر رہیں گے (اس کے بدلے) ان سے جزیہ نہیں لیا جائے گا اور جب وہ مسلمانوں کے ساتھ ان کے مغازی میں شریک ہوں گے تو ان کے دشمنوں میں سے جن کو وہ قتل کریں گے ان کے اموال انہی کو ملیں گے۔ اس صلح میں وہ لوگ بھی داخل تھے جو تاجر، مزدور اور تابع کی حیثیت سے الانباط اور دیگر دیہاتوں کے باشندے ان کے ساتھ جرجومہ میں رہتے تھے۔

(10) معاہدۃ مع اہل بیت المقدس

"بسم الله الرحمن الرحيم .

هذا ماأعطى عبدالله عمر امير المومنين اهل أيلياء من الامان : اعطاهم امانا لأنفسهم واموالهم ، ولكنائسهم وصلبانهم ، وسقيمها وبريئها وسائر ملّتها . انه لاتسكن كنائسهم ولا تهدم ولا ينتقص منها ولا من حيّزها ، ولا من صليبهم ولا من شى ء من اموالهم، ولا يُكرهون على دينهم، ولا يضار احد منهم ، ولا يسكن بايلياء معهم احد من اليهود . وعلى اهل ايلياء ان يعطوا الجزية كما يعطى اهل المدائن . وعليهم ان يخرجوا منها الروم واللصوت . فمن خرج منهم فانه آمن على نفسه وماله حتى يبلغوا مأمنهم ، ومن اقام منهم فهو آمن ، وعليه مثل ما على اهل ايلياء من الجزية . ومن احب من اهل ايلياء ان يسير بنفسه وماله مع الروم ، ويخلى بيعهم وصلبهم ، فانهم آمنون على انفسهم وعلى بيعهم وصلبهم حتى يبلغوا مامنهم . ومن كان بها من اهل الارض قبل مقتل فلان ، فمن شاء منهم قعد وعليه مثل ما على اهل ايلياء من الجزية ، ومن شاء سارمع الروم ، ومن شاء رجع الى اهله . فانه لا يوخذ منهم شىء حتى يحصد حصادهم . وعلى مافى هذا الكتاب عهد الله وذمة رسوله ، وذمة الخلفاء وذمة المومنين اذا اعطوا الذى عليهم من الجزية . شهد على ذلک خالد بن الوليد ؛ وعمرو بن العاص ؛ وعبد الرحمن بن عوف ، ومعاوية بن ابى سفيان ؛ وكتب وحضر سنة خمس عشرة . (20)

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ کے بندے عمر امیر المومنین کی طرف سے اہل ایلیاء (بیت المقدس) کی جان، مال، عبادت گاہوں، صلیبوں، شہر کے بیماروں، تندرستوں اور ہر مذہب وملت کے لوگوں کو (درج ذیل شرائط پر) امان دی جاتی ہے: ا۔ان کے کنیسوں میں نہ تو سکونت اختیار کی جائے گی اور نہ انہیں گرایا جائے گا اور نہ ان کے کسی حصہ یا متعلقہ اراضی پر قبضہ کیا جائے گا۔۲۔نہ ان کی (سونے چاندی کی) صلیبوں یا مال ودولت کا حصہ کم کیا جائے گا۔۳۔انہیں اپنا مذہب بدلنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور نہ کسی کو کوئی نقصان پہنچایا جائے گا۴۔نہ ان کے ساتھ ایلیاء میں کوئی یہودی رہے گا۔۵۔اہل ایلیاء پر لازم ہے کہ اتنا جزیہ دیں جتنا شام کے دوسرے شہر ادا کرتے ہیں۔۶۔ان پر لازم ہے کہ ایلیاء سے رومیوں اور ڈاکوؤں کو نکال دیں۔۷۔جو روم نکلیں گے ان کی جان اور مال رومی حکومت کی عملداری میں پہنچنے تک محفوظ رہے گی اور جو رومی ٹھہرنا چاہیں انہیں بھی امان ہے بشرطیکہ وہ اہل ایلیاء کے برابر جزیہ دینے کو تیار ہوں۔۸۔(ایلیاء کے باشندوں میں سے) جو اپنے گرجے اور صلیبیں چھوڑ کر اور اپنا مال ومتاع لے کر رومیوں کے ساتھ جانا چاہیں وہ اور ان کے گرجے نیز صلیبیں رومی حکومت کی عملداری میں پہنچنے تک محفوظ رہیں گی۔۹۔ایلیاء میں فلاں کے آنے سے پہلے جو کاشتکار موجود تھے ان میں سے جو چاہیں اہل ایلیاء کے برابر جزیہ دے کر یہاں (ایلیاء) رہ سکتے ہیں اور جو چاہیں رومیوں کے ساتھ جاسکتے ہیں اور جو چاہیں اپنے اہل وعیال کے پاس دیہاتوں کو لوٹ جائیں۔ ان کاشتکاروں سے اگلی فصل کٹنے تک لگان نہیں لیا جائے گا۔اس دستاویز میں جو وعدہ کیا گیا ہے اس کے ضامن خدا، رسول، خلفاء اور مسلمان ہیں بشرطیکہ اہل ایلیاء مقررہ جزیہ ادا کرتے رہیں۔گواہان: ا۔خالد بن ولید۲۔عمرو ابن العاص۳۔عبد الرحمٰن بن عوف۴۔معاویہ ابن ابوسفیان کاتب: معاویہ ابن ابوسفیان بتاریخ: 15ھ

(11) معاہدۃ مع اہل لدّ

"بسم الله الرحمن الرحيم

هذا ما اعطى عبدالله عمر امير المومنين اهل لدّ ومن دخل معهم من اهل فلسطين اجمعين اعطاهم امانا لانفسهم واموالهم ولكنائسهم وصلبهم وسقيمهم وبريئهم وسائر ملّتهم انه لا تسكن كنائسهم ولا تهدم ولا ينتقص منها ولا من حيّزها ولا مللها ، ولا من صلبهم ولا من اموالهم ولا يكرهون على دينهم ، ولا يضارّ احد منهم وعلىٰ اهل لدّ ومن دخل معهم من اهل فلسطين ان يعطوا الجزية كما يعطى اهل مدائن الشام . وعليهم ان خرجوا (مثل ذلک الشرط الى آخره)"(2)

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: یہ مراعات ہیں عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے باشندگان لد اور ان کے فلسطینی حلیفوں کے لئے: ا۔ان کے اموال، جانیں، عبادت گاہیں، صلیب، مریض اور توانا اور تمام مذاہب کو امان دی جاتی ہے۔ ۲۔ان کے گرجے بطور رہائش استعمال نہیں کئے جائیں گے اور نہ ہی گرائے جائیں گے۔۳۔ان کے جملہ علاقوں ...

مذاہب، صلیبوں اور مال واسباب میں سے کسی کو نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔۴۔ان کے مذہب کے معاملہ میں ان کو مجبور نہیں کیا جائے گا اور نہ ان میں سے کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا۔۵۔ باشندگان لدّ اور ان کے فلسطینی حلیف ہمیں باشندگان شام کی مثل جزیہ ادا کریں گے۔۶۔اگر وہ یہاں سے نکلنا چاہیں تو ان کے لئے بھی وہی مذکورہ بالا (اہل ایلیاء کی مثل) شرائط ہیں۔

مبحث دوم: (12) معاہدۃ مع اہل الرقّۃ

"بسم اللہ الرحمن الرحیم

هـذا مـا اعـطـى عيـاض بـن غـنـم اهل الرقّة يوم دخلها: اماناً لانفسهم و موالهم وكنائسهم لاتـخـرب ولا تـسـكـن ، اذا اعطوا الجزية التي عليهم ولم يحد ثوا مغيلة . وعلى ان لايحدثوا كنيسة ولا بيعةً ولا يظهروا ناقوساً ولا باعوثاً ولا صليباً . شهد اللّٰه و كفى باللّٰه شهيدا" (22)

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: یہ امان نامہ ہے عیاض بن غنم کی طرف سے اہل رقّہ کے لئے ہے جس دن وہ وہاں داخل ہوئے۔حفظ و امان ہے ان کے مال و جان اور عبادت گاہوں کے لئے جن کو نہ مسمار کیا جائے گا نہ ان میں سکونت اختیار کی جائے گی، بشرطیکہ: ا۔وہ مقررہ جزیہ ادا کرتے رہیں کوئی خفیہ سازش (مسلمانوں کے خلاف) نہ کریں۔۲۔ اور نئے کنیسہ و بیعہ کی تعمیر نہ کریں۔۳۔ اعلانیہ ناقوس نہ بجائیں نہ ہی اعلانیہ باعوث (مذہبی تہوار) اور صلیب کا جلوس نکالیں۔
اس تحریر پر خدا گواہ ہے۔و كفى با الله شهيدا۔

(13) معاہدہ مع اسقف الرّہا

(امان نامہ (مقام) رہا کے پادری کے لئے)

"بسم الله الرحمن الرحيم

هذا كتاب من عياض بن غنم لاسقف الرّها : انّكم ان فتحتم لى باب المدينة على ان تؤدوا الي عـن كـل رجـل ديـنـاراً ومدى قمح ؛ فانتم آمنون على انفسكم واموالكم ومن تبعكم وعليكم ارشاد الضال ، واصلاح الجسور والطرق ، ونصيحة المسلمين . شهد الله و كفى بالله شهيد" (23)

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ امان نامہ ہے عیاض بن غنم کی طرف سے رہا کے پادری کے واسطے:

ا۔ اگر تم ہمارے لئے شہر کا دروازہ کھول دو۔۲۔اور فی کس ایک دینار مع دو مد گندم کے سالانہ جزیہ ادا کرو تب تمہاری اور تمہارے حلیفوں کی جان و مان کے لئے امان ہے۔۳۔مزید تم پر لازمی ہے کہ ہمارے آدمیوں کی راستہ بتانے میں رہبری کرو۔۴۔ پلوں اور راستوں کی درستگی کی پابندی کرو۔۵۔مسلمانوں کی خیر خواہی کرتے رہو۔

اس تحریر پر خدا گواہ ہے۔ وکفی باللہ شھیدا۔

(14) معاہدۃ مع اہل الرّہا

" بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھذا کتاب من عیاض بن غنم ومن معہ من المسلمین لاھل الرّھا :

انی امنتھم علی دمائھم واموالھم. وذراریھم ونسائھم ، ومدینتھم ، وصواحینھم بالحق الذی علیھم . ولنا علیھم ان یصلحوا جسورنا . ویھدوا ضالّنا . شھد اللہ وملائکتہ والمسلمون " (24)

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ امان نامہ ہے عیاض بن غنم اور ان کے ہمراہی مسلمانوں کی طرف سے ساکنان مقام رہا کے لئے۔ اگر وہ ذیل امور کی پابندی کریں تو ان کی جان، مال، اولاد، مستورات، شہر اور پن چکیاں ہر ایک کے لئے میری طرف سے امان ہے۔ شرائط یہ ہیں: ا۔ جب تم اپنے ذمہ حق (جزیہ) ادا کرتے رہو۔ ۲۔ ہماری طرف سے تم پر لازم ہے کہ ہمارے پلوں کی درستگی رکھو۔ ۳۔ اور ہمارے آدمیوں کو راستہ بتانے میں رہنمائی کرو۔ اس معاہدے پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور مسلمان گواہ ہیں۔

البلاذری معاہدہ الرہا کے ضمن میں یہ شرط بھی نقل کرتے ہیں:

" وعلیٰ معونۃ المسلمین علیٰ عدوھم فان ترکوا شیئًا مما شرط علیھم فلا ذمۃ لھم " (25)

ترجمہ: اور ان پر مسلمانوں کی ان کے دشمنوں کے خلاف مدد کرنا لازمی ہے اگر انہوں نے مندرجہ بالا شرائط میں سے کسی کو بھی ترک کیا تو ان کے لئے کوئی ذمہ نہیں ہے۔

اس طرح جزیرہ کے سارے شہر اور دیہات عیاض بن غنم کی قیادت میں فتح ہوئے اور ان علاقوں سے بھی الرقہ جیسے معاہداتِ صلح ہوئے۔ البلاذری لکھتے ہیں:

" فتح عیاض الرقۃ وحرّان والرّھا ونصیبین ومیّارفین وقرقیسیا ، وقری الفرات ومدائنھا صلحا ، وارضھا عنوۃ وکان صلحھم مثل صلح الرّھا " (26)

ترجمہ: عیاض نے الرقہ، حران، الرہا، نصیبین، میارفین، قرقیسیا اور فرات کے تمام دیہات اور اس کے شہر صلح سے فتح کئے اور زمین بزور قوت فتح کی اور ان سب علاقوں کی صلح رہا کی صلح جیسی تھی۔

عیاض کی وفات کے بعد عمیر بن سعد الجزیرہ کے والی ہوئے تو انہوں نے اہل رأس العین سے معاہدہ کیا۔

شرائط صلح درج ذیل تھیں:

" فدخلها المسلمون عنوة ثم صالحوهم بعد ذلک علی ان دفعت الارض الیهم ووضعت الجزیة علی رؤوسهم ، علی کل رأس اربعة دنانیر ولم تسبّ نسائوهم ولا اولادهم " (27)

ترجمہ: مسلمان بالقوہ داخل ہوئے (راس العین میں) اس کے بعد مسلمانوں نے ان سے ان شرائط پر صلح کی زمین انہی کو دیدی جائے گی اور وہ چار دینار فی کس جزیہ دیں گے ان کی عورتیں اور بچے غلام نہیں بنائے جائیں گے۔

(15) معاہدۃ نصاریٰ بنی تغلب

نصاریٰ بنی تغلب یہ ایک عربی عیسائی قبیلہ تھا جب حضرت عمر نے ان کو اسلام یا جزیہ میں سے ایک اختیار کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے سرزمین عراق کو چھوڑ کر بلاد روم میں جانے کا ارادہ کرلیا۔ حضرت نعمان بن زرعہ نے حضرت عمر سے کہا بنی تغلب عرب ہیں، بہادر و جنگجو ہیں، وہ اپنے اوپر جزیہ کو کسر شان سمجھتے ہیں، ان کے پاس نقد مال و زر کے بجائے کھیتی اور مویشی ہیں مسلمانوں کی طرح صدقہ (عشر) دینا پسند کرتے ہیں اس لئے ان سے جزیہ صدقہ کے نام و مقدار سے لیا جائے۔

" فلا تعن عدوک علیک بهم " ترجمہ: پس آپ ان کے ذریعے اپنے دشمن کو اپنے خلاف تقویت پہنچایئے۔ ان کے جانے سے دشمن کو تقویت پہنچے گی چنانچہ حضرت عمر نے ان سے درج ذیل شرائط پر معاہدہ کیا۔ ابو عبید کتاب الاموال میں نقل کرتے ہیں: " فصالحهم عمر بن الخطاب ، علیٰ ان اضعف علیهم الصدقة واشترط علیهم ان لا ینصروا اولادهم " (28) ترجمہ: حضرت عمر نے ان سے اس بات پر صلح کر لی کہ ان سے دگنا صدقہ لیا جائے گا اور ان سے یہ شرط بھی رکھی کہ وہ اپنی اولاد کو عیسائی نہیں بنائیں گے۔ ابو عبید ایک دوسری روایت نقل کرتے ہیں۔

داؤد بن کردوس کہتے ہیں؛ میں نے بنی تغلب کی طرف سے حضرت عمر بن الخطاب سے اس وقت صلح کی جب بنو تغلب فرات پار کرنے کے بعد روم چلے جانے کا ارادہ کر رہے تھے۔ شرائط صلح یہ تھیں: ۱۔ وہ اپنے بچوں کو بپتسمہ نہیں دیں گے۔ ۲۔ انہیں اپنے دین کے علاوہ کسی دوسرے دین کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ ۳۔ وہ دو چند عشر دیں گے یعنی بیس درہم میں سے ایک درہم۔ (29)

البلاذری لکھتے ہیں:

" صالح عمر بن الخطاب بنی تغلب بعد ما قطعوا لفرات وارادو اللحاق بارض الروم علی ان لا یصبغو صبیاً ولا یکرهوه علی دینهم وعلیٰ ان علیهم الصدقة مضعفة " (30)

ترجمہ: حضرت عمر نے بنی تغلب سے صلح کر لی جب وہ الفرات عبور کر کے ارض روم میں پہنچنے کا ارادہ کر رہے تھے

ان سے یہ شرط کی کہ وہ کسی بچے کو اصطباغ نہیں دیں گے (عیسائی نہیں بنائیں گے) اور نہ اپنا دین اختیار کرنے پر مجبور کریں گے یہ کہ ان پر دگنا صدقہ ہوگا (جو مسلمانوں پر زکوۃ وعشر ہوگا)۔

(16) معاہدۃ عرب السوس

عمیر بن سعید جو شام کے ایک علاقے کے والی تھے حضرت عمر سے کہا یا امیر المومنین ہمارے اور رومیوں کے درمیان ایک شہر عرب السوس ہے یہاں کے باشندے ہمارے راز دشمن کو دیتے ہیں اور ہمیں ان کے کسی راز سے آگاہ نہیں کرتے۔ حضرت عمر نے عمیر بن سعد سے اہل عرب السوس سے درج ذیل معاہدہ کرنے کو کہا:

"فقاله عمر. فاذا قدمت فخيّرهم بين ان تعطيهم مكان كلّ شاةٍ شاتين، ومكان كل بعير بعيرين، ومكان كل شيءٍ شيئين فان رضوا بذلك فاعطهم، وخرّبها، فان ابوا فانبذ اليهم و اجّلهم سنة، ثم خرّبها. فقال: اكتب لي عهدًا بذلك، فكتب له عهداً فلما قدم عمير عليهم عرض عليهم بذلك، فابوا فاجّلهم سنة ثم اخربها" (31)

ترجمہ: حضرت عمر نے ان سے کہا جب تم وہاں پہنچو تو انہیں ایک بکری کے عوض دو بکریاں ایک اونٹ کے عوض دو اونٹ اور ہر چیز کے عوض دو چیزیں دو (اس کے عوض ان سے علاقہ چھوڑنے کا مطالبہ کرنا) پس اگر وہ راضی ہو جائیں تو ان کو یہ چیزیں دے دینا اور اس علاقے کو اجاڑ دینا پس اگر وہ انکار کریں تو ان سے کہہ دینا ہمارے تمہارے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہے۔ ان کو ایک سال کی مدت دینا اور اس علاقے کو اجاڑ دینا۔ پس عمیر نے کہا مجھے یہ معاہدہ لکھ کر دیجئے پس حضرت عمر نے ان کو یہ معاہدہ لکھ کر دیا پس جب عمیر ان کے پاس آئے اور ان کو یہ معاہدہ پیش کیا تو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کیا پس انہوں نے ان کو ایک سال کی مہلت دی پھر اس علاقے کو اجاڑ دیا۔

فصل دوم: معاہدات ایران ومصر

مبحث اول: (17) معاہدتِ ایران واہل فارس

جب ایرانی دارالسلطنت فتح ہوگیا تو اس کے ساتھ ہی سوادعراق کی فتح مکمل ہوئی سوائے آل کسریٰ کے [illegible] ذمی ومعاہد قرار دیا گیا۔علامہ الطبری لکھتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی نے بطور سفیر ایرانیوں کو یوان کے محاصرے [illegible] یہ دعوت دی:

"فدعوناهم وعرضنا عليهم ، فقلنا : ثلاث تختارون منهم ايّتهن شئتم قالوا [illegible] الاسلام فان اسلمتم فلكم مالنا وعليكم ماعلينا ، وان ابيتم فالجزية ، وان ابيتم فمناجزتكم حتى يحكم الله بيننا وبينكم فاجبنا مجيبهم : لاحاجة لنا فى الاولىٰ ولا فى الاخرة ولكن الوسطى [illegible] عطية بمثله قال : والسفير سلمان" (32)

ترجمہ: ہم نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور انہیں درج ذیل پیش کش کی پس ہم نے انہیں کہا تین چیزیں [illegible] جو چاہو پسند کرو تمہیں اختیار ہے، وہ بولے وہ کیا ہیں، ہم نے کہا "اسلام" اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تمہیں بھی وہ حقوق [illegible] ہوں گے جو ہمارے حقوق ہیں اور تمہارے فرائض بھی وہی ہوں گے جو ہمارے فرائض ہیں۔اگر تم اس سے انکار کرو تو [illegible] کرنا ہے اور اگر تم اس سے بھی انکار کرو تو تم سے جنگ کی جائے گی۔یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان [illegible] کرے۔ان کے ایک جواب دینے والے نے ہمیں یہ جواب دیا کہ ہمیں پہلی اور آخری صورت منظور نہیں بلکہ درمیانی صورت (یعنی جزیہ منظور) ہے عطیہ نے اسی کی مثل روایت یہاں کی ہے اور کہا سفیر حضرت سلمان فارسی تھے۔
خاص فتح مدائن کے بارے میں امام طبری لکھتے ہیں:

"فاحاطوا بهم ودعوهم ، فاستجابوا لسعد على الجزاء والذمة وتراجع اليهم [illegible] علىٰ مثل عهدهم ، ليس فى ذٰلك ماكان لآل كسرىٰ ومن خرج معهم" (33)

ترجمہ: پس مسلمانوں نے ان کا (ایرانی فوج کا) محاصرہ کرلیا اور ان کو دعوت دی (اسلام، جزیہ یا قتال [illegible]) نے جزیہ دینا اور ذمی بننا قبول کرلیا اور انہی کی مثل دیگر اہل مدائن نے ذمی بننا قبول کرلیا۔اس معاہدہ [illegible] کسریٰ اور ان کے ساتھ بھاگنے والے شامل نہیں تھے۔فتح ایران کے بعد حضرت عمر نے اہل فارس کے [illegible] شوریٰ طلب کی کیونکہ اہل فارس کے مذہب مجوس، تقسیم اراضی، اور ملکیت اراضی برائے کاشت کاراں جیسے اہم [illegible] کا آپ کو سامنا تھا آپ نے صحابہ سے طویل مشورہ کے بعد اجتماعی طور پر یہ فیصلہ کیا۔علامہ الطبری لکھتے ہیں
حضرت عمر نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ ان لوگوں کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے جن پر [illegible]

میں شامل کیا گیا تھا اور وہ اس قسم کی معذرت پیش کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ ایسے لوگ ہیں جو نہ تو اس قسم کا دعویٰ کرتے ہیں اور نہ ان علاقوں میں رہے، بلکہ اپنے علاقے سے چلے گئے۔ کچھ ایسے ہیں جو وہیں مقیم رہے اور وہاں سے نہیں گئے تھے۔ کچھ ایسے ہیں جنہوں نے اطاعت قبول کر لی۔

" فاجمعوا على انّ الوفاء لمن اقام وكفّ لم يزده غلبه الاخيرًا، وان من ادعى فصدق اووفى فبمنزلتهم، وان كذّب نُبذاليهم واعادو اصلحهم، وان يُجعل امر من جلااليهم الى المسلمين فان شاؤ وادعوهم وكانوا لهم ذمّة، وان شاء وا تمّوا على منعهم من ارضهم ولم يعطوهم الا القتال ويخيّروا من اقام واسلم، الجزاء اوالجلاء وكذٰلک الفلاح " (34)

ترجمہ: لہٰذا صحابہ کا اجتماع ہوا کہ جو وہیں مقام رہے اور جنگ سے باز رہے تو ان کے معاہدے کی پابندی کی جائے اور ان کا ایفاء کیا جائے اور جو معاہدے کے دعویدار ہوں اور اس کی تصدیق ہو جائے یا ان کی پابندی ثابت ہو جائے تو ان کا بھی یہی حکم ہے اور جن کے دعوے جھوٹے ثابت ہوں تو ان کے دعوے رد کئے جائیں گے۔ ان کے ساتھ دوبارہ صلح کی بات چیت ہوگی اور جو لوگ اپنی زمینوں سے چلے گئے ہیں تو ان کا فیصلہ کرنا وہیں کے مسلمانوں پر چھوڑ دیا جائے۔ اگر وہ چاہیں تو ان سے مصالحت کر لیں اور وہ لوگ مسلمانوں کے ذمی بن جائیں اور اگر وہ مناسب سمجھیں تو ان کی اراضی انہیں نہ دیں اور ان سے جنگ کریں اور جو اقامت اختیار کرے اور مطیع ہو جائے اس کے بارے میں انہیں اختیار دیا جائے کہ وہ ان سے جزیہ لیں یا انہیں جلاوطن کر دیں، یہی حالت کسانوں کی ہوگی۔

اس اجتماعی فیصلہ کے بعد حضرت عمرؓ نے اہل فارس کے لئے یہ مکتوب لکھا جو فارس کے غیر مسلموں سے معاہدے کے اصول وشرائط پر مبنی ہے۔

" اما من اقام ويجلُ وليس له عهد فلهم ما لاهل العهد بمقامهم لكم وكفّهم عنكم جلاءهم وكذلک الفلاحون اذا فعلوا ذٰلک وكل من ادعى ذٰلک فصدق فلهم الذمة، وان كذبوا نبذ اليهم، واما من اعان وجلا، فذٰلک امر جعله اللّٰه لكم فان شئتم فادعوهم الى ان يقيموا لكم في ارضهم ولهم الذمة، وعليهم الجزية، وان كرهو ذٰلک، فاقسموا ماافاء الله عليكم منهم " (35)

ترجمہ: جو لوگ اپنے مقام پر جمے رہے اور وہاں سے چلے نہ گئے ہوں اور انہوں نے کوئی معاہدہ نہ کیا ہو تو یہ ان کا تمہارے لئے اپنی جگہ پر برقرار رہے اور تمہاری حفاظت نہیں کی تو ان کا یہ رویہ معاہدہ کرنے کے برابر ہے۔

کسان کھیتی باڑی کرنے والے (فلاحین) بھی اگر یہ رویہ اختیار کریں تو ان کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ جو کوئی اس بات کا دعویٰ کرے اور اس کے دعوے کی تصدیق ہو جائے تو وہ ذمی ہے اور اگر ان کا دعویٰ جھوٹا ثابت ہو تو ان سے ذمہ اٹھ جائے گا

دشمن کی مدد کرے اور تمہارے مفتوحہ علاقے سے چلا جائے تو اللہ نے اس معاملے میں تمہیں اختیار دیا ہے۔ [illegible] انہیں اس بات کی دعوت دو کہ اپنی اراضی میں مقیم ہو جائیں اور جزیہ ادا کر کے مسلمانوں کی ذمہ داری میں آ جائیں [illegible] نہ چاہیں تو ان کی اراضی کو اپنا سمجھ کر آپس میں تقسیم کر لو۔

جب حضرت عمرؓ کے خطوط حضرت سعد بن مالک (ابن ابی وقاص) کے پاس آئے تو مسلمانوں نے ان لوگوں کو [illegible] اپنے وطن چھوڑ کر چلے گئے تھے یہ دعوت دی کہ وہ واپس آ جائیں اور جزیہ ادا کر کے مسلمانوں کی ذمہ داری اور اطاعت میں آ جائیں اس دعوت پر وہ واپس آ گئے اور معاہدے کے پابند افراد کی طرح ذمی بن گئے، مگر ان کا خراج ان سے زیادہ [illegible] تھا اور جو لوگ وہیں مقیم رہے وہ معاہدہ کرنے والوں کی طرح سمجھے گئے اور جن لوگوں نے یہ دعویٰ کیا کہ ان پر زبردستی کی گئی تھی اور وہ جنگ سے بھاگ گئے تھے انہیں واپس آنے والوں کی طرح سمجھا گیا۔ کسانوں کے ساتھ بھی اسی طرح کا سلوک [illegible] گیا۔

صلح اور معاہدے میں وہ اراضی نہیں شامل کی گئیں جو شاہی خاندان کی تھیں یا ان لوگوں کی تھیں جو [illegible] کے ساتھ شامل ہو کر چلے گئے تھے اور انہوں نے ان دو چیزوں میں سے کسی ایک چیز کو تسلیم نہیں کیا تھا۔'' [illegible] اس مال غنیمت میں شامل ہو گئے جنہیں اللہ نے مسلمانوں کی غنیمت کے طور پر دیا تھا لہٰذا شاہی خاندان کی [illegible] اور نہ مذکورہ بالا لوگوں کی اراضی مال غنیمت (فیئ) حاصل کرنے والوں کی ملکیت قرار دی گئیں اور باقی سوادِ عراق کا [illegible] لوگوں کے قبضہ میں رہا۔ ان سے کسریٰ کے خراج کے مطابق خراج وصول کیا جاتا تھا۔ کسریٰ کا خراج [illegible] مال اور حصوں کے مطابق ہوتا تھا۔ مال غنیمت میں شاہی خاندان کی اور ان کے متعلقین اور ان کے اہل و عیال [illegible] اور اراضی شامل ہیں۔ آتش کدوں، جنگلوں، تالابوں اور گلیوں وغیرہ کی زمینیں شاہی خاندان اور ان کے متعلقین کی [illegible] سے الگ ہیں کیونکہ یہ عراق کے تمام دیہاتوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ (36)

کسانوں پر جزیہ کی ادائیگی کے علاوہ درج ذیل ذمہ داریاں بھی تھیں جن کی بجا آوری ضروری تھی:

'' فكان الفلاحون للطرق والجسور والاسواق والحرث والدلالة مع الجزاء [illegible] علىٰ قدر طاقتهم ، وكانت الدها قين للجزية عن ايديهم والعمارة ، وعلىٰ كلهم الارشاد [illegible] السبيل من المهاجرين ، وكانت الضيافة لمن افاء ها الله خاصة ميراثا '' (37)

ترجمہ: کسانوں کے لئے اپنی طاقت کے مطابق جزیہ کی ادائیگی کے ساتھ راستوں، پلوں، [illegible] حفاظت بھی ضروری تھا۔ بڑے زمینداروں کے لئے بھی جزیہ اور پلوں وغیرہ کی تعمیر میں تعاون ضروری تھا۔ [illegible] پر مسافر مسلمانوں کو راستہ بتلانا اور ان کی ضیافت کرنا بھی ضروری تھا فاتحین کی ضیافت خاص میراث ہو گئی تھی۔

عراق کے ذمیوں کے بارے میں حضرت عمرؓ نے درج بالا شرائط کے علاوہ معاہدہ صلح کے ... بھی ضروری قرار دی تھیں:" وقالوا جميعاً: كان صلح عمر الذى صالح عليه اهل الذمة ... المسلمين لعدوهم برئت منهم الذمة ، وان سبّو مسلماً ان ينهكوا عقوبة ، وان قاتلوا مسلماً ... يقتلوا ، وعلىٰ عمر منعتهم وبرئ عمر الى كل ذى عهد من معرّة الجيوش "(38)

ترجمہ: تمام راویوں کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت عمرؓ نے درج ذیل شرائط پر ایرانی ذمیوں سے صلح کی تھی ... مسلمانوں کے ساتھ غداری کر کے دشمن کے ساتھ مل گئے تو ان کی ذمہ داری جاتی رہے گی، اگر انہوں نے کسی مسلمان کو ... تو سزا کے مستحق ہوں گے، اگر انہوں نے کسی مسلمان سے جنگ کی تو انہیں قتل کیا جائے گا، عمر پر عام حالات میں ان کی حفاظت ضروری ہے تاہم (دوران جنگ) لشکروں کی زیادتی سے عمر بری الذمۃ ہے۔

اہل فارس اور ان کی اراضی کی شرعی حیثیت کے بارے میں فقہائے اسلام کی آراء نقل کرتے ہوئے ... الطبری لکھتے ہیں: حضرت شعبی سے دریافت کیا گیا کہ سواد عراق کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا یہ علاقہ بزور شمشیر فتح ... ہے اور چند قطعوں کے علاوہ اس کی تمام اراضی ایسی ہے کہ جہاں کے لوگ دوسری جگہ چلے گئے تھے، انہیں صلح اور ... کے لئے بلایا گیا تو انہوں نے یہ دعوت قبول کر لی اور واپس آ گئے اس طرح وہ جزیہ ادا کر کے ذمی بن گئے اور ان کی حفاظت ... لیا گیا۔ یہی وہ مسنون طریقہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے دومۃ الجندل میں اختیار فرمایا تھا۔ البتہ کسریٰ کے خاندان ... ساتھ جانے والوں کی زمینیں مال غنیمت قرار دی گئیں۔

طلحہ، سفیان اور ماہان روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سواد عراق کو مفتوحہ علاقہ قرار دیا ہے اور ... اور نہر بلخ کے درمیان کی تمام اراضی ہے البتہ ایک قلعہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ یہاں کے باشندوں کو صلح کی ... (اس کو قبول کرنے کی بناپر) وہ ذمی بن گئے اور ان کی اراضی ان کو لوٹا دی گئی۔ اس میں آل کسریٰ کی جائدادیں ... ہیں اور ان کے متعلقین اور متبعین کی جائدادیں شامل ہیں کیونکہ یہ اراضی اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مال غنیمت میں شامل ... کوئی مفتوحہ چیز اس وقت تک مال غنیمت میں شامل نہیں سمجھی جاتی ہے جب تک کہ وہ تقسیم نہ کر دی جائے اس ... سے مراد تقسیم شدہ شے ہے۔

حسن بن ابوالحسن فرماتے ہیں کہ عام طور پر مسلمانوں نے اس علاقہ (سواد عراق) کو بزور شمشیر فتح کیا ... نے وہاں کے باشندوں کو واپس آ کر ذمی بننے کی دعوت دی اور ان کے سامنے جزیہ کی تجویز پیش کی جسے انہوں نے ... تھا اس لئے ان کی زمینیں وغیرہ محفوظ ہوگئیں۔

عمرو بن محمد نے حضرت شعبیؒ سے روایت کیا "لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اہل سواد عراق غلام ہیں ...

تو پھر غلاموں سے جزیہ کیوں لیا جاتا ہے، جہاں تک مجھے علم ہے ایک پہاڑی قلعہ کے علاوہ تمام سوادِ عراق [illegible] تاہم وہاں کے باشندوں کو واپس آنے کی دعوت دی گئی تو وہ واپس آ گئے اور ان سے جزیہ لینا قبول کر لیا گیا [illegible] بن گئے۔ مالِ غنیمت وہ تقسیم کیا جاتا ہے جسے چھین لیا جائے مگر جس پر قبضہ نہ ہوا اور وہاں کے باشندے تقسیم [illegible] جزیہ دینا قبول کر لیں تو ان کے ساتھ ہی مذکورہ بالا مسنون طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ (39)

حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں:

" البلدان کلها اخذت عنوة الاحصون قلیلة ، عاهدو قبل ان ینزلو . ثم دعو – یعني [illegible] اخذوا عنوة – الی الرجوع والجزاء ، فصارو ذمة اهل السواد ، والجبل كله [illegible] اهل الفی ، وانما عمل عمر والمسلمون فی هذا الجزاء والذمة علی اجریًا [illegible] فی ذٰلک ، وقد كان بعث خالد بن ولید من تبوک الی دومة الجندل ، فاخذها عنوة [illegible] ملکها اکیدر بن عبدالملک اسیراً ، فدعاه الی الذمة والجزاء ، وقد اخذت بلاده عنوة [illegible] اسیرًا ، وكذٰلک فعل بابنی عریض ، وقد اخذ فادّعیا انهما اوداؤه، فعقدلهما علی [illegible] وكذلک كان امریحنّه ابن رؤیة صاحب ایلة ، ولیس المعمول به من الاشیاء كروایة [illegible] روی غیر ماعمل به الائمة العدول المسلمون ، فقد كذب وطعن علیهم " (40)

ترجمہ: تمام شہروں پر بزورِ شمشیر قبضہ کیا گیا البتہ چند قلعے ایسے ہیں جن کے بارے میں وہاں کے لوگوں نے [illegible] سے پہلے معاہدہ کر لیا تھا اس کے بعد مفتوح قوم کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ واپس آ جائیں اور جزیہ ادا کریں [illegible] گئے۔ اہل سوادِ جبل کا معاملہ مالِ غنیمت کی طرح ہونا چاہئے مگر حضرت عمر فاروقؓ نے ان سے جزیہ قبول کیا [illegible] لیا۔ یہ طریقہ رسول اللہ ﷺ کے آخری عمل کے مطابق تھا جب آپ نے خالد بن ولید کو تبوک سے دومۃ الجندل [illegible] تھا تو حضرت خالدؓ نے اس پر فتح کر کے قبضہ کر لیا تھا اور اس کے بادشاہ اکیدر بن عبدالملک کو امیر بنا لیا تھا اور [illegible] نے عریض کے دونوں بیٹوں کے ساتھ یہی طریقہ اختیار کیا اور ان دونوں کو گرفتار کر لیا پھر ان سے جزیہ قبول [illegible] بننے کا معاہدہ کیا گیا۔ یحنہ بن رقابہ کا معاملہ بھی ایسا ہی تھا جو ایلہ کا حاکم تھا۔ جس کسی نے اس کے خلاف روایت [illegible] ائمہ کرام اور صحیح راویوں کی تکذیب کی اور ان پر اعتراض کیا۔

سعید بن جبیر فرماتے ہیں:

" اخذا لسواد عنوة ، فدعوا الی الرجوع والجزاء ، فاجابوا الیه ، فصاروا ذمة [illegible] لاٰل كسریٰ واتباعهم ، فصار فیئًا لاهله ، وهو الذی یتحجی اهل الكوفة الی ان جهل ذلک

فحسبوه السواد كلهٗ ، واما سواد هم ، فذٰلک " (41)

ترجمہ: سوادعراق مفتوحہ علاقہ ہے تاہم وہاں کے لوگوں کو واپس آنے اور جزیہ ادا کرنے کی دعوت دی گئی چنانچہ وہ واپس آ گئے اور جزیہ قبول کر لیا، اس لئے وہ ذمی ہو گئے۔ البتہ کسریٰ کے خاندان اور اس کے متعلقین کی ملکیت مال غنیمت (فئے) میں شامل ہوگئی، اہل کوفہ کا یہی مسلک ہے مگر بعض ناواقفوں نے تمام سوادعراق کو اس میں شامل کر لیا ہے ... اصل حقیقت یہ ہے (جو بیان کی گئی ہے)۔

ابراہیم بن یزید النخعی فرماتے ہیں:

" اخذا السواد عنوة ، فدعوا الى الرجوع ، فمن اجاب فعليه الجزية ... صار ماله فيئًا ، فلا يحل بيع شيءٍ من ذٰلک الفيء فيما بين الجبل الى العذيب من ارض ... في الجبل " (42)

ترجمہ: سوادعراق پر فتح کرنے کے بعد قبضہ کیا گیا ہے پھر لوگوں کو واپس آنے کی دعوت دی گئی ... قبول کر لی اس پر جزیہ لگایا گیا اور جس نے انکار کیا اس مال (فئے) مال غنیمت میں شامل ہو گیا اس لئے جبل سے عذیب تک سواد کا علاقہ اور خود جبل کے اندر کی زمین جو فئے (مال غنیمت) میں داخل ہے قابل فروخت نہیں ہے۔

فتح عراق کے بعد تقسیم اراضی کے ضمن میں امام ابو یوسف لکھتے ہیں:

فتح عراق کے بعد تقسیم اراضی کا مسئلہ پیش آیا۔ حضرت عمرؓ نے صحابہ سے مشورہ طلب کیا بعض صحابہ ... حضرت بلال اور زبیر بن عوام کا مشورہ تھا کہ یہ اراضی مجاہدین میں مال غنیمت کی طرح تقسیم کر دی جائے چنانچہ آپ نے تقسیم ... سے انکار کر دیا اور سورۃ حشر کی آیات (7 تا 10) سے استنباط کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مال فئے میں بعد والوں کو بھی شریک ... مجاہدین میں تقسیم سے بعد والے محروم ہو جائیں گے نیز سرحدوں کی حفاظت اور عراقی بیواؤں اور یتیموں کی ... سے ہوگی۔ چنانچہ حضرت عمر نے صحابہ کو اراضی عراق کے بارے میں رائے دی اور فرمایا میں نے ... غنیمت ... متعینہ مصارف میں تقسیم کر دیا رہا معاملہ زمینوں کا تو فرمایا:

" وقد رأيت ان احبس الارضين بعلوجها واضع عليهم فيها الخراج وفي رقابهم الجزية يؤدونها فتكون فيئًا للمسلمين : المقاتلة والذرية ولمن ياتي من بعدهم . ارايتم هذه الثغور ... من رجال يلزمونها ، ارايتم هذه المدن العظام . كالشام والجزيرة والكوفة والبصرة ومصر ... من ان تشحن بالجيوش ، وادرار العطاء عليهم . فمن اين يعطى هولاء اذا قسمت ... والعلوج ؟ فقالو جميعاً . الرأى رأيک ، فنعم ماقلت وما رأيت ، ان لم تشحن هذه الثغور ...

الـمـدن بالرجال وتجرى عليهم مايتقوون به رجع اهل الكفر الى مدنهم فقال . عثمان بن ... رجل لـه جـزالة وعـقـل يـضع الارض مواضعها ، ويصنع على العلوج مايحتملون ، فاجتمعوا له على عثـمان بن حنيف وقالوا : تبعثه الى ذلک فان له بصراً وعقلا وتجربة فاسرع اليه عمر فولاه مساحة ارض السواد " (43)

ترجمہ: میں نے یہ رائے قائم کی ہے کہ زمینوں کو مع کاشت کاروں کے سرکاری ملکیت قرار دیدوں ... کاشت کاروں پر خراج عائد کردوں اوران پر فی کس جزیہ مقرر کردوں جسے وہ ادا کرتے رہیں اس طرح یہ جزیہ اور خراج مسلمانوں کے لئے (ایک مستقل) فئے کا کام کرے گا جس (کی آمدنی) میں فوجی، کم سن افراد اور آنے والی نسلیں حصہ دار ہوں گی۔ دیکھئے! ان سرحدوں کی حفاظت کے لئے بہر حال کچھ آدمی تعینات کرنے ہوں گے جو مستقلاً وہاں رہیں ... بڑے شہر جیسے شام، الجزیرہ، بصرہ، مصران میں فوجی چھاؤنیاں قائم رکھنا اوران کو وظائف دینا ناگزیر ہے اب اگر یہ زمینیں اور ان پر محنت کرنے والے کاشت کار تقسیم کردیئے جائیں گے تو ان لوگوں کو کہاں سے دیا جائے گا؟ یہ سن کر سب نے ... آپ ہی کی رائے (صحیح) رائے ہے۔ آپ نے جو فرمایا وہ خوب ہے اور جو رائے قائم کی وہ بہت موزوں ہے اگر ان شہروں اور سرحدوں میں افواج نہیں رکھی جائیں گی اوران کے لئے بہ طور تنخواہ کچھ مقرر نہ کیا جائے گا تو اہل کفر اپنے شہروں پر پھر سے قابض ہو جائیں گے۔ آپؓ نے فرمایا: اب مجھ پر یہ معاملہ واضح ہوگیا اب یہ بتاؤ کہ کون ایسا ماہر اور دانش مند ہے جو ان زمینوں کا مناسب طور پر بندوبست کردے اور کاشت کاروں پر ان کی برداشت کے مطابق (خراج) تجویز کرے ... نے بالاتفاق عثمان بن حنیف کا نام پیش کیا اور کہا کہ آپ ان کو اس کام کا ذمہ دار بنا کر روانہ کرسکتے ہیں کیوں کہ یہ صاحب ... بصیرت اور تجربہ کار ہیں۔ حضرت عمرؓ نے بلا تاخیر ان کو علاقہ سواد کی پیمائش کے کام پر مقرر کردیا۔

امام ابوعبید نے تقسیم اراضی عراق کے سلسلہ میں حضرت عمرؓ کی آراء کو درج ذیل الفاظ میں نقل کیا۔

(1) قـال ، فـابـى ، قـال . فـمـا لمن جاء بعد كم من المسلمين ؟ واخاف ان قسمته ان تفاسدوا بيـنـكـم فـى الـمـيـاه . قال : فاقرّاهل السواد فى ارضهم وضرب على رؤسهم جزية ، وعلى ارضيهم الـطـسـق (رى الخراج) ولم يقسم بينهم (2) فـقـال عـمـر : لا هذا عين المال ، ولكني احبسه فيئا يجرى عليهم وعلى المسلمين (3) قال عمر : تريدون ان ياتى آخر الناس ليس لهم شيء ... قال عمر : لولا آخر الناس ما افتحت قرية الا قسمتها . (44)

(1) حضرت عمرؓ نے انکار کردیا اور کہا ایسی صورت میں تمہارے بعد آنے والے مسلمانوں کو کیا ملے گا اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر میں اس علاقے کو تقسیم کردوں تو تم آپس میں پانی پر جھگڑتے رہو گے۔ راوی کہتا ہے کہ پھر حضرت عمرؓ نے سواد کے

باشندوں کو ہی وہاں بحال رکھا اور ان پر فی کس جزیہ اور ان کی زمینوں پر خراج لگا دیا اور اس طرح انھوں نے یہ علاقے مسلمانوں میں تقسیم نہیں کیں۔ (2) حضرت عمرؓ نے کہا میں تقسیم نہیں کروں گا یہ تو اصل سرمایہ ہیں۔ میں اسے وقف رکھوں گا اس میں سے فاتح مسلمانوں اور دوسرے مسلمانوں کو وظائف جاری کروں گا۔ (3) حضرت عمرؓ نے کہا تم لوگ چاہتے ہو کہ بعد میں آنیوالے لوگوں کے لئے اس میں سے کچھ نہ بچے۔ (4) حضرت عمرؓ نے کہا اگر بعد میں آنے والے لوگوں کا خیال نہ ہوتا تو جو علاقہ بھی فتح ہوتا میں اسے مسلمان فاتحین میں تقسیم کر دیتا۔

اس مشاورت کے بعد آپ نے حضرت سعد کو اراضی سواد عراق اور بطور ذمی ان سے تعلقات و معاملات کے بارے میں دیگر ہدایات دیں۔ قاضی ابو یوسف نقل کرتے ہیں:

"ان عمرؓ كتب الى سعد حين افتح العراق : اما بعد ، فقد بلغني كتابك تذكر فيه ان الناس سألوک ان تقسم بينهم مغانمهم ، وما افاء الله عليهم . فاذا اتاک كتابي هذا فانظر ما اجلب الناس عليک به الى العسكر من كراع ومال ، فاقسمه بين من حضر من المسلمين واترک الارضين والانهار لعمالها ليكون ذلک في اعطيات المسلمين ، فانک ان قسمتها بين من حضر لم يكن لمن بعدهم شيء وقد كنت امرتک ان تدعوا من لقيت الى الاسلام قبل القتال فمن اجاب الى ذلک قبل القتال فهو رجل من المسلمين ، له مالهم وعليه ماعليهم ، وله سهم في الاسلام ومن اجاب بعد القتال وبعد الهزيمة فهو رجل من المسلمين وماله لاهل الاسلام لانهم قد احرزوه قبل اسلامه" (45)

ترجمہ: جب سعد نے عراق فتح کر لیا تو عمرؓ نے ان کو لکھا: اما بعد! مجھے تمہارا خط جس میں تم نے لکھا ہے کہ لوگوں نے تم سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ ان کے اموال غنیمت اور جو کچھ اللہ نے انہیں بطور فئے عطا کیا ہے وہ سب ان کے درمیان تقسیم کر دیا جائے۔ میرا یہ خط پہنچنے کے بعد جائزہ لو کہ لوگ تمہارے پاس لشکر میں از قسم مال و مویشی وغیرہ کیا کیا لے کر آئے ہیں ان تمام چیزوں کو تم ان مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دو جو موجود ہوں (اور جنگ میں شریک رہے ہوں) زمینیں اور نہریں ان پر محنت کرنے والوں کے پاس چھوڑ دو تا کہ یہ مسلمانوں کو وظائف جاری کرنے میں کام آئیں اگر تم انہیں بھی موجود لوگوں کے درمیان تقسیم کرو گے تو ان کے بعد آنے والوں کے لئے کچھ بھی باقی نہ رہے گا۔ میں تمہیں یہ حکم دے چکا ہوں کہ جس سے بھی مقابلہ ہو اسے جنگ سے پہلے اسلام لانے کی دعوت دو جو شخص بھی جنگ سے پہلے یہ دعوت قبول کرے وہ مسلمانوں کا ایک فرد ہے۔ مسلمانوں کے سارے حقوق اسے حاصل ہوں گے نیز جو ذمہ داریاں مسلمانوں پر عائد ہوتی ہیں اس پر بھی عائد ہوں گی اور اسے بھی اسلام میں (بحیثیت مسلمان ہونے کے) مال غنیمت کا ایک حصہ ملے گا۔ جو شخص جنگ کرنے اور شکست

کھا جانے کے بعد یہ دعوت قبول کرے وہ بھی مسلمانوں کا ایک فرد ہے مگر اس کا مال اسلامی لشکر والوں کا مال قرار دیا جائے گا کیونکہ وہ اس کے اسلام لانے سے پہلے اس پر قبضہ کر چکے۔ یہ ہے تمہارے لئے میرا حکم اور میری وصیت۔

عثمان بن حنیف نے اراضی عراق کی پیمائش کے بعد وہاں کی زمین اور باشندوں پر درج ذیل جزیہ وخراج مقرر کیے۔
امام ابو یوسف عامر الشعبی سے روایت نقل کرتے ہیں۔

عمر بن الخطاب نے سواد (عراق) کی پیمائش کرائی تو معلوم ہوا کہ اس کا رقبہ تین کروڑ ساٹھ لاکھ (3,60,00,000) ہے۔ جریب ہے آپ نے غلہ پیدا کرنے والی زرعی زمینوں پر فی جریب ایک درہم اور ایک قفیز (غلہ) انگور کے باغات پر فی جریب دس درہم اور کھجور کے باغات پر پانچ درہم کے حساب سے خراج (مالیہ) عائد کیا اور لوگوں پر (باعتبار استطاعت) بارہ درہم، چوبیس درہم اور اڑتالیس درہم جزیہ مقرر کیا۔ (46)

(18) معاہدۃ الاساورۃ

الاساورۃ ایک عجمی اور ایرانی قوم ہے جس کا تعلق ساسانی دور سے ایرانی فوج کے ہراول دستوں سے تھا۔ الاساورۃ قوم میں سے سیاہ الاسواری یزدجرد کے مقدمہ پر تھا۔ فتح سوس کے بعد غلبہ اسلام کو دیکھتے ہوئے اس نے حضرت ابوموسیٰ الاشعری کے پاس اپنی قوم کے دس آدمیوں کے وفد کو شیرویہ کی قیادت میں ذیل کے پیغام کے ساتھ بھیجا:

ہم تمہارے دین میں اس شرط پر داخل ہونا چاہتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ مل کر اہل عجم دشمنوں سے جنگ کریں گے لیکن تمہارے باہمی اختلاف کی صورت میں ہم اہل عرب سے نہیں لڑیں گے اور اگر عربوں نے ہم سے جنگ کی تو عربوں کے خلاف ہمارا دفاع اور حفاظت کرنا تم پر لازمی ہوگا۔ ہم جس شہر میں اور جس کے ساتھ چاہیں رہیں گے، ہمیں بہترین عطیات دیں گے، تمہارا بڑا امیر ہم سے معاہدہ کرے گا۔ حضرت ابوموسیٰ الاشعری نے اس کے جواب میں کہا

" فقال ابو موسیٰ بل لکم مالنا وعلیکم ماعلینا ، قالوا لانرضی فکتب ابو موسی بذلک الی عمر ، فکتب الیه عمر ان اعطهم جمیع ماسألوا فخرجوا حتی لحقوا بالمسلمین " (47)

ترجمہ: ابوموسیٰ نے کہا جو ہمارے حقوق ہیں وہی تمہارے ہوں گے اور جو ہمارے فرائض ہیں وہی تمہارے ہوں گے انہوں نے کہا کہ ہم راضی نہیں۔ ابوموسیٰ نے یہ معاملہ حضرت عمرؓ کو تحریر کیا، حضرت عمر نے آپ کی طرف جواب لکھا کہ ان کو وہ سب کچھ دے دو جو وہ مانگتے ہیں۔ پس وہ نکلے اور مسلمانوں کے ساتھ مل گئے۔

(19) معاہدۃ جندیسار بور

فتح تستر وسوس کے بعد مسلمان جندی سابور کا محاصرہ کیے ہوئے تھے کہ مسلمانوں کے لشکر میں سے کسی نے ایک تحریر تیر پھینک کر امان دیدی۔ انہوں نے شہر کے دروازے کھول دیئے اور لوگ باہر نکل آئے اس پر مسلمانوں نے پوچھا تمہیں کیا ہو گیا، وہ بولے آپ لوگوں نے تیراندازی کے ذریعے ہمیں امن وامان کا پیغام بھیجا ہے جسے ہم نے قبول کر لیا ہے ہم جزیہ ادا کرنے کا وعدہ کرتے ہیں بشرطیکہ آپ ہماری حفاظت کریں۔ مسلمانوں نے کہا ہم نے ایسا کوئی پیغام نہیں دیا ہے وہ بولے ہم جھوٹ نہیں بول رہے ہیں'' آخر کار مسلمانوں نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ ایک غلام نے جو یہاں کا باشندہ تھا اور جس کا نام ''مکنف'' تھا انہیں امن وامان کا پیغام لکھ کر بھیجا تھا۔ مسلمانوں نے کہا وہ تو غلام ہے وہ بولے ہم تمہارے آزاد اور غلام کے درمیان تفریق نہیں سمجھتے ہیں ہمارے پاس امن وامان کا پیغام آیا ہے ہم نے اسے قبول کر لیا ہے اور اس پر قائم ہیں اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی ہے اگر تمہاری مرضی ہے تو غداری کرو۔ مسلمانوں نے اس معاملے میں توقف کیا اور حضرت عمر کو صورت حال سے آگاہ کیا تو انہوں نے یہ تحریر کیا:

فکتب الیھم : ان اللّٰہ عظّم الوفاء ، فلاتکونون اوفیاء حتی تفوا ، مادمتم فی شک اجیزوھم ، وفوالھم فوفوالھم ، وانصر فواعنھم '' (48)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ایفائے عہد کو بہت اہمیت دی ہے تم اس وقت تک باوفا نہیں بن سکتے جب تک کہ تم پورا عہد نہ کرو۔ تم انہیں مصالحت کی اجازت دیدو اور ان کے معاہدہ پر قائم رہو اور وہاں سے لوٹ آؤ۔

البلاذری نے غلام کے تیر کے ذریعے امان کا واقعہ شہریاج کے محاصرہ کے ضمن میں نقل کیا ہے۔ اس ضمن میں حضرت عمر کا یہ فرمان نقل کیا ہے:'' ان العبد المسلم من المسلمین ، ذمتہٗ کذمّتھم ، فلینفذ امانہ فانفذناہ '' (49)

ترجمہ: مسلمان غلام مسلمانوں میں سے ہے۔ اس کا ذمہ دوسرے مسلمانوں کے ذمہ کی طرح ہے اس کی امان نافذ کردو پس ہم نے اس کی عطا کردہ امان نافذ کردی۔

الطبری کے برعکس البلاذری کے بقول معاہدہ جندیسار بور حضرت ابوموسیٰ الاشعری نے درج ذیل شرائط پر کیا:

وسار ابو موسیٰ الی جند یساربور واھلھا منخوبون فطلبوا الامان فصالحھم علیٰ ان لا یقتل منھم احدًا ولا یسبیہ ولا یعرض لاموالھم سوی السلاح '' (50)

ترجمہ: ابوموسیٰ الاشعری جندیسار بور کی طرف گئے، سابوری والے ان کی لشکر کشی سے سراسیمہ ہو گئے۔ انہوں نے امان چاہی پس ابوموسیٰ نے ان شرائط پر صلح کی: ۱۔ ان میں سے کسی کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ ۲۔ نہ کسی کو غلام لونڈی بنایا جائے گا۔ ۳۔ نہ ان کے اموال سے تعرض کیا جائے گا۔ ۴۔ لیکن اسلحہ پر مسلمانوں کا حق ہوگا۔

(20) معاہدۃ النعمان مع اہل ماہ بہراذان (اہل ماہین)

"أعطاهم الامان على انفسهم واموالهم وارضيهم . لا يغيّرون عن ملّة ، ولا يحال بينهم وبين شرائعهم ، ولهم المنعة ما ادّوا الجزية فى كل سنة الى من وليهم : على كل حالم فى ماله ونفسه على قدر طاقته ، وما ارشدوا ابن السبيل ، واصلحوا الطرق ، وقروا جنود المسلمين ممن مربهم، فآوى اليهم يوماً وليلةً ، ووفوا ونصحوا . فان غشّوا وبدّلوا فذمتنا منهم بريئة .
شهد عبدالله ابن ذى السهمين ، والقعقاع بن عمرو ، وجرير بن عبدالله . وكتب فى المحرم سنة تسع عشرة" (51) .

ترجمہ: وہاں کے ذمیوں کے لئے :ا۔ان کے اموال، نفوس اور اراضی ہر ایک پر ان کا قبضہ بدستور تسلیم کیا جاتا ہے۔۲۔انہیں نہ تو ان کے دین سے ہٹایا جائے گا اور نہ ان کی شریعت سے تعرض کیا جائے گا۔۳۔انہیں ہر سال ایک مرتبہ جزیہ ادا کرنا ہوگا۔ یہ جزیہ ہمارے مقرر کردہ امیر کو پیش کرنا ہوگا جزیہ کے عوض ان کی حمایت کی جائے گی۔۴۔جزیہ کے مستحق صرف بالغ مرد ہوں گے۔۵۔جزیہ ہر فرد کے جان و مال پر وسعتِ مالی کے مطابق ہوگا۔۶۔انہیں نووارد مسافروں کی رہبری کرنا ہوگی۔۷۔گزرگاہوں کی درستی اور حفاظت بھی ان کے ذمے ہوگی۔۸۔ مسلمان فوجی دستوں کی ایک دن رات کی مہمانی اور قیام کا انتظام بھی ان کے ذمے ہے۔۹۔وہ وفاداری اور خیرخواہی سے رہیں گے۔اگر انہوں نے کسی معاہدے میں دھوکہ دہی اور شرائط میں کمی کی تو ہماری طرف سے امان کی ذمہ داری ختم ہوجائے گی۔

گواہان: ا۔عبداللہ بن ذی السہمین ۲۔قعقاع بن عمرو ۳۔جریر بن عبداللہ تاریخ تحریر: ماہ محرم 19 ہجری

(21) معاہدۃ حذیفۃ بن الیمان مع اہل ماہ دینار

"بسم الله الرحمن الرحيم هذا ما اعطى حذيفة بن اليمان اهل ماه دينار اعطاهم الامان على انفسهم واموالهم وارضيهم لايغيّرون عن ملّة ، ولا يحال بينهم وبين شرائعهم ، ولهم المنعة ما ادّوا الجزية فى كل سنة الى من وليهم من المسلمين : على كل حالم فى ماله ونفسه على قدر طاقته ، وما ارشدوا ابن السبيل ، اصلحو الطرق ، وقروا جنود المسلمين من مربهم . فآوى اليهم يوماً وليلةً ، ونصحوا . فان غشّوا وبدلوا فذمتنا منهم بريئة .
شهد القعقاع بن عمرو ، ونعيم بن مقرن ، وسويد بن مقرن" (52)

یہ معاہدہ حذیفہ بن الیمان نے اہل ماہ دینار سے درج ذیل شرائط پر کیا:

ا۔ ان کے اموال، نفوس اور اراضی ہر ایک پر ان کا قبضہ بدستور تسلیم کیا جائے گا۔

۲۔ انہیں نہ تو ان کے دین سے ہٹایا جائے گا اور نہ ان کی شریعت سے تعرض کیا جائے گا۔

۳۔ انہیں ہر سال ایک مرتبہ جزیہ ادا کرنا ہوگا۔ یہ جزیہ ہمارے مقرر کردہ امیر کو پیش کرنا ہوگا جزیہ کے عوض ... کی جائے گی۔

۴۔ جزیہ کے مکلّف صرف بالغ مرد ہوں گے۔

۵۔ جزیہ ہر فرد کے جان و مال پر اس کی وسعتِ مالی کے مطابق ہوگا۔

۶۔ انہیں نو وارد مسافروں کی رہبری کرنا ہوگی۔

۷۔ گزرگاہوں کی درستی اور حفاظت بھی ان کے ذمے ہوگی۔

۸۔ مسلمان فوجی دستوں کی ایک دن رات کی مہمانی اور قیام کا انتظام بھی ان کے ذمے ہے۔

۹۔ وہ مسلمانوں کے وفادار اور خیر خواہ رہیں گے اگر انہوں نے کسی معاملے میں دھوکہ دیا ... طرف سے امان کی ذمہ داری ختم ہو جائے گی۔

گواہان: ۱۔قعقاع بن عمرو ۲۔نعیم بن مقرن ۳۔سوید بن مقرن

تاریخ تحریر: ماہ محرم 19 ہجری

(22) معاہدۂ اصفہان

"بسم الله الرحمن الرحمن

كتاب من عبدالله للفاذوسفان واهل اصبهان وحواليها : انكم آمنون ما ... طاقتكم فى كل سنة ، تودونها الى الذى يلى بلادكم عن كل حالم ، ودلالة المسلم ... طريقه ، وقراه يوماً وليلةً ، وحملان الراجل الى مرحلة ، لا تسلّطوا على مسلم ... نصحكم واداء ماعليكم . ولكم الامان مافعلتم . فاذا غيّرتم شيئًا مغيّر منكم ولم تسلّموه ... لكم . ومن سبّ مسلماً بلغ منه . فان ضربه قتلناه "وكتب وشهد عبدالله بن قيس ... ، عصمه بن عبدالله . (53)

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عبداللہ کی جانب سے برائے اہل فاذوسفان واہل اصبہان اور ... معاہدہ ہے: ا۔ کہ تم سب اس جزیہ کے عوض میں مامون ہو جو تم اپنی وسعت کے مطابق سالانہ ادا کرو ... طرف واجب ہوگی اور ہمارے مقررہ محصّل کو پیش کرنا ہوگی۔ ۳۔ آمدورفت کے راستوں کی درستی اور ... صحیح سمت بتانا بھی تمہارے ذمے ہوگا۔ ۴۔ مسلمان سپاہیوں کی ایک دن رات کی مہمانی اور ان میں ...

سواری کا انتظام بھی تمہیں کرنا ہوگا ۵۔کسی مسلمان کے ساتھ رعب کے ساتھ پیش نہیں آنا ہوگا۔۶۔مسلمانوں سے [illegible] ان کو مقررہ جزیہ ادا کرنا ہوگا۔۷۔ان سب شرائط کی تکمیل کے عوض میں تمہیں امان ہے اور اگر تم نے عائد کردہ [illegible] کسی امر میں کمی کی یا تمہارے کسی فرد سے ایسا ہوا اور اس فرد کی حوالگی سے تم نے انکار کیا تو تمہاری امان سلب کر لی جائے گی۔ ۸۔اگر تم میں سے کسی شخص نے مسلمان کو سب (دشنام) کیا تو اس کی سزا دی جائے گی اور مسلمان کے قتل پر تمہارے [illegible] کیا جائے گا۔محرر: عبداللہ بن قیس

گواہان: ۱۔عبداللہ بن قیس (مذکور) ۲۔عبداللہ بن ورقاء ۳۔عصمہ بن عبداللہ تاریخ: [illegible]

البلاذری کے مطابق عبداللہ بن بدیل نے اصفہان کے ایک نواحی علاقے جیّ کے باشندوں سے [illegible] پر معاہدہ صلح کیا:" علیٰ ان یؤدّی اهلها الخراج والجزية ، وعلیٰ ان يّومنوا على انفسهم [illegible] مافی ایدیهم من السلاح" (54)

۱۔اہل جیّ جزیہ و خراج دیں گے۔۲۔ان کی جانوں اور اموال کو امان ہوگی۔۳۔اہل جیّ کو اسلحہ رکھنے کی اجازت نہ ہوگی۔

(23) معاہدة مع اہل الرّیّ

" بسم الله الرحمن الرحيم

هـذا مـا اعـطى نعيم بن مقرن الزينبى بن قولة : اعطاه الامان على اهل الرّى ومن كان معهم مـن غيرهم. على جزاء وطاقة كل حالمٍ فى كل سنة ، وعلى ان ينصحوا ويدّلوا ولا يغلّوا [illegible] وعلى ان يقروا المسلمين يوماً وليلةً ، وعلى ان يُفخّموا المسلمين . فمن سبّ مسلماً او استخف به نهک عقوبة . ومن ضربه قتل . ومن بدّل منهم فلم يسلم برمّته فقد غيّر جماعتكم" (55)

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: نعیم بن مقرن الزینبی بن قولہ کی جانب سے برائے اہل رے اور ان کے معاونین کو درج ذیل شرائط پر امان دی جاتی ہے: ۱۔تمہارے ہر ایک بالغ مرد پر حسب استطاعت سالانہ جزیہ عائد کیا جاتا ہے۔۲۔ جزیہ کے ساتھ مسلمانوں کی حمایت بھی تم پر لازم ہے۔ان میں سے مسافروں کو راستے بتانا، دشمن سے ان کی مخبری نہ کرنا [illegible] کے دشمن سے عدم تعاون اور ان کے حقوق و اموال میں خیانت سے باز رہنا بھی تم پر واجب ہے۔۳۔مسلمانوں کی ایک شبانہ روز مہمانی کرنا بھی لازم ہے اور ان کی تعظیم و تکریم بھی۔۴۔جو مسلمان کو گالی دے گا یا اس کی توہین کرے گا [illegible] مستوجب ہوگا۔کسی مسلمان کو زدوکوب کرنے کی سزا قتل ہوگی۔۵۔جو کوئی بغاوت کرے گا اس کو اصلاح و درستگی کے لیے (ہمارے) سپرد نہ کیا گیا تو تمہاری اجتماعی تباہی ہوگی

(24) معاہدۃ مع اہل دنباوند وغیرھا

" بسم الله الرحمن الرحيم

هـذا كتـاب نُعيـم بـن مـقـرّن لـمـردان شـاه مـصـمغان دنباوند ، واهل دنباوند [illegible]
والـلارز، والشـرز: انک آمـن ومن دخل معک على الكف ان تكف اهل ارضک [illegible]
الـفـرج بـمـائتـى الف درهم ، وزن سبعة ، فى كل سنة . لا يغار عليک ولا يدخل عليک [illegible]
ماقمت على ذلک ، حتى تغير ومن غيّر فلا عهدله ولا لمن لم يسلمه " (56)

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: معاہدہ از جانب نعیم بن مقرن برائے مندرجہ ذیل افراد [illegible]
دنباوند ii۔ اہل دنباوند iii۔ اہل خوار iv۔ اہل لارز v۔ اہل شرر
ا۔تم اور تمہارے ساتھیوں کو اس وقت تک مامون سمجھا جائے گا جب تک تمہاری سرزمین کے باشندے [illegible]
۲۔اور مسلمان سرحدی امیر کو سالانہ دو لاکھ درہم سالانہ (جزیہ) دیتے رہیں گے۔۳۔ جب تک تم ان شرائط کے پابند رہو
گے ہماری طرف سے کسی قسم کا حملہ نہیں ہوگا اور نہ تمہارے معاملات میں تمہاری خواہش کے بغیر دخل اندازی ہوگی۔ [illegible]
اس معاہدے پر اظہار رضامندی نہ کرنے والے کے لئے اور ہماری طرف سے شرائط سے انحراف کرنے والے کے لئے کوئی
معاہدہ نہیں ہے۔

(25) معاہدۃ مع اہل قومس

" بسم الله الرحمن الرحيم

هـذا مـا اعـطـى سُويـد بـن مقرن اهل قوميس ومن حشوا . من الامان على انفسهم [illegible]
وامـوالهـم، عـلـى ان يـؤدوا الجزية عن يدّ عن كل حالم بقدر طاقته ، وعلى ان ينصحوا ولا يغشوا
وعـلـى ان يـدلـوا . وعليهم نُزُل من نزل بهم من المسلمين يوماً وليلةً من اوسط طعامهم [illegible]
واستخفوا بعدهم فالذمة منهم بريئة " (57)

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: معاہدہ از جانب سوید بن مقرن برائے باشندگان قومس ونواح قومس
مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ ان کے نفوس، اموال و مذہب کے بارے میں امان دی جاتی ہے: ا۔ ہر بالغ اپنی وسعت کے
مطابق سال بسال جزیہ ادا کرے۔۲۔ مسلمانوں کی خیر طلبی اور ان سے دھوکہ اور دشمن سے ان کی جاسوسی میں [illegible]
لازم ہے۔۳۔تم پر مسلمانوں کی گزرگاہوں کی درستگی کی پابندی ہے۔۴۔اپنی بستی میں مسلمانوں کے ورود پر ان کے [illegible]
اوسط درجے کے کھانے کی مہمانی تمہارے ذمے ہے۔

ان شرائط میں سے کسی ایک شرط کی تبدیلی اور کسی مسلمان کی توہین پر ہماری طرف سے یہ امان ختم ہو جائے گی۔

البلاذری کے مطابق اہل الرے اور قومس کی جانب سے ان کے سردار الفرخان بن الزینبی

کہتے تھے وہ عارین بھی کہلاتا تھا، اس نے اہل الرے اور قومس کی طرف سے درج ذیل شرائط پر معاہدہ کیا:

"فصالحه ابن الزينبي بعد قتال على ان يكونوا ذمة يؤدّون الجزية و الخراج
اهل الرّي وقومس خمس مائة الف، على ان لا يقتل منهم احداً ولا يسبيه ولا يهدم
نار"(58)

ترجمہ: پس ابن الزینبی نے قتال کے بعد (عروہ مسلمان سپہ سالار) نے اس سے ان شرائط پر صلح کی
کر جزیہ وخراج ادا کرے گا۔۲۔ اہل الرے اور قومس کی طرف سے پانچ لاکھ درہم ادا کئے جائیں گے۔۳۔
قومس میں سے نہ کسی کو قتل کیا جائے گا اور نہ قیدی بنایا جائے گا۔۴۔ ان کا کوئی آتش کدہ منہدم نہیں کیا جائے گا۔

(26) معاہدۃ مع اہل جرجان

"بسم الله الرحمن الرحيم

هذا كتاب من سويد بن مقرّن لرزبان صول بن رزبان، واهل دهستان
ان لكم الذمة وعلينا المنعة، على ان عليكم من الجزاء في كل سنة على قدر طاقتكم
. ومن استعنا به منكم فله جزاؤه في معونته عوضاً من جزائه. ولهم الامان على انفسهم
ومللهم وشرائعهم. ولا يغيّر شيء من ذلك هو اليهم، ماادّوا، وارشدوا ابن السبيل
وقروا المسلمين، ولم يبد منهم سلّ ولا غلّ. ومن اقام فيهم فله مثل مالهم
حتى يبلغ مامنه. وعلى انّ من سبّ مسلماً بلغ جهده ومن ضربه حل دمه.
شهد سواد ابن قطبة، وهند بن عمر، وسماك بن مخرمة، وعتيبة بن النهاس
سنة ثماني عشرة" (59)

ترجمہ: یہ معاہدہ سوید بن مقرن کی طرف سے زربان، صول بن زربان، اہل دہستان اور تمام جرجان
شرائط پر امان ہے: ۱۔ ہمارے لئے حفاظت لازمی ہے اور تم پر اپنی وسعت کے مطابق سالانہ جزیہ
پابند افراد میں سے جو شخص اپنی مصیبت میں ہم سے اعانت کا خواستگار ہوگا ریاست کی طرف سے جزیہ کے بدلے
کی جائے گی۔۳۔ ان کے ہر فرد کا مال، جان، مذہب اور شریعت ہماری گرفت سے آزاد ہے جب تک جزیہ
ان کی طرف سے ان چیزوں میں کوئی تعرض نہ ہوگا۔۴۔ انہیں ہمارے راہ گیر مسافروں کی

ہوگی۔۵۔مسلمانوں سے ہمدردی کرنا ان پر واجب ہے۔٦۔نو وارد مسلمانوں کی مہمانی ان پر [illegible] ہے۔ [illegible] لوگ ہماری مخبری کرو یا کسی رقم وجنس کی ادائیگی میں خیانت کا ارتکاب کرو۔۸۔اگر غیر متعلق افراد میں سے کوئی [illegible] کے ہاں آباد ہو جائے تو اس پر بھی یہی پابندی اور یہی مراعات ہوں گی۔۹۔اور جو فرد یا قبیلہ یہاں سے ترک [illegible] اسے معاہدین کی سرحد تک امن کے ساتھ پہنچانا ریاست کا ذمہ ہے۔١٠۔مسلمان کے سبّ پر [illegible] مسلمان کے قتل پر قاتل کو مباح الدم قرار دیا جائے گا۔

گواہان: ا۔سواد بن قطبہ ٢۔ہند بن عمر ٣۔سماک بن مخرمہ ٤۔عتیبہ بن نہاس [illegible]

(27) معاہدۃ مع اہل طبرستان و جیلجیلان

"بسم الله الرحمن الرحيم

هذا كتاب من سويد بن مقرّن للفرّخان ، اصبهبذ خراسان على طبرستان [illegible] من اهل العدو . انك آمن بامان الله عز وجل ، على ان تكف لُصُوتك واهل حواشي [illegible] ولا تؤوى لنا بغيةً . وتتقى من ولي فرج ارضك بخمسمائة الف درهم من دراهم ارضك [illegible] فعلت ذلك فليس لاحد منا ان يغير عليك ، ولا يتطرّق ارضك ولا يدخل عليك [illegible] سبيلنا عليكم بالاذن آمنة ، وكذلك سبيلكم ولا تؤون لنا بُغيةً ولا تسلّون لنا [illegible] فان فعلتم فلا عهد بيننا وبينكم . شهد سواد بن قطبة التميمي ، وهند بن عمر المرادي [illegible] بن مخرمة الاسدي ، وسماك بن عبيد العبسي ، وعتيبة بن النهاس البكري [illegible] عشرة" (60)

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: معاہدہ از سوید بن مقرن برائے فرخان سپہ سالار اعظم [illegible] طبرستان ومحاربین وجیل جیلان بہ عساکر اسلامیہ تم درج ذیل شرائط پر اللہ کی امان سے مأمون ہو۔ [illegible] گردونواح کے چوری پیشہ لوگوں پر نگرانی رکھو۔٢۔ہمارے دشمنوں کو اپنے ہاں پناہ نہ دینا۔٣۔آپ [illegible] سرحدی حاکم کو سالانہ 5 لاکھ درہم بسکہ رائج الوقت بطور جزیہ ادا کرنا۔٤۔تب ہماری طرف سے کوئی تعرض [illegible] سرزمین کو روندا جائے گا اور نہ تمہاری اجازت کے بغیر ہمارا لشکر داخل ہوگا۔۵۔ہمارا رویہ تمہارے [illegible] پر امن ہوگا اور ایسے ہی تمہارا ہوگا۔٦۔اور نہ ہمارے دشمنوں کو اپنے ہاں پناہ دو نہ ہماری مخبری دشمن کو کرو۔ [illegible] اس سے معاہدہ ختم ہو جائے گا۔

گواہان: ا۔سواد بن قطبہ تمیمی ٢۔ہند بن عمر المرادی ٣۔سماک بن مخرمہ اسدی ٤۔سماک بن عبید [illegible]

۵۔عتیبہ بن نہاس البکری تاریخ تحریر: 18 ہجری

(28) معاہدۃ مع اہل آذربیجان

"بسم الله الرحمن الرحيم

هـذا مـا اعـطى عتبة بن فرقد عامل عمر بن الخطاب امير المومنين اهل آذربيجان [illegible] وجبلهـا وحـواشيها وشفارها واهل مللها كلهم ، الامان على انفسهم واموالهم ومللهم [illegible] علـى ان يـؤدّوا الجزية على قدر طاقتهم . ليس على صبى ولا امراة ولا زمن ليس فى يديه من [illegible] شـى ء . ولا متـعبّد متخلّ ليس فى يديه من الدنيا شى ء ، لهم ذلك ولمن سكن منهم [illegible] الـمسـلـم مـن جنود المسملين يوماً وليلةً . ودلالته . ومن حشر منهم فى سنة وضع عنه [illegible] السـنة . ومن اقام فله مثل ما لمن اقام من ذلك . ومن خرج فله الامان حتى يلجا الى [illegible] جنـدب . وشهـد بـكيـر بـن عبـدالله الليثى ، وسماك بن خرشة الانصارى . وكتب فى [illegible] عشرة" (61)

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: معاہدہ از عتیبہ بن فرقد عامل امیر المومنین عمر بن الخطاب بہ اہل آذربائیجان [illegible] کے لئے مندرجہ ذیل امور میں کامل امن وامان اور آزادی ہے۔ا۔ ہر قسم کی اراضی، پہاڑ اور ان کے اطراف [illegible] کے جملہ باشندے، ان کی جان و مال، مذہب اور شریعت سب مامون ہوں گے۔ بالعوض اس حد تک جزیہ [illegible] استطاعت کے مطابق ادا کرسکیں اور یہ بھی مندرجہ ذیل افراد پر سے ساقط ہے: (الف) کم سن بچوں پر سے [illegible] ہے۔(ب) عورتوں پر سے ساقط ہے۔(ج) بے مایہ فقیر اور ایسے ہی عابد سے بھی ساقط ہے۔۲۔ جو شخص ہمارے [illegible] جہاد میں شریک ہو اس سے اس سال کا جزیہ ساقط ہے۔۳۔ اگر دوسرے خطے کا فرد یا قبیلہ ان کے ہاں آباد ہو [illegible] انہیں شرائط کا پابند اور انہیں مراعت کا مستحق ہے۔۴۔ عوام پر اسلامی لشکر کی ایک دن کی مہمان نوازی اور [illegible] ضروری ہے۔۵۔ جو کوئی یہاں آ کر رہے اس کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو پہلوں کو حاصل ہیں۔۶۔ اور [illegible] فرد یا قبیلہ ترک اقامت کرنا چاہے تو اپنی سرحد تک اس کی حفاظت ہم پر واجب ہے۔

گواہان: ۱۔بکیر بن عبداللہ اللیثی ۲۔سماک بن خرخشہ انصاری محرر: جندب تاریخ: 8[illegible] ہجری

البلاذری کے مطابق حضرت حذیفہ بن الیمان نے آذربائیجان کے حاکم مرزبان سے درج ذیل شرائط پر معاہدہ صلح کیا:

"ثم ان الـمـرزبان صالح حذيفة عن جميع اهل اذربيجان على ثمان مائة الف درهم [illegible] ثـمـانية ، عـلـى ان لايـقتـل مـنهـم احدًا ولا يسبيه ولا يهدم بيت نار ، ولا يعرض لاكراد [illegible]

وسبلان وساترودان، ولا يمنع اهل الشيز خاصة من الزفن ، في اعيادهم واظهار ما كانوا يظهرونه"(62)

ترجمہ: المرزبان نے (جنگ کے بعد) آٹھ اوقیہ وزن کے برابر آٹھ لاکھ درہم کے عوض درج ذیل شرائط پر صلح کر لی:

۱۔ان میں کسی کو قتل نہیں کیا جائے گا۔۲۔قیدی نہیں بنایا جائے گا۔۳۔ان کا کوئی آتش کدہ منہدم نہیں کیا جائے گا۔

۴۔ بلاسحان، سبلان اور ساترودان کے کردوں کے مقابلہ میں انہیں غیر محفوظ نہیں چھوڑا جائے گا۔

۵۔ خاصۃً اہل الشیز کو ان کی عیدوں کے مواقع پر زفن (رقص) سے اور دوسرے اعمال ورسومات سے روکا نہیں جائے گا۔

(29) معاہدۃ اہل صامغان ودراباذ

اہل صامغان ودراباذ نے عتبہ بن فرقد امیر لشکر اسلامی سے جزیہ وخراج کی ادائیگی کے علاوہ درج ذیل شرائط پر معاہدہ صلح کیا:

" صالح اهل الصامغان ودراباذ عتبة على الجزية والخراج ، على ان لايقتلوا ولا يسبوا ولا يمنعوا طريقاً يسلكونهُ " (63)

ترجمہ: اہل صامغان اور دراباذ نے عتبہ سے جزیہ اور خراج کی ادائیگی کے علاوہ ذیل کی شرائط پر صلح کی۔

۱۔انہیں قتل نہیں کیا جائے گا۔۲۔لونڈی غلام نہ بنایا جائے گا۔۳۔انہیں ان کے مذہب ومسلک سے نہ روکا جائے گا۔

(30) معاہدۃ مع عظیم ہرات (فی افغانستان)

" بسم الله الرحمن الرحيم

هذا ما امر به عبدالله بن عامر ، عظيم هراة ، وبو شنج ، وبادغيس امره بتقوى الله ومناصحة المسلمين ، واصلاح ماتحت يديه من الارضين ، وصالحه عن هراة سهلها وجبلها على ان يؤدى من الجزية ماصالحه عليه ، وان يقسم ذلك على الارضين عدلاً بينهم فمن منع ما عليه فلا عهد له ولا ذمة . وكتب ربيع بن نهشل، وختم ابن عامر " (64)

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: حکم نامہ از عبداللہ بن عامر بنام بادشاہ ہرات بوشنج وبادغیس۔ جس کی صلح ہوئی ہے۔ عبداللہ بن عامر نے انہیں مندرجہ ذیل امور کا پابند کیا: ۱۔خوف خدا ملحوظ رہے۔۲۔مسلمانوں کی ہمدردی پیش نظر رہے۔۳۔ اپنے ماتحت کاشت کاروں کی اصلاح کی جائے۔۴۔انہیں ماتحت علاقے کی جملہ اراضی اور پہاڑوں کی پیداوار پر قابض رکھا جائے گا بشرطیکہ وہ متعین جزیہ ادا کریں۔۵۔کاشت کاروں پر مزروعہ اراضی منصفانہ تقسیم کی جائے۔

اپنی ذمہ داری کا انکار کیا اس کے لئے کوئی معاہدہ وامان نہیں ہوگا۔

کاتب: ربیع بن نہشل مہر: ابن عامر

(31) معاہدۃ مع اہل دبیل (فی ارمینیا)

"بسم الله الرحمن الرحيم

من حبيب بن مسلمة لنصارى اهل دبيل، ومجوسها، ويهودها، وشاهدهم وغائبهم انى امنتكم على انفسكم واموالكم، وكنائسكم وبيعكم، وسور مدينتكم، فانتم آمنون وعلينا الوفاء لكم بالعهد ماوفيتم، واديتم الجزية والخراج. شهد الله وكفى به شهيداً وختم حبيب بن مسلمة" (65)

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: معاہدہ امن من جانب حبیب بن مسلمہ برائے باشندگان دبیل از نصاریٰ و مجوس و یہود ... اور وطن خویش وغیر موجودین (بہر یک)۔شرائط معاہدہ درج ذیل ہیں: ۱۔تمہارے نفوس، اموال، گرجے ... بستیوں کی فصیلیں کسی سے تعرض نہ ہوگا تم میں سے ہر ایک کے لئے امان ہے۔۲۔ ہماری جانب سے ایفائے عہد ہوگا جب تک تم ایفاء کروگے اور تم جزیہ وخراج ادا کرتے رہوگے۔ اللہ گواہ ہے اس پر اور اس کی گواہی کافی ہے۔ مہر حبیب بن مسلمہ

(32) معاہدۃ مع اہل تفلیس

"بسم الله الرحمن الرحيم

هذا كتاب من حبيب بن مسلمة لاهل تفليس من جرزان ارض الهرمز بالامان لكم على انفسكم وصوامعكم وبيعكم وصلواتكم، على الاقرار بصغار الجزية، على كل اهل بيت دينار وافٍ، ولنا نصيحتكم ونصركم على عدوّالله وعدوّنا، وقِرى المجتاز ليلة من حلال طعام اهل الكتاب وحلال شرابهم، وهداية الطريق في غير ما يضرفيه باحد منكم، فان اسلمتم واقمتم الصلٰوة واتيتم الزكٰوة فاخواننا فى الدين وموالينا، ومن تولّى عن الله ورسله وكتبه وحزبه فقد آذناكم بحرب على سواءٍ ان الله لا يحب الخائنين. شهد عبدالرحمن بن خالد والحجاج ... وكتب رباح واشهد الله وملائكتهُ والذين امنوا وكفى بالله شهيداً" (66)

كاتب: رباح التاريخ: 22 هجرى

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: یہ تحریر برائے معاہدہ حبیب بن مسلمہ کی طرف سے جرزان ارض الہرمز کے ... کے نام ہے: تمہارے جان و مال، گرجوں، عبادت خانوں اور مذہبی رسومات کی حفاظت کا ذمہ لیا جاتا ہے بشرطیکہ ...

کرنے کا اقرار کرو۔ جو ہر گھرانے پر ایک مکمل دینار ہے نیز یہ کہ تم ہماری خیر خواہی کرو اور ہمارے اور اللہ کے دشمنوں کے خلاف ہماری مدد کرو اور اہل کتاب کے حلال کھانے پینے کی چیزوں سے مسلمان مسافر کی ایک رات مہمان نوازی کرو اور اسے راستہ بتاؤ جس سے تمہارے کسی شخص کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ اگر تم اسلام قبول کرو تو نماز کو قائم کرو اور زکوۃ دو تم ہمارے دینی بھائی اور ہمارے دوست بن جاؤ گے اور جو اللہ اور اسکے رسول ﷺ اس کی کتابوں اور اس کے گروہ سے کنارہ کشی کرے گا تو ہم اس کے ساتھ برابر کی جنگ کرنے کا اعلان کرتے ہیں کیونکہ اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اس کے گواہ عبدالرحمٰن بن خالد حجاج اور عیاض ہیں اسے رباح نے تحریر کیا۔ میں اللہ، اس کے فرشتوں اور ایمان والوں کو شہادت کیلئے پیش کرتا ہوں تاہم اللہ گواہی کے لئے کافی ہے۔ معاہدہ تفلیس البلاذری نے اختلاف الفاظ کے ساتھ اس طرح نقل کیا ہے:

"بسم الله الرحمن الرحيم

هذا كتاب من حبيب بن مسلمة لاهل تفليس من منجليس، من جرزان الامان على انفسهم، وبيعهم، وصوامعهم وصلواتهم، ودينهم، على اقرار بالصغار والجزية على كل اهل بيت دينار، وليس لكم ان تجمعوا بين اهل البيوتات تخفيفاً للجزية، ولا لنا ان نفرق بينهم استكثارا منها، ولنا نصيحتكم وضلعكم على اعداء الله ورسوله ﷺ ما استطعتم وقرى المسلم المحتاج ليلة بالمعروف من حلال طعام اهل الكتاب لنا، وان انقطع برجل من المسلمين عندكم فعليكم أداؤه الى ادنى فئة من المومنين الا ان يحال دونهم، وان انبتم واقمتم الصلاة فاخواننا في الدين والا فالجزية عليكم، وان عرض للمسلمين شغل عنكم فقهركم عدوكم فغير ماخوذين بذلك ولا هو ناقض عهدكم، هذا لكم وهذا عليكم شهد الله وملائكته وكفى بالله شهيدا"(67)

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریر حبیب بن مسلمہ کی طرف سے اہل تفلیس کے لئے ہے جو جرزان القرمز کے علاقہ منجلیس میں واقع ہے ان کی جانوں اور ان کے بیعوں اور ان کے صومعوں اور ان کی عبادت گاہوں اور ان کے دین کے لئے امان ہے بشرطیکہ وہ عاجزی کا اقرار کریں اور گھروں کے تمام افراد پر ایک دینار جزیہ دیں۔ تمہارے لئے یہ جائز نہیں ہوگا کہ جزیہ میں کمی کرنے کی غرض سے کئی گھر ملا کر ایک کرو اور نہ ہمارے لئے یہ جائز ہوگا کہ جزیہ میں بیشی کرنے کی غرض سے گھروں میں تفریق کریں۔ ہمارا حق یہ ہے کہ تم ہماری خیر خواہ کرو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں کے مقابلہ میں ہماری مدد کرو اور اہل کتاب کے طعام حلال سے حاجت مند مسلمانوں کی ایک رات کے لئے میزبانی کرو۔ اگر کوئی مسلمان رستہ بھول کر تمہاری طرف آ نکلے تو اسے مسلمانوں کی قریب ترین آبادی تک پہنچا دو لیکن اس صورت میں کہ کوئی رکاوٹ حائل ہو تو تمہارے لئے رخصت ہے۔

اگر تم اللہ کی طرف رجوع ہو جاؤ گے اور نماز پڑھنے لگو گے تو تم ہمارے دینی بھائی ہو ورنہ تم پر جزیہ ہے۔ اگر مسلمان کسی اور طرف مشغول ہو کر تمہاری حفاظت سے عاجز ہو جائیں اور تمہارا دشمن تمہیں مغلوب کرلے تو اس کے لئے تم ماخوذ نہیں ہو گے اور نہ یہ بات تمہارے عہد کے لئے ناقص ہوگی یہ ہمارے حقوق اور یہ تمہارے فرائض ہیں۔ شهد الله و ملائكته و كفى بالله شهيداً۔

(33) تجدید معاہدۃ اہل تفلیس

" بسم الله الرحمن الرحيم

هذا كتاب من الجراح بن عبدالله ، لاهل تفليس من رستاق منجليس من كورة جرزان انهم اتونى بكتاب امان لهم من حبيب بن مسلمة ، على الاقرار بصغار الجزية وانه صالحهم على ارضين لهم وكروم وارحاء يقال لها أوارى ، وسا بيناً من رستاق منجليس ، وعن طعام وديدونا من رستاق قحويط من كورة جرزان على ان يؤدّوا عن هذه الارحاء ، والكروم فى كل سنة مائة درهم بلا ثانية فانفذت لهم امانهم وصلحهم، وامرت الّا يراد عليهم . فمن قرئ عليه كتابى فلا يتعد ذلك فيهم ان شاء الله " (68)

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: تجدید امان نامہ از جراح بن عبداللہ برائے اہل تفلس از پرگنہ منجلیس (از علاقہ جرزان)۔ یہاں کے رئیس میرے پاس وہ امان نامہ لائے جو (میرے پیش رو) حبیب بن مسلمہ نے بالعوض جزیہ کے انکو عطا فرمایا تھا اور اپنے علاقے میں پن چکیوں اور انگوروں کی پیداوار پر سالانہ ایک سو درہم مزید جزیہ کے طور پر عائد کیا۔ حبیب بن مسلمہ کے اس امان نامہ کی تفصیل یہ ہے: ا۔ ان کے پرگنہ منجلیس کے مواضع آواری اور سابیناپر ان کا قبضہ برقرار رکھا جاتا ہے ۲۔ اور ان کے مواضع طعام و دیدونا از پرگنہ قحویط در علاقہ جرزان پر بھی ان کا قبضہ تسلیم کیا جاتا ہے ۳۔ ان کے علاقے کی پن چکی اور انگوروں کے باغات پر بھی ان کا حق تسلیم کیا جاتا ہے۔ میں (جراح بن عبداللہ) ان کے پیش رو کے امان نامے اور صلح کو نافذ کرتا ہوں اور اپنے ہم مسلک مسلمانوں کو حکم دیتا ہوں کہ وہ جزیہ اور خراج (ایک سو درہم سالانہ) پر اضافہ نہ کریں۔ جس فرد حکومت کے سامنے میرا یہ تصدیق نامہ پڑھا جائے وہ ان ذمیوں پر زیادتی نہ کرے۔ ان شاء اللہ۔

(34) معاہدۃ مع اہل موقان

" بسم الله الرحمن الرحيم

هذا ما اعطى بُكير بن عبدالله اهل موقان من جبال القبج : الامان على اموالهم وانفسهم وملتهم وشرائعهم ، على الجزاء دينار عن كل حالم اوقيمته ، والنصح ، ودلالة المسلم ونزله يومه

وليلته. فلهم الامان ما اقروا ونصحوا، وعلينا الوفاء والله المستعان. فإن تركوا ذلك
منهم غش، فلا امان لهم الا ان يسلّموا الغششة برمّتهم، والّا فهم متمالئون. شهد
ضرار، والرسارس بن جنادب، وحملة بن جوية. وكتب سنة احدى وعشرين" (69)

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ معاہدہ ہے بکیر بن عبداللہ کی طرف سے اہلیان موقان از کوہِ قبج کے لئے۔ ان کے
شریعت ہر ایک کے لئے امان ہے بالعوض: ا۔ سالانہ ایک دینار یا اس قیمت کی کوئی شے ان کے ہر ایک
سے بطور جزیہ کے۔ ۲۔ مسلمانوں کی ہمدردی، ان کے راہ گیر مسافروں یا فوج کی رہبری اور ایک رات دن
ان کے ذمہ ہے۔ ۳۔ ان کے لئے امان ہے۔ جب تک وہ ان شرائط پر قائم رہیں گے اور مسلمانوں کے
پر وفاء لازمی ہے اور اللہ ہمارا معاون ہے۔ ۴۔ اگر وہ ان شرائط کو ترک کریں گے اور ان کی طرف سے کسی
ظاہر ہوئی تو امان ختم ہے یہاں تک کہ دھوکہ بازوں کو وہ ہمارے حوالے کر دیں ورنہ دونوں ایک دوسرے کے
گے۔

گواہان: ا۔ شماخ بن ضرار ۲۔ رساس بن جنادب ۳۔ حملہ بن جویہ تاریخ تحریر

(35) معاہدۃ مع شہر براز واہل ارمینیہ

" بسم الله الرحمن الرحيم

هذا ما اعطى سراقة بن عمرو عامل امير المومنين عمر بن الخطاب شهر براز
ارمينية، والارمن من الامان: اعطاهم اماناً لانفسهم واموالهم وملّتهم، ألا يضارّوا
وعلى اهل ارمينية والابواب، الطرّآء منهم والتّناء، ومن حولهم فدخل معهم ان ينفروا
وينفُذوا لكل امر ناب اولم ينب رآه الوالي صلاحًا. على ان يوضع الجزاء عمن اجاب الى ذلك
الحشر، والحشر عوض من جزائهم. ومن استُغنى عنه منهم وقعد، فعليه مثل ما على اهل
آذربيجان من الجزاء، والدلالة، والنُّزُل يوماً كاملاً. فان حُشروا وضع ذلک عنهم
أُخذوا به. شهد عبدالرحمن بن ربيعة، وسلمان بن ربيعة، وبُكير بن عبدالله. وكتب
مُقرّن وشهد" (70)

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: یہ امان نامہ ہے جو سراقہ بن عمرو عامل امیر المومنین عمر بن الخطاب
اور اہالیان آرمینیا کو لکھوا کر دیا: ا۔ ان کے جان و مال اور مذہب ہر ایک کے لئے پوری امان ہے۔

جائے گی اور نہ کوئی نقصان پہنچایا جائے گا۔۲۔آرمینیا اور ابواب کے قدیم اور نو آباد اور ان کے گرد و نواح کے [illegible]
معاہدہ کیا گیا ہے کہ وہ اعلان عام کے وقت جنگ میں شریک ہوں گے۔ ہر اہم اور غیر اہم موقع پر [illegible]
بھی مسلمان حاکم مناسب سمجھیں۔۳۔جو لوگ جنگ میں شریک ہوں گے ان کو جزیہ کی معافی ہوگی [illegible]
جزیہ کا معاوضہ ہے۔۴۔جو جنگی خدمات انجام نہیں دے گا اور گھر پر بیٹھا رہے گا وہ اہل آذربائیجان کی طرح [illegible]
۵۔اپنے ہاں نو وارد مسلمانوں کی ایک شبانہ روز ضیافت کرنا لازم ہوگا۔۶۔راہ گیر مسافروں کی [illegible]
ہوگی۔۷۔اگر یہ لوگ جنگ میں شریک ہوئے تو ان پر جزیہ نہیں لگایا جائے گا اور اگر نہ شریک ہوئے تو جزیہ [illegible]
گواہان: ۱۔عبدالرحمٰن بن ربیعہ ۲۔سلیمان بن ربیعہ ۳۔بکیر بن عبداللہ ۴۔مرضی بن مقرن (محرر [illegible]

مبحث دوم: معاہدات مصر

(36) معاہدۃ مع اہل مصر

"بسم الله الرحمن الرحيم

هذا ما اعطى عمرو بن العاص اهل مصر من الامان: على انفسهم وملتهم [illegible] وصُلبهم وبرّهم وبحرهم. لا يدخل عليهم شيء من ذلك، ولا ينتقص، ولا يسـ[illegible] وعلىٰ اهل مصر ان يعطوا الجزية اذا اجتمعوا على هذا الصلح، وانتهت زيادة نهرهم خمسين [illegible] الف، وما عليهم ما جنى لُصُوتهم، فان ابى احد منهم ان يجيب رفع عنهم من الجزاء بقدرهم [illegible] وذمّتنا ممن ابى بريئة، وان نقص نهرهم من غايته اذا انتهى، رفع عنهم بقدر ذلك [illegible] صلحهم من الرّوم والنُّوب فله مثل ما لهم، وعليه مثل ماعليهم، ومن ابى واختار الذهاب فهو [illegible] حتى يبلغ مامنه، او يخرج من سلطاننا، عليهم ما عليهم اثلاثاً، في كل ثلث جباية ثلث [illegible] على ما في هذا الكتاب عهد الله وذمته، وذمة رسوله، وذمة الخليفة امير المومنين [illegible] المومنين. وعلى النوبة الذين استجابوا: ان يعينوا بكذا وكذا رأساً، وكذا وكذا فرساً [illegible] لايغزوا، ولا يمنعوا من تجارة صادرة ولا واردة. شهد الزبير، وعبدالله، ومحمد [illegible] وردان وحضر فدخل في ذلك اهل مصر كلهم، قبلوا الصلح. سنة: 20 هجرى [illegible]

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: عمرو بن عاص نے درج ذیل شرائط پر اہل مصر سے ان کی جان، مال [illegible] تری کے تمام علاقوں کی حفاظت کا معاہدۂ صلح کیا: ا۔ وہ اپنی (عبادت گاہوں) میں اضافہ نہیں کریں گے نہ [illegible] ان میں کمی ہوگی۔ ۲۔ اہل نوبہ (اہل حبشہ) کو اپنے ہاں آباد نہیں کریں گے۔ ۳۔ اہل مصر جب اس صلح پر متفق ہو [illegible] پر جزیہ کی ادائیگی لازمی ہوگی۔ ۴۔ جزیہ زیادہ آمدنی (دریائے نیل میں پانی کی زیادتی) کی صورت میں [illegible] ۵۔ چوری کا ارتکاب کرنے والے خود ذمہ دار ہوں گے (دوسروں سے تعرض نہ ہوگا)۔ ۶۔ اگر اہل مصر میں سے کوئی [illegible] انکار کرے گا یا ان سے جزیہ وصول نہیں ہوگا ایسے لوگوں سے ہماری حفاظت کی ذمہ داری ختم ہوگی۔ ۷۔ [illegible] صورت میں (نیل میں پانی کی کمی کے سبب) اتنی مقدار میں جزیہ کی وصولی کم کردی جائے گی۔ ۸۔ اہل روم [illegible] اس معاہدہ صلح میں شامل ہوں گے ان کے حقوق وفرائض اہل مصر کی مثل ہوں گے۔ ۹۔ جو اس (معاہدہ) سے [illegible] دوسری جگہ جانا چاہے تو اسے مکمل پناہ دی جائے گی یہاں تک کہ وہ جائے امن پر پہنچ جائے یا ہماری سلطنت سے نکل [illegible] ۱۰۔ اگر وہ رہنا چاہیں تو ان پر جزیہ وہاں کی پیداوار کا نواں حصہ ہوگا۔ ۱۱۔ جو کچھ اس معاہدہ میں لکھا گیا اس [illegible]

اس کے رسول، خلیفہ امیر المومنین اور تمام مسلمان ہیں۔ ۱۲۔ اہل حبشہ میں سے جو اس معاہدہ کو قبول کریں ان کے ... داری بھی ہے کہ وہ اسی قدر شخصی امداد کریں اور گھوڑوں سے بھی امداد کریں نیز وہ جنگ نہ کریں ... تجارت کو روکیں۔ اس معاہدہ کے گواہ حضرت زبیر اور حضرت عمرو بن العاص کے دونوں فرزند حضرت عبد ... بن عمرو تھے۔ اس کے کاتب وردان تھے۔ اس معاہدہ میں تمام اہل مصر شامل ہو گئے تھے اور انہوں نے صلح نامہ ...

(37) معاہدات وقت فتح مصر

" ابو عبید .... قال : سألت شيخًا من القدماء : هل كان لاهل مصر عهد ؟ قال : نعم ... : فهل كان لهم كتاب ؟ قال : نعم ، كتاب عند طلما صاحب اخنا ؛ و كتاب عند فلان ... فلان . قلت : فكيف كان عهدهم ؟ قال : عليهم دينار ان من الجزية ، و رزق المسلمين ... اتعلم ما كان لهم من الشروط ؟ قال : نعم ، ستة شروط : ان لا يخرجوا من ديارهم ... نساؤهم ولا ابناؤهم ، ولا كنوزهم ، ولا ارضوهم ، ولا يزاد عليهم . هم ستة شروط ... من ارضهم شيء ، ولا يزاد عليهم . ولا يكلفوا فوق طاقتهم . ولا توخذ ذراريهم ... عدوهم من ورائهم . قال ابو عبيدةؒ : فقد اختلفت الاخبار في امرهم ، و انا اقول ... قد كانا : وقد صدق الخبران كلاهما . لانها افتتحت مرتين . فكانت ... انتكست الروم عليهم ، ففتحت الثانية عنوة " (72)

ترجمہ: عبیداللہ بن جعفر کہتے ہیں میں نے قدماء میں سے ایک بزرگ سے دریافت کیا "کیا مصر ... کوئی معاہدہ ہوا تھا" انہوں نے جواب دیا "ہاں" میں نے پوچھا کیا ان کے پاس کوئی عہد نامہ تھا؟ انہوں نے ... ایک عہد نامہ طلماء کے پاس تھا جو اخنا کا حاکم تھا ایک معاہدہ فلاں کے پاس، ایک فلاں کے پاس۔ میں نے پوچھا ان سے کیا عہد ہوا تھا؟ انہوں نے جواب دیا "ان پر دو دینار جزیہ مقرر کیا تھا اور مسلمانوں کی خوراک کا اہتمام ... کیا" کیا آپ کو وہ شرائط معلوم ہیں جو ان سے کی گئی تھیں؟ انہوں نے کہا "ہاں" درج ذیل چھ شرائط ...

۱۔ وہ اپنے گھروں سے نہ نکالے جائیں گے۔ ۲۔ ان کی عورتیں اور بچے ان سے نہ چھینے جائیں گے ... خزانے اور ان کی زمین انہی کے پاس رہنے دی جائے گی۔ ۴۔ ان پر (متعین کی جانے والی پابندیوں میں ... کیا جائے گا۔ ایک روایت کے مطابق درج ذیل شرائط ہیں: ۱۔ ان کی زمین سے کچھ نہیں لیا جائے گا ... پابندیوں کے علاوہ اضافہ نہیں کیا جائے گا۔ ۳۔ ان کی طاقت سے زیادہ ان کو تکلیف نہیں دی جائے گی۔ ... نہیں چھینا جائے گا۔ ۵۔ ان کے دشمنوں کے خلاف لڑا جائے گا۔

امام ابوعبید کہتے ہیں مصریوں کے معاہدہ سے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔ میرا خیال ہے یہ دونوں [illegible] تھیں اور دونوں مختلف روایات صحیح ہیں اس لئے کہ مصر دو مرتبہ فتح ہوا ہے۔ پہلی مرتبہ صلح کے ذریعے فتح ہوا تھا لیکن [illegible] پھر اس پر حکومت کرنے لگے لہٰذا دوسری بار فوجی قوت کے ذریعہ ان پر فتح حاصل کی گئی۔

امام ابوعبید تقسیم اراضی مصر کے بارے میں درج ذیل روایت نقل کرتے ہیں۔

"سمعت سفيان بن وهب الخولاني يقول : لما افتحت مصر بغير عهد قام الزبير [illegible] يا عمرو بن العاص، اقسمها ، فقال عمرو : لا اقسمها فقال الزبير : لتقسمنها كما قسم رسول الله ﷺ . فقال عمرو : لا اقسمها ، حتى اكتب الى امير المومنين ، فكتب الى عمر فكتب [illegible] عمر : ان دعها حتىٰ يغزو منها حبلُ الحَبَلة ، قال ابو عبيد : اراه اراده [illegible] تكون فيئا موقوفا للمسلمين ماتنا سلوا ، يرثه قرنٌ عن قرن ، فتكون قوة لهم على عدوهم" (73)

ترجمہ: سفیان بن وھب خولانی کہتے ہیں: جب بغیر کسی عہد و پیمان کے طاقت وقوت کے ذریعہ مصر فتح ہو گیا [illegible] (بن العوامؓ) نے کھڑے ہو کر عمرو بن العاصؓ سے کہا "اے عمرو بن العاصؓ! یہ علاقہ ضرور بالضرور تقسیم [illegible] العاصؓ نے کہا "میں اسے تقسیم نہیں کروں گا" اس پر زبیر بن العوام نے باصرار کہا "تمہیں اس علاقہ کو بالضرور [illegible] کرنا پڑے گا جیسے رسول اللہ ﷺ نے خیبر تقسیم کیا تھا" حضرت عمرو بن العاصؓ نے جواب دیا "میں اسے تقسیم نہیں [illegible] تاوقتیکہ اس بارے میں امیر المومنین کی رائے لکھ کر نہ معلوم کرلوں" چنانچہ انہوں نے حضرت عمرؓ کو اس بارے میں [illegible] حضرت عمرؓ نے یہ جواب بھیجا "اسے بغیر تقسیم کے چھوڑ دو تا آنکہ اس سے حاملہ عورتوں کے حمل سے پیدا ہونے [illegible] کریں۔" ابوعبید کہتے ہیں: حضرت عمرؓ کے اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ یہ زمین مسلمانوں کے لئے وقف شدہ [illegible] اور جب تک مسلمانوں کا وجود باقی رہے نسلاً بعد نسلٍ، قرناً بعد قرن یہ زمین اور اس کی آمدنی مسلمان مجاہدوں [illegible] قوت بنی رہے اور دشمنوں سے جنگ کرنے میں اس سے انہیں مدد پہنچتی رہے۔

(38) معاہدہ مع اہل انطابلس

"لما فتح عمرو بن العاص الاسكندرية سار في جنده يريد المغرب ، حتى قدم برقة [illegible] مدينة انطابلس ، فصالح اهلها على الجزية وهى ثلاثة عشر الف دينار ، يبيعون فيها من ابناءهم من احبّوا بيعه ، و كتب لهم بذلك كتاباً" (74)

ترجمہ: عمرو بن العاص فتح اسکندریہ کے بعد اپنی فوج لے کر المغرب کے ارادہ سے برقہ پہنچے۔ یہ انطابلس [illegible] الحکومت ہے اور اس کے باشندوں سے تیرہ ہزار دینار جزیہ پر صلح کر لی اور (انہیں یہ اختیار دیا کہ) اس میں [illegible]

سے جسے چاہیں ان کے ہاتھ بیچ سکتے ہیں اور انہیں اس امر کی تحریر لکھ کر دی۔

(39) معاہدہ مع بر برلواتہ

”عن الليث بن سعد عن يزيد بن ابی حبيب أنّ عمرو بن العاص كتب في شرطه على اهل لواتة من البربر من اهل برقة ، انّ عليكم ان تبيعوا ابنائكم ونسائكم فيما عليكم من الجزية قال الليث : فلو كانوا عبيدا ما حل ذٰلک منهم“(75)

ترجمہ: عمرو بن العاص نے برقہ کے بربروں میں سے اہل لواتہ کی شرط میں یہ لکھ دیا تھا کہ تم پر جو جزیہ لگایا گیا ہے اس میں تم اپنے بیوی بچوں میں سے جن کو چاہو فروخت کر سکتے ہو۔ اس کے متعلق الليث کہتا ہے اگر وہ غلام ہوتے تو یہ ان کے لئے حلال نہ ہوتا۔☆

☆ جب اسلام آیا تو غلامی کی صورت میں انسانوں کی خرید و فروخت کا عام رواج تھا۔ غلامی کی عموماً دو صورتیں تھیں (۱) جنگی قیدیوں کو غلام بنانا (۲) مختلف قبائل اپنی معاشی، سماجی مجبوریوں کی وجہ سے اپنی اولاد اور دیگر انسانوں کو فروخت کرتے تھے۔ جب مسلمانوں نے مصر کو فتح کیا تو ان کو بعض ایسے افریقی بربر قبائل کا سامنا کرنا پڑا جن میں اپنے بیوی بچوں کو بطور غلام و کنیز فروخت کرنے کا دستور رائج تھا۔ چونکہ یہ بھی غلامی کی ایک صورت تھی تو مسلمانوں کو بھی غلامی کی دیگر رائج صورتوں کی طرح جزیہ میں اس صورت کو بھی مجبوراً قبول کرنا پڑا کیونکہ یہ ان کا قبائلی دستور تھا۔ مسلمان اپنے احکام اہل ذمہ پر زبردستی مسلط نہیں کر سکتے تھے۔

چنانچہ مسلمانوں نے ان کے دیگر خلاف اسلام قوانین کی طرح مثلاً خنزیر و شراب اس خلافِ انسانیت قانون کو قبول کیا اور انسانوں کی خرید و فروخت اپنے ہم مذہبوں میں وہ خود کرتے تھے مسلمانوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں تھا کیونکہ اسلام میں آزاد انسانوں کی خرید و فروخت حرام ہے مسلمان صرف جزیہ میں دیگر حرام چیزوں کی طرح صرف قیمت وصول کرتے تھے۔

جیسا کہ امام ابوعبید نے امام اوزاعی کی رائے نقل کی ہے۔ قال لاباس به لان احكامنا لاتجری عليهم

ترجمہ: اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ ہمارے احکام ان پر جاری نہیں ہوتے (یعنی بیوی بچوں کو فروخت کرنا یہ ان قبائل کا اپنا دستور تھا لیکن اس کے باوجود فقہاء نے اس صورت کو مکروہ قرار دیا۔ امام ابوعبید لکھتے ہیں: واما سفيان واهل العراق فيكرهون ذلک قال ابو عبيد وهو احب القولين الی ترجمہ: سفیان اور عراقی فقہاء اس کو ناپسندیدہ سمجھتے ہیں۔ ابوعبید کہتے ہیں میرے نزدیک دونوں آراء میں سے یہ سب سے زیادہ پسندیدہ ہے (کہ اگرچہ یہ اہل ذمہ کے نزدیک جائز بھی ہو پھر بھی مسلمانوں کے لئے اچھا نہیں ہے)۔ (ابوعبید، کتاب الاموال، ص 147-146)

حوالہ جات وحواشی

(1) ابو یوسف، کتاب الخراج، ص141۔

(2) ایضاً، ص139-140۔

(3) ایضاً، ص139۔

(4) ابوعبید، القاسم بن سلام، کتاب الاموال، مکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ پاکستان، ص53۔

(5) ایضاً، ص95۔

(6) ابو یوسف، کتاب الخراج، ص39۔

(7) ایضاً، ص138۔

(8) البیہقی، السنن الکبریٰ، ج9، ص202۔/ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج2، ص383۔ ابن عساکر، ابوالقاسم [illegible]
الحسن الشافعی، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، دارالمسیرۃ بیروت1979ء، ج1، ص150-151۔

(9) ابن جماعۃ، بدرالدین، تحریرالاحکام فی تدبیر اہل الاسلام، المحکمۃ الشرعیہ والشوؤن الدینیۃ بدولۃ قطر1987ء، ص225۔

(10) البلاذری، فتوح البلدان، ص166۔

(11) ایضاً، ص158۔

(12) ایضاً، ص160۔

(13) الطبری، تاریخ الامم والملوک، ج2، ص360۔

(14) البلاذری، فتوح البلدان، ص177۔

(15) ایضاً، ص179۔

(16) ایضاً، ص200۔

(17) ایضاً۔

(18) ایضاً، ص204۔

(19) ایضاً، ص217۔

(20) الطبری، تاریخ الامم والملوک، ج2، ص449۔

(21) ایضاً، ص449۔

(22) البلاذری، فتوح البلدان، ص238۔

(23) ایضاً، ص239۔

(24) ایضاً، ص240۔

(25) ایضاً،ص237۔

(26) ایضاً،ص241۔

(27) ایضاً،243۔

(28) ابوعبید،کتاب الاموال،ص28-29۔

(29) ایضاً۔

(30) البلاذری،فتوح البلدان،ص251۔

(31) ابوعبید،کتاب الاموال،ص169۔

(32) الطبری،تاریخ الامم والملوک،ج2،ص461۔

(33) ایضاً،ص462۔

(34) ایضاً،ص436۔

(35) ایضاً۔

(36) ایضاً۔

(37) ایضاً،ص472۔

(38) ایضاً،ص472۔

(39) ایضاً،ص437۔

(40) ایضاً۔

(41) ایضاً،ص438۔

(42) ایضاً۔

(43) ابویوسف،کتاب الخراج،ص25-26۔

(44) ابوعبید،کتاب الاموال،ص57-58۔

(45) ابویوسف،کتاب الخراج،ص24۔

(46) ایضاً،ص36۔

(47) البلاذری،فتوح البلدان،ص519-520۔/ الطبری،تاریخ الامم والملوک،ج2،ص503۔

(48) الطبری،تاریخ الامم والملوک،ج2،ص505۔

(49) البلاذری،فتوح البلدان،ص550۔

(50) ایضاً،ص538۔

(51) الطبری، تاریخ الامم والملوک، ج2، ص530۔

(52) ایضاً۔

(53) ایضاً، ص532۔

(54) البلاذری، فتوح البلدان، ص437۔

(55) الطبری، تاریخ الامم والملوک، ج2، ص537۔

(56) ایضاً، ص538۔

(57) ایضاً۔

(58) البلاذری، فتوح البلدان، ص444۔

(59) الطبری، تاریخ الامم والملوک، ج2، ص538۔

(60) ایضاً، ص539۔

(61) ایضاً، ص540۔

(62) البلاذری، فتوح البلدان، ص455-456۔

(63) ایضاً، ص466-467۔

(64) ایضاً، ص570۔

(65) البلاذری، فتوح البلدان، ص282۔

(66) الطبری، تاریخ الامم والملوک، ج2، ص544۔

(67) البلاذری، فتوح البلدان، ص284۔

(68) ایضاً، ص285۔

(69) الطبری، تاریخ الامم والملوک، ج2، ص541۔

(70) ایضاً، ص540-541۔

(71) ایضاً، ص514-515۔

(72) ابوعبید، کتاب الاموال، ص141۔

(73) ایضاً، ص58۔

(74) البلاذری، فتوح البلدان، ص314۔

(75) ایضاً، ص316۔

باب چہارم
معاہدات فاروقی کا فقہی تجزیہ

فصل اول: عہد فاروقی میں غیر مسلموں کے بنیادی حقوق و مراعات کا جائزہ
فصل دوم: عہد فاروقی میں غیر مسلموں کے مالی واجبات کا جائزہ

فصل اول

عہد فاروقی میں غیر مسلم معاہدین کے بنیادی حقوق ومراعات کا جائزہ

اسلام انسانیت کے لئے دین امن وسلامتی ہے۔اسلام میں غیر مسلم اقوام کے حقوق بھی مسلمانوں کے حقوق کے مساوی ہیں۔غیر مسلم کا خون مسلمان کے خون کے برابر ہے۔اس کا مال وعزت مسلمان کے مال وعزت کے [illegible] اسلام میں غیر مسلموں کے حقوق کی اہمیت کا اندازہ حضور ﷺ کے اس فرمان سے بخوبی ہوتا ہے:

(ألا من ظلم معاهداً أو انتقصه أو كلّفه فوق طاقته أو اخذ منه شيئاً بغير طيب نفس فأنا حجيجه يوم القيامة) (1)

ترجمہ: خبردار جس کسی نے کسی معاہد پر ظلم کیا یا اس کا حق غصب کیا یا اس کو اس کی استطاعت سے زیادہ تکلیف دی [illegible] اس کی رضا کے بغیر اس سے کوئی چیز لی تو بروز قیامت میں اس کی طرف سے (مسلمان کے خلاف) جھگڑوں گا۔

عہدِ نبوی میں غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ اسلامی دستور مملکت کا ایک اہم حصہ تھا۔چنانچہ ایک دوسری روایت ہے کہ

(ان رجلا مّن المسلمين قتل رجلاً من اهل الكتاب فرفع الى النّبى فقال انا أحقّ من وفى بذمته ثم امربه فقتل) (2)

ترجمہ: ایک مسلمان نے ایک اہل کتاب کو قتل کر دیا۔مقدمہ حضور ﷺ کے پاس فیصلہ کے لئے آیا تو آپ نے فرمایا کہ میں اہل ذمۃ کا حق ادا کرنے کا سب سے زیادہ ذمہ دار ہوں چنانچہ آپ نے قاتل کے بارے میں قتل کرنے کا حکم دیا اسے قتل کر دیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کے فرامین میں غیر مسلم معاہدین کی جان کے تحفظ کے سلسلہ میں خاص تاکید اور ذمی کے قتل کے بارے میں خاص وعید ہے۔جیسے کہ آپ کا فرمان ہے:

(عن عبدالله بن عمرو عن النّبى ﷺ قال من قتل معاهداً لم يرح رائحة الجنة ان ريحها ليوجد من مسيرة اربعين عامًا) (3)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی ذمی کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھے گا حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی (مسافت) کی دوری سے محسوس ہوگی۔

ایک دوسری روایت یوں منقول ہے:

(عن ابى هريرةؓ عن النبى ﷺ قال : من قتل معاهداً له ذمة الله وذمة رسوله فلا يرح رائحة الجنة وان ريحها ليوجد من مسيرة سبعين عاماً) (4)

ترجمہ: ابو ہریرۃ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کسی ذمی کو جس کے لئے اللہ [illegible] رسول کی طرف سے ذمہ لیا گیا ہے قتل کیا اس نے اللہ کے ذمہ کو توڑا وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھے گا حالانکہ اس کی خوشبو [illegible] کی دوری سے سونگھی جائے گی۔

اسی لئے عہد نبوی ﷺ اور خلفاء راشدین میں ذمی کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر تھی۔ امام شوکانی لکھتے ہیں:

(اخرج البیھقی عن الزھری انھا کانت دیۃ الیھودی والنصرانی فی زمن النبی مثل دیۃ المسلم وفی زمن أبی بکر و عمرو عثمان) (5)

ترجمہ: بیہقی نے زہری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ کے زمانے میں یہودی ونصرانی کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر تھی اور یہی صورت حال ابوبکر، عمر اور عثمان کے زمانہ میں تھی۔

عہد فاروقی میں غیر مسلم معاہدین سے جو بھی معاہدات ہوئے ان میں غیر مسلموں کو سیرۃ نبوی کی روشنی میں [illegible] حقوق کا تحفظ فراہم کیا گیا۔ چنانچہ عہد فاروقی میں جو بھی معاہدات کئے گئے ان کی پہلی شق جان، مال، اراضی [illegible] کے تحفظ کی فراہمی پر مشتمل ہے۔ تفصیل کے لئے باب سوم میں جملہ معاہدات کی پہلی شرط اماناً لانفسھم [illegible] الی آخر دیکھئے۔

مبحث اول: تحفظ جان

عہد فاروقی میں غیر مسلم معاہد کا خون مسلمان کے خون کے برابر تھا اگر مسلمان نے کسی غیر مسلم کو قتل کر دیا [illegible] عمرؓ مسلمان سے قصاص لیتے اور اس طرح مسلمان ذمی کے بدلے میں قتل ہوتا۔ امام بیہقی نقل کرتے ہیں کہ قبیلہ [illegible] کے ایک شخص نے حیرۃ کے ایک غیر مسلم کو قتل کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے تحریر کیا کہ اس قاتل کو اولیائے مقتول کے سپرد [illegible] اگر وہ چاہیں تو قتل کر دیں اور چاہیں تو معاف کر دیں۔ بہر حال وہ شخص ولی مقتول کے سپرد کر دیا گیا [illegible] کر دیا۔ (6)

عہد فاروقی میں غیر مسلموں سے معاہدات کی بنیاد جزیہ ہے۔ ادائیگی جزیہ کا مقصد ہی جان و مال کا تحفظ [illegible] حضرت علیؓ فرماتے ہیں: ''انّما قبلوا عقد الذمۃ لتکون أموالھم کأموالنا و دماؤھم کدمائنا'' (7)

ترجمہ: غیر مسلموں سے معاہدہ اس مقصد کے لئے ہے تاکہ ان کا مال ہمارے مال کے برابر ہو [illegible] ہمارے خون کے برابر ہو۔ امام ابو اسحٰق شیرازی شافعی فرماتے ہیں: لانھم بذلوا الجزیہ لحفظھم و حفظ [illegible] (8)

ترجمہ: کیونکہ انہوں نے (غیر مسلم معاہدین نے) جزیہ اپنی جان و مال کے تحفظ کے لئے دیا ہے۔

اسی اصول کی بنیاد پر حضرت علیؓ نے بھی اپنے عہد میں ایک غیر مسلم کے قصاص میں مسلمان کو قتل کا حکم [illegible]

نے مقتول کے ورثاء کو معاوضہ دے کر اپنی جان کو بچا لیا۔ اس وقت آپ نے اسلام میں تحفظ جان کا یہ اصول بیان فرمایا:

''من کان له ذمتنا فدمه، کدمنا، و دیته، کدیتنا'' (9)

جو ہماری غیر مسلم رعایا میں سے ہے اس کا خون اور ہمارا خون برابر ہے اس کی دیت ہماری دیت کی طرح ہے۔

ان احادیث و آثار سے احناف استدلال کرتے ہیں کہ مسلمان قاتل سے مقتول ذمی کا قصاص لیا جائے گا اور مسلمان کو ذمی کے قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ شوافع اور حنابلہ کے نزدیک مسلمان کو کافر کے قصاص میں نہیں قتل کیا جائے گا۔ یہ درج ذیل احادیث سے استدلال کرتے ہیں: (لا یقتل مسلم بکافرٍ) (10)

ترجمہ: مسلمان کو کافر کے بدلہ میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

(لا یقتل مومن بکافرٍ ولا ذو عهد فی عهده) (11)

ترجمہ: مومن کو کافر کے بدلہ میں نہیں قتل کیا جائے گا اور نہ کسی معاہد کو جب تک اس سے معاہدہ ہے قتل کیا جائے گا۔

احناف کے نزدیک ان احادیث میں کافر سے مراد معاہد (ذمی) نہیں ہے بلکہ حربی کافر مراد ہے [illegible] الدم ہے جب کہ ذمی غیر مسلم کو ریاست کا تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ قصاص کی مثل ذمی کی دیت کے سلسلہ میں بھی فقہاء میں اختلاف رائے موجود ہے۔ حضرت عمرؓ سے غیر مسلموں کی دیت کے سلسلہ میں دو روایات منقول ہیں۔

حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں مسلمان کی دیت بارہ ہزار یہودی اور نصرانی کی چار ہزار مقرر کی تھی اور مجوسی کی دیت اس سے بھی کم آٹھ سو درہم رکھی۔ (12)

امام زہری فرماتے ہیں: یہودی، نصرانی اور مجوسی کی دیت رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ کے عہد میں مسلمان کی دیت برابر تھی۔ (13)

حضرت علیؓ سے منقول ہے: یہودی اور نصرانی اور ہر ذمی کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر ہے۔ (14)

درج بالا اقوال عمر اور آثار صحابہ کی روشنی میں فقہاء کے تین نقطہ نظر ہیں۔ احناف مسلمان اور ذمی کی دیت کے یکساں ہونے کے قائل ہیں۔ شوافع ایک تہائی اور حنابلہ نصف دیت کے قائل ہیں۔ حنفی نقطہ نظر کو صاحب ہدایہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں: ''دیة المسلم و الذمی سواء'' (15) ترجمہ: مسلمان اور ذمی کی دیت برابر ہیں۔

احناف کی رائے عقل و نقل اور عصر حاضر کے بین الاقوامی تناظر کے تقاضوں کے مطابق نظر آتی ہے۔ فقہاء کے اختلاف رائے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اختلاف کا سبب حالات کا تقاضا تھا۔ آج کے بین الاقوامی شہریت کے قوانین کا تقاضا ہے کہ غیر مسلموں کے قصاص و دیت میں بطور تعزیر ترمیم کر کے مسلمانوں کے برابر کیا جائے کیونکہ فقہائے احناف پہلے ہی اس کے قائل ہیں۔

مبحث دوم: تحفظ مال وعزت

غیر مسلم معاہدین کی جان کی طرح مال وعزت کا تحفظ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ ان کے [illegible] سے کسی مسلمان کو ناجائز فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں ہے۔ فتح خیبر کے وقت جب یہود نے اپنی املاک کے [illegible] شکایت کی تو حضور ﷺ نے فرمایا: (ألا لايحل اموال المعاهدين الا بحقها) (16)

ترجمہ: سن لو معاہدین کے اموال حلال نہیں ہیں الا یہ کہ ان کے لینے کا (ریاست کی طرف سے) حق ہو۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب انہوں نے املاک اور اہل وعیال کے بارے میں تحفظ کی شکایت کی [illegible] ﷺ نے نماز کے بعد خطبہ دیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اہل کتاب کے گھر میں بغیر اجازت داخل ہونے [illegible] قرار نہیں دیا اور نہ ان کی عورتوں کو مارنے اور ان کے پھل کھانے کی اجازت دی جبکہ وہ اپنے اوپر واجب [illegible] کریں۔ (17)

عہد نبوی کی طرح عہد فاروقی میں بھی غیر مسلموں کے مال کو تحفظ حاصل تھا۔ جس کی شاہد عہد فاروقی کی [illegible] مثالیں ہیں۔ سیدنا عمر فاروقؓ جابیہ میں تھے کہ ایک ذمی نے آکر ان کو خبر دی کہ لوگوں نے ان کا انگور کا باغ [illegible] عمرؓ خود تحقیق کے لئے بڑھے تو دیکھا کہ ان کے ساتھیوں میں سے ایک صاحب ڈھال میں انگور لئے جا رہے [illegible] آپ بھی ہیں۔ انہوں نے جواب دیا امیر المومنین بھوک نے ستایا تھا اس وجہ سے یہ حرکت ہوگئی۔ حضرت عمر نے [illegible] کہ باغ والے کو اس کے انگوروں کی قیمت ادا کی جائے۔ (18)

عہد فاروقی میں ایک شخص نے دریائے دجلہ کے کنارے گھوڑوں کو پالنے کیلئے ایک فارم بنانے کی اجازت چاہی [illegible] حضرت عمرؓ نے بصرہ کے گورنر حضرت ابوموسیٰ اشعری کو لکھ بھیجا کہ اگر وہ زمین ذمیوں کی نہ ہو، اس زمین میں [illegible] اور کنوؤں کا پانی نہ آتا ہو تو سائل کو زمین دے دی جائے۔ (19)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو دوران سفر ایک ذمی کے باغیچہ میں لشکر کے ساتھ رات گزارنی پڑی [illegible] میں موجود نہ تھا۔ اجازت نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے اپنے سپاہیوں کو کہا کہ اگر کل خدا سے ایمان کے ساتھ ملنے [illegible] رکھتے ہو تو خبردار ذمی کی کسی چیز کو ہاتھ نہ لگانا۔ چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے اپنے لشکر کے ساتھ ایک [illegible] رات بھوکے گزاری مگر باغ کے پھل کو ہاتھ نہ لگایا۔ (20)

عہد فاروقی میں عراق وشام کے علاقے عنوۃً فتح ہوئے۔ غیر مسلموں کو عالمگیر اصولوں کے مطابق [illegible] کی زمینوں کا مالک بننا مسلمانوں کا حق تھا لیکن حضرت عمرؓ نے غیر مسلموں کو فتح کے بعد غلام نہ بنایا اور نہ ان کی زمینوں [illegible] کیا۔ غیر مسلم ذمی بن کر برابر کے شہری ٹھہرے اور ان کی زمینوں پر خراج لگا کر انہی کے قبضہ وملکیت میں [illegible]

زمین پر ناجائز قبضہ تو دور کی بات ہے مسلمانوں پر ان کی زمینوں کے خریدنے پر بھی پابندی لگا دی اور فرمایا ذمیوں کی زمینیں اوران کے علاقے ہرگز نہ خریدو۔ (21)

مسلمانوں پر مفتوحہ علاقوں کی زمینیں خریدنے کے علاوہ اہل عرب کو زراعت سے بھی روک دیا۔ کہ ان کے حصے ان کے روزینے مقرر کئے۔ اگر کسی نے اس کی خلاف ورزی کی تو حضرت عمرؓ نے سخت مواخذہ کیا۔ عدالتوں میں غیر مسلموں کے جائیداد کے مقدمات میں مسلمانوں کے مقابل میں ذمیوں کو ڈگری دی جاتی۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک یہودی اور مسلمان کا مقدمہ آیا تو حضرت عمر نے یہودی ہی کے حق میں فیصلہ دیا۔ (22)

اسلامی ریاست میں ذمی اور مسلمان کا درجہ تحفظ مال میں بھی مساوی ہے۔ غیر مسلم ذمی کا مال بھی اتنا ہی محترم و محفوظ ہے جتنا ایک مسلمان کا ہے اس لئے ذمی کا مال مسلمان چرائے یا مسلمان کا مال ذمی چرائے دونوں صورتوں میں سزا قطع ید یکساں ہوگی۔ امام ابن قدامہ اس ضمن میں اجماع امت نقل کرتے ہیں:

"ویقطع المسلم بسرقة مال المسلم والذمی ویقطع الذمی بسرقة مالهما وبه قال الشافعی واصحاب الرأی ولا نعلم فیه مخالفًا" (23)

ترجمہ: مسلمان کا ہاتھ مسلمان یا ذمی کا مال چرانے کی وجہ سے کاٹا جائے گا اور ذمی کا ہاتھ مسلمان یا ذمی کا مال چرانے پر کاٹا جائے گا۔ امام شافعی اور اصحاب الرائے کا بھی یہی مسلک ہے اور ہم نہیں جانتے اس میں کسی کا اختلاف ہو۔

ذمیوں کا وہ مال جو مسلمانوں کے نزدیک حرام ہے مثلاً شراب اور خنزیر حضرت عمرؓ نے جزیہ میں ان کی قیمت وصول کرنے کی اجازت دی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے بعض عمال نے شراب اور خنزیر کے بارے میں لکھا کہ کیا وہ یہ چیزیں جزیہ میں قبول کرلیں تو حضرت عمرؓ نے تحریر کیا کہ ان چیزوں کی فروخت ان کے مالکوں کے سپرد کردو یعنی وہ فروخت کر کے قیمت بصورت جزیہ دیدیں۔ (24)

حضرت عمرؓ کا حکم تھا کہ خنزیر جہاں بھی ملے اسے مار ڈالو خواہ وہ جنگل میں ہو، مسلمانوں کے قبضہ میں ہو یا ذمیوں کی ملکیت میں ہو۔ لیکن چونکہ خنزیر ذمیوں کے نزدیک مال ہے اس لئے ان کا خنزیر اگر مارا جائے تو حکومت ان کی قیمت کی ضامن ہوگی۔ حضرت عمرؓ نے اپنے عمال کو حکم دیا کہ ذمیوں کے خنزیر مار ڈالیں اور ان کی قیمت جزیہ میں سے کم کر دیں۔ (25)

حضرت عمرؓ کے انہی نظائر سے احناف نے یہ اصول اخذ کیا کہ مسلمان کی ملکیت شراب اور خنزیر کو نقصان کرنے سے تاوان نہیں ہے کیونکہ یہ مسلمان کے لئے مال متقوم نہیں ہیں جبکہ ذمی کی ملکیت ان چیزوں کے نقصان کرنے سے مسلمان پر تاوان ہوگا۔ (26) ابن عابدین لکھتے ہیں: "ویضمن المسلم قیمة خمره و خنزیره اذا اتلفه" (27)

ترجمہ: مسلمان ذمی کے شراب اور اس کے سور کی قیمت ادا کرے گا اگر وہ اسے تلف کرے گا۔

درج بالا اقوال عمرؓ اور فقہاء کی آراء سے ظاہر ہوتا ہے کہ عہد فاروقی میں غیر مسلم معاہدین [illegible]
تصرف مال اور تحفظ مال کے جملہ حقوق و مراعات حاصل تھیں۔

عہد فاروقی میں غیر مسلموں کو دیگر حقوق کی مثل عزت و آبرو کے تحفظ کا حق بھی مسلمانوں کی عزت [illegible]
حاصل تھا۔ غیر مسلم کی تحقیر کو ناپسندیدہ تصور کیا جاتا تھا۔ زنا اور تہمت لگانے کی صورت میں غیر مسلموں کو مسلمانوں [illegible]
حقوق حاصل ہیں۔ اگر کوئی مسلمان غیر مسلم عورت سے زنا کا ارتکاب کرے گا یا جھوٹی تہمت لگائے گا تو مسلمان [illegible]
حد قذف کا نفاذ ہوگا۔ حد قذف سے کم درجہ سب و شتم کے ارتکاب کی صورت میں تعزیر ہوگی۔ (28)

اہل ذمہ کو ہاتھ یا زبان سے اذیت دینا، زیادتی کرنا، غیبت کرنا، گالی دینا، مارنا پیٹنا ایسے ہی ناجائز ہیں جیسے [illegible]
مسلمان کے حق میں ناجائز ہیں۔ ابن عابدین لکھتے ہیں: "ویجب كفّ الأذى عنه وتحرم غيبته كالمسلم" (29)

ترجمہ: غیر مسلم سے اذیت کو روکنا واجب ہے اور اس کی غیبت کرنا ایسے ہی حرام ہے جیسے کسی مسلمان کی۔

عہد فاروقی میں غیر مسلم معاہدین کے عزت و وقار کو مکمل تحفظ حاصل تھا۔ اسلامی ریاست میں ان [illegible]
طرح ان کی عزت و وقار اور سابقہ مرتبہ و مقام کا بھی مکمل التزام کیا گیا تھا۔

عہد فاروقی میں جو بھی علاقے فتح ہوئے وہاں کے رؤساء و امراء اور مذہبی پیشواؤں کے عہدے [illegible]
مقام و مرتبہ کو سابقہ حیثیت کے مطابق بحال رکھا گیا۔ مصر میں اسکندریہ کا پیٹریارک بنیامین تیرہ برس تک رومیوں کے [illegible]
ادھر ادھر مارا مارا پھرا۔ عمرو بن عاص نے جب مصر فتح کیا تو 20ھ میں اس کو تحریری امان لکھ کر بھیجی وہ بہ حفاظت [illegible]
پیٹریارک کی کرسی دوبارہ اس کو نصیب ہوئی۔ امام المقریزی لکھتے ہیں:

"وكتب عمرو بنيامين بطرك اليعاقبة أماناً فى سنة عشرين من الهجرة [illegible]
عمرو وجلس على كرسيّ بطركيته بعد ماغاب عنه ثلاث عشرة سنة، منها فى ملك فارس [illegible]
سنين، وباقيها بعد قدوم هرقل الى مصر، فغلبت اليعاقبة على كنائس مصر وديارتها كلها [illegible]
دون الملكية" (30)

مبحث سوم: تحفظ دین

اسلام دین رحمت ہے اس کی دعوت حکمت و موعظت پر مبنی ہے۔ دعوت اسلام کی قبولیت میں جبر و اکراہ [illegible]
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اُدۡعُ اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ [illegible]

بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ﴾ (31)

ترجمہ: آپ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بحث مباحثہ بہترین طریقے سے کیجئے بے شک آپ کا رب اس کو اچھی طرح جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹک گیا ہے اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے۔

اسلام میں غیر مسلموں کو دعوت وتبلیغ دین مشروع ہے لیکن جبر واکراہ ممنوع ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ﴾ (32)

ترجمہ: دین میں کوئی زبردستی نہیں بے شک ہدایت گمراہی سے واضح طور پر ممتاز ہو چکی ہے۔

آزادی عقیدہ ومذہب غیر مسلم معاہدین کا ایسا حق ہے جس پر عقد الذمۃ کی بنیاد ہوتی ہے۔ ڈاکٹر عبدالکریم زیدان اس بنیادی حق کو اصول فقہ کے تناظر میں یوں بیان کرتے ہیں:

”ومن القواعد المقررة فى الشريعة الاسلامية بالنسبة للذميين، قاعدة "نتركهم وما يدينون" فلا نتعرض لهم فى عقائدهم فحريّة العقيدة حق مضمون للذميين بل انّ هذا الحق واضح اذلولم يكن هذا الحق مضموناً لاهل الذمة لما شرع عقد الذمة ولما جاز، لان عقد الذمة يتضمن اقرار الذمى على عقيدته وعدم التعرض له بسبب ديانته“ (33)

عہد نبوی میں غیر مسلم معاہدین کو تحفظ مال وجان کے ساتھ عقیدہ مذہب کا تحفظ بھی حاصل تھا جس کی تصریح عہد نبوی میں اہل نجران سے معاہدہ کی درج ذیل دفعات ہیں:

(ولنجران وحاشيتها جوار اللّٰه وذمة محمد النبى رسول اللّٰه ﷺ على اموالهم وانفسهم وارضهم وملّتهم وغائبهم وشاهدهم وعشيرتهم وبيعهم وكل ماتحت ايديهم من قليل او كثير لا يغير اسقف من اسقفيته ولا راهب من رهبانيته ولا كاهن من كهانته وليس عليه دنية ۔ ولا دم جاهلية ولا يخسرون ولا يعسرون ولا يطأ ارضهم جيش۔ ومن سأل منهم حقاً فبينهم النصف غير ظالمين ولا مظلومين، ومن اكل ربامن ذى قبل فذمّتى منه بريئة، ولا يؤخذ رجل منهم بظلم آخر) (34)

ترجمہ: نجران اور اس کے ماتحت لوگوں کو اپنے اموال، جانوروں، زمینوں اور مذہب کے سلسلہ میں حاضر وغیر حاضر تمام افراد کو، ان کے اہل خاندان کو عبادت گاہوں کو، تھوڑی یا بہت جو چیزیں بھی اس کے قبضہ میں ہیں سب کے سلسلہ میں اللہ کی نگہبانی اور محمد نبی ﷺ، اللہ کے رسول کی ذمہ داری حاصل ہوگی۔ ان کے کسی اسقف، راہب اور کاہن کو اس کے عہدے سے ہٹایا جائے گا۔ ان پر کوئی ذلت مسلط نہیں کی جائے گی۔ عہد جاہلیت میں کیے ہوئے کسی خون کا

داری ان کے سر نہ ہوگی اور نہ ان کو نقصان پہنچایا جائے گا اور نہ تنگی میں مبتلا کیا جائے گا۔ نہ ان کی سرزمین کو کوئی لشکر پامال کرے گی۔ ان میں سے جو لوگ ہم سے کسی کے حق کے طالب ہوں گے ان کے درمیان انصاف کیا جائے گا۔ کسی ظالم پر زیادتی کیے بغیر۔ جو صاحب ریاست میں سود کھائے گا اس سے میری ذمہ داری ساقط ہو جائے گی۔ کسی فرد سے دوسرے کے ظلم کا مؤاخذہ نہیں ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے عہد میں اہل نجران کی جملہ مراعات کو برقرار رکھا اور اس معاہدہ کی توثیق وتجدید درج ذیل معاہدہ کے ذریعے فرمائی:

" بسم اللہ الرحمن الرحیم ، ھذا ما کتب به عبداللہ ابوبکر خلیفة محمد النبی ﷺ لاھل نجران اجارھم بجوار اللہ وذمة محمد النبی رسول اللہ ﷺ علی انفسھم واراضیھم وملتھم واموالھم وحاشیتھم وعبادتھم وغائبھم وشاھدھم وأساقفھم ورھبانھم وبیعھم ----- الی آخر " (35)

یہ تحریر اللہ کے بندے ابوبکر جو اللہ کے نبی اور رسول محمد ﷺ کا خلیفہ ہیں کی طرف سے اہل نجران کے لئے ہے۔ اس نے اللہ کی امان اور اللہ کے نبی اور رسول محمد ﷺ کی ذمہ داری کی پناہ میں لے لیا ہے۔ ان کی جانوں، زمینوں، مذہب، اموال، ماتحت لوگوں، غلاموں، ان کے حاضر، غیر حاضر لوگوں، ان کے پادریوں، راھبوں اور عبادت گاہوں کو۔

عہد صدیقی وفاروقی میں خالد بن ولید نے بھی غیر مسلم معاہدین کو عہد نبوی جیسا مذہبی تحفظ فراہم کیا۔ آپ نے عراق وشام کے مفتوحہ غیر مسلم قبائل سے جو بھی معاہدے کئے ان سب میں یہ شرط ضرور شامل ہے جسے قاضی ابو یوسف یوں نقل کرتے ہیں۔

" أن لا یھدم لھم بیعة ولا کنیسة وعلی ان یضربوا نواقیسھم فی أيّ ساعة شاؤا من لیل او نھار الا فی أوقات الصلوٰة وعلی ان یخرجوا الصلبان فی أیام عیدھم " (36)

ترجمہ: غیر مسلموں سے شرائط صلح میں طے پایا کہ ان کے گرجا گھروں اور بیعوں کو منہدم نہیں کیا جائے گا۔ اوقات نماز کے علاوہ رات اور دن کے سارے اوقات میں ان کو ناقوس بجانے کی اجازت ہوگی وہ اپنی عید کے دن صلیب لے کر نکل سکیں گے۔

عہد نبوی وصدیقی کے امثال ونظاہر کے تناظر میں حضرت عمرؓ نے بھی غیر مسلموں سے معاہدات میں ان کے حقوق مذہب کے تحفظ وآزادی کو بنیادی اہمیت دی۔ آپ نے معاہدہ نجران کی توثیق فرمائی اور حضرت خالد بن ولید کے معاہدات عراق وشام کو قائم رکھا۔ قاضی ابو یوسف لکھتے ہیں:

" وترکت البیع والکنائس لم تھدم لماجری من الصلح بین المسلمین وأھل الذمة ولم یرد ذلک الصلح علی خالد أبوبکر ولارده بعد أبی بکر عمر ولاعثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین " (37)

ترجمہ: مسلمانوں اور اہل ذمۃ کے درمیان جو صلح ہوئی تھی اس کے بموجب ان کے گرجا گھر [illegible] دیئے گئے منہدم نہیں کئے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت خالدؓ سے کی ہوئی صلح کو مسترد نہیں کیا اور [illegible] حضرت عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ نے اسے مسترد کیا (بلکہ باقی رکھا)۔

حضرت عمرؓ نے اپنے عہد میں جو معاہدات غیر مسلموں سے کئے ان میں جان و مال کے تحفظ کے بعد [illegible] وملت اور مذہبی معابد اور عبادت گاہوں کی حفاظت و بقاء کی ضمانت تھی۔ جب معابد کے تحفظ کی ضمانت تھی تو یقیناً [illegible] عبادت و رسومات کی بھی یقیناً آزادی تھی۔

عہد فاروقی میں غیر مسلم معاہدین کے مذہب وملت کے تحفظ کے لئے درج ذیل شرائط و دفعات شامل تھیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے اہل شام سے جو معاہدہ کیا اس میں مذہبی تحفظ کی یہ ضمانت تھی:

"علی ان تترك كنائسهم وبيعهم"

نصاری کے گرجوں اور یہود کی عبادت گاہوں سے تعرض نہیں کیا جائے گا۔

"ولا يضربوا نواقيسهم قبل أذان المسلمين ولا في أوقات صلاتهم" (38)

ترجمہ: یہود و نصاریٰ اذان و نماز کے اوقات میں ناقوس نہیں بجائیں گے۔

تاریخی معاہدہ بیت المقدس کی شرائط میں ہے:

"أعطاهم أمانا لانفسهم وأموالهم، ولكنائسهم وصلبانهم، وسقيمها وبريئها [illegible] لاتسكن كنائسهم ولاتهدم ــــــ ولايكرهون على دينهم ولا يضار احدمنهم" (39)

ترجمہ: امیر المومنین حضرت عمرؓ کی طرف سے اہل ایلیاء (بیت المقدس) کی جان، مال، عبادت گاہوں [illegible] شہر کے بیماروں، تندرستوں اور ہر مذہب وملت کے لوگوں کو امان ہے ــــــ انہیں اپنا مذہب بدلنے پر مجبور نہ کیا جائے گا اور نہ کسی کو کوئی نقصان پہنچایا جائے گا۔

آزادی مذہب کے سلسلہ میں اہل ماہین اور اہل ماہ دینار کے معاہدہ میں یوں وضاحت ہے:

"ولايغيرون عن ملة، ولا يحال بينهم وبين شرائعهم" (40)

ترجمہ: انہیں نہ ان کے دین سے ہٹایا جائے گا اور نہ ان کی شریعت سے تعرض کیا جائے گا۔

اہل جرجان وقومس اور آذربائیجان کے معاہدہ کی شرائط میں ہے:

"ولهم ألامان على أنفسهم وأموالهم ومللهم وشرائعهم ولا يغيرشي من ذلك" (41)

ترجمہ: ان کے ہر فرد کا مال، جان، مذہب اور شریعت ہماری گرفت سے آزاد ہے ان میں سے کسی [illegible]

اہل کتاب کے علاوہ مجوس اور دیگر مذاہب کو مذہب وعقیدہ کا تحفظ حاصل تھا۔ معاہدہ آذربیجان [illegible] میں ہے:

" ولا يهدم بيت نار ـــــ ولا يمنع أهل الشيز خاصة من الزفن ، في أعيادهم [illegible] يظهرونهٗ ـ ولا يمنعوا طريقاً يسلكونه (42)

ترجمہ: ان کا کوئی آتش کدہ منہدم نہیں کیا جائے گا۔ اہل الشیز کو بالخصوص ان کی اعیاد کے مواقع پر [illegible] دوسرے اعمال ورسومات کے اظہار سے روکا نہ جائے گا۔ انہیں ان کے مذہب ومسلک سے نہ روکا جائے گا۔

معاہدہ اہل تفلیس میں معاہدہ کے ساتھ مذہبی رسومات کے تحفظ کی ضمانت دی گئی ہے:

" بالأمان علىٰ انفسكم و صوامعكم و بيعكم و صلواتكم " (43)

ترجمہ: تمہاری جان، گرجوں، عبادت خانوں اور مذہبی رسومات کی حفاظت کا ذمہ لیا جاتا ہے۔

درج بالا معاہدات میں مذہب اور مذہبی عبادت گاہوں کے تحفظ کی ضمانت سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] غیر مسلموں کو عقیدہ و مذہب کی مکمل آزادی تھی۔ مسلمانوں نے اپنے مختلف ادوار میں کبھی کسی عبادت گاہ کو [illegible] یہ رویہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ قرآن میں جہاد وقتال کا مقصد ہی عبادت گاہوں کا تحفظ اور مذہب وعقیدہ [illegible] ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰه وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ [illegible] لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ [illegible] عَزِيْزٌ ﴾ (44)

ترجمہ: جو لوگ اپنے گھروں سے بلا وجہ نکالے گئے وہ صرف اس لئے کہ وہ کہتے تھے اللہ ہمارا رب ہے [illegible] لوگوں کا ایک دوسرے کے ذریعے دفاع نہ کرتا تو عیسائی خانقاہیں، گرجے اور عبادت گاہیں اور یہود کے معابد [illegible] میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے منہدم کر دیئے جاتے اور اللہ ان لوگوں کی ضرور مدد کرے گا جو اس کی مدد [illegible] شک اللہ طاقت ور اور غالب ہے۔

اس آیہ کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی بھی مذہب کی عبادت گاہوں کا انہدام اسلام کے نزدیک [illegible] ظالمانہ عمل ہے۔ اسلام میں دوسری عبادت گاہوں کا تحفظ بھی مساجد کے تحفظ کی مثل ہے۔

اس آیۃ کی روشنی میں امام قرطبی ابن خویز منداد کا قول نقل کرتے ہیں کہ سورۃ حج کی آیت میں ذمیوں کے [illegible] کے عبادت گاہیں اور ان کے آتش کدے منہدم کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (45)

امام ابو یوسف عہد فاروقی میں غیر مسلموں کے معاہدات کے تناظر میں غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کے تحفظ اور مذہبی آزادی کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:

میری رائے میں ذمیوں کی جو عمارتیں معاہدات صلح کے تحت آئی ہیں ان کو منہدم نہیں کرنا چاہیے اور ... اسی پالیسی پر عمل درآمد ہونا چاہیے جس پر ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ نے عمل کیا ہے۔ ان حضرات نے کوئی ایسی عبادت گاہ منہدم نہیں کرایا جو صلح کے تحت آئی تھی اور وہ گرجا گھر اور بیعے جن کی تعمیر صلح کے بعد عمل میں آئی ہے تو ان کو منہدم کر دیا جائے۔ ... متعدد خلفاء نے ان بیعوں اور گرجا گھروں کو مسمار کرنے کا ارادہ کیا جو مرکزی شہروں اور دوسرے قصبات میں ... ہیں لیکن ان شہروں کے باشندوں نے وہ دستاویزیں نکال کر پیش کیں جو ان کے اور مسلمانوں کے مابین صلح کا تحریری ... ہیں۔ تابعین اور فقہاء نے بھی اس ارادہ کی مذمت اور مخالفت کی۔ چنانچہ یہ خلفاء ایسا کرنے سے باز رہے۔

واضح رہے کہ جو صلحیں عمر بن خطابؓ نے نافذ کی ہیں وہ انہی شرائط کے ساتھ قیامت تک نافذ رہیں گی ... میں آپ اپنی رائے کو دخل نہیں دے سکتے۔ (46)

امام ابو یوسف نے حضرت عمرؓ کی شرائط معاہدات کو ذمیوں کے متعلق قیامت تک کے لئے متعین و دستور کی حیثیت دی ہے۔ امام ابن قدامہ نے معاہدات فاروقی سے مختلف فقہاء کے استنباط شدہ احکام و مسائل کا خلاصہ یوں بیان کیا ہے۔ مسلمانوں کے شہروں کی تین اقسام ہیں:

قسم اول:- ان میں سے ایک وہ شہر ہے جن کو مسلمانوں نے آباد کیا جیسے بصرہ، کوفہ، بغداد اور واسط۔ ان شہروں میں نیا گرجا، بیعہ اور عبادت گاہیں بنانا (غیر مسلموں کے لئے) جائز نہیں ہے اور مسلمانوں کا اس بات پر صلح کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسے کہ ابن عبادتؓ کی روایت ہے آپ نے فرمایا:

"ایّما مصر مصّرته العرب فليس للعجم ان يبنوا فيه بيعة ولا يضربوا فيه ناقوسا ولا يشربوا فيه خمرًا، ولا يتخذوا فيه خنزيرًا رواه الامام احمد واحتج به"

ترجمہ: وہ شہر جن کو عربوں نے آباد کیا اس میں عجمیوں (غیر مسلموں) کو اجازت نہیں ہے کہ اس میں کوئی گرجا بنائیں، نہ ہی ان میں ناقوس بجائیں اور نہ شراب پئیں اور نہ خنزیر لائیں۔ امام احمد نے اس کو روایت کیا اور اس سے استدلال کیا کیونکہ یہ شہر مسلمانوں کی ملکیت ہیں پس جائز نہیں ہے کہ وہ ان میں کفر کی اجتماع گاہیں بنائیں اور ان شہروں میں جو گرجے اور کنیسے موجود ہیں مثلاً بغداد میں روم کا کنیسہ، یہ علاقے اہل ذمہ کے دیہات تھے۔ پس ان کی حیثیت کو برقرار رکھا گیا۔

قسم دوم:- دوسری قسم ان شہروں کی ہے جن کو مسلمانوں نے بالقوة فتح کیا۔ اس میں غیر مسلموں کو کوئی چیز بنانا ...

نہیں ہے کیونکہ یہ مسلمانوں کی ملکیت ہیں۔ اس صورت میں دو آراء ہیں۔

ایک رائے یہ ہے کہ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کو گرا دیا جائے اور ان کو باقی رکھنا حرام ہے کیونکہ یہ [illegible] ملکیت ہے پس جائز نہیں ہے کہ اس میں کوئی گرجا گھر ہو جیسے وہ شہر جن کو مسلمانوں نے تعمیر کیا۔ دوسری [illegible] عبادت گاہوں کو باقی رکھنا جائز ہے کیونکہ ابن عباس کی روایت میں ہے:

" ایّما مصر مصّرته العجم ثم فتحه اللّٰه على العرب ، فنزلوه ، فان للعجم ما في عهدهم [illegible]

ترجمہ: جو شہر عجمیوں نے آباد کئے پھر اللہ نے عربوں کو فتح دی پھر انہوں نے ان شہروں [illegible] عجمیوں کو وہی ملا جو معاہدہ میں طے ہوا۔ کیونکہ صحابہؓ نے بہت سے علاقوں کو بالقوۃ فتح کیا لیکن عبادت گاہوں [illegible] نہیں گرایا۔ اس بات کی صحت کی گواہی بالقوۃ مفتوحہ علاقوں میں موجود غیر مسلموں کے گرجے اور عبادت گاہیں [illegible] یقینی ہے کہ نئے نہیں بنے پس لازم ہے کہ پہلے سے موجود ہوں اور ان کو باقی رکھا گیا (گرایا نہیں گیا) جیسے حضرت [illegible] عبدالعزیز نے اپنے عمال کو لکھا: " ان لا تهدموا بيعة ولا كنيسة ولابيت نار"

ترجمہ: کہ تم نہ منہدم کرو کسی گرجا کو نہ ہی کنیسہ اور نہ ہی کسی آتشکدے کو۔

ابن قدامہ لکھتے ہیں: اس بات پر اجماع امت ہے۔ اس لئے غیر مسلموں کی عبادت گاہیں [illegible] میں بغیر کسی رکاوٹ کے موجود ہیں۔

قسم سوم:۔ وہ علاقے جو صلح سے فتح کئے گئے ہیں وہ دو طرح کے ہیں۔ ان میں سے ایک [illegible] کہ زمین غیر مسلموں کی ہوگی اور مسلمانوں کے لئے اس میں سے خراج ہوگا۔ اس صورت میں ان کے [illegible] وہ چیز نئے سرے سے بنانا جائز ہوگا جو وہ چاہیں گے کیونکہ زمین ان کی ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ صلح [illegible] مسلمانوں کی ہوگی۔ اس صورت میں گرجوں اور صومعوں کا وہی حکم ہوگا جو صلح میں طے ہوگا۔

" لانه اذا جاز أن يصالحهم على أن الكل لهم ، جاز أن يّصالحوا على أنّ بعض [illegible] موضع الكنائس والبيع معيّنا " (47)

ترجمہ: کیونکہ جب ان سے سارے شہر پر صلح کرنا کہ وہ ان کے لئے جائز ہے تو شہر کے کچھ حصے [illegible] کرنا اور خاص گرجوں اور صومعوں کو ان کے حوالے کرنا بھی جائز ہے۔

امام ابن قدامہ کی فقہی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلم علاقوں/شہروں کی تین اقسام ہیں

۱:۔ خالصاً مسلم علاقے و شہر۔ ۲:۔ مسلمانوں کے بالقوۃ مفتوحہ علاقے۔ ۳:۔ غیر مسلم معاہدین کے علاقے [illegible]

پہلی صورت میں نئے معابد پر پابندی ہوگی، پرانے باقی رہیں گے۔ ان میں غیر اعلانیہ مذہبی رسومات [illegible]

ہوگی۔ دوسری اور تیسری صورت میں معاہدہ کے مطابق نئی عبادت گاہوں کی تعمیر اور جملہ عبادت گاہوں میں ... مذہبی رسومات کی ادائیگی کی اجازت ہوگی۔ عصر حاضر میں بین الاقوامی اصول بھی یہی ہے جو یورپ ... مسلمان اقلیت میں ہیں، ان شہروں میں مسلمانوں کو اعلانیہ اذان اور دیگر مذہبی رسومات کی اجازت نہیں ہے۔

امام ابن قدامۃ فرماتے ہیں:

سب سے بہتر یہ ہے کہ غیر مسلموں سے صلح کی بنیاد حضرت عمرؓ کے معاہدات صلح کو بنایا جائے اور ... جائیں جن کا ذکر عبدالرحمٰن بن غنم نے معاہدہ شام میں کیا۔ امام ابن قدامہ کے نزدیک کوئی ایسا معاہدہ جس ... طے نہیں ہوئی مطلقاً معاہدہ ہوا اس میں بھی غیر مسلموں سے معاہدات عمر کی شرائط کا اعتبار ہوگا:

" وان وقع الصلح مطلقا من غير شرط حمل على ماوقع عليه صلح عمر ...

ترجمہ: اگر مسلمانوں کے درمیان کوئی صلح مطلق بغیر شرائط کے ہوئی تو ایسے معاہدے پر صلح عمر کے مطابق ...

مندرجہ بالا عبارت سے عیاں ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو مذہبی مراسم اور ... مکمل آزادی اور اجازت ہوگی لیکن یہ اعلانیہ آزادی ان کو اپنی بستیوں میں ہوگی۔ خالص اسلامی آبادیوں میں ... نہیں ہوگی لیکن اپنی عبادت گاہوں میں رہ کر مسلم اکثریت کے علاقے میں ان کو آزادی ہوگی۔ امام الکاسانی لکھتے ہیں:

" ولا يمنعون من اظهار شيء مما ذكرنا من بيع الخمر والخنزير والصليب وضرب الناقوس في قرية أو موضع ليس من أمصار المسلمين ولو كان فيه عدد كثير من أهل الاسلام ... امصار المسلمين وهي التي يقام فيها الجمع والاعياد والحدود وأما اظهار فسق يعتقدون ... وسائر الفواحش التي هي حرام في دينهم فانهم يمنعون من ذلك سواء كانوا في أمصار المسلمين ... أمصارهم " (49)

ترجمہ: جو بستیاں اور مقامات مسلمانوں کے شہروں میں سے نہیں ہیں ان میں ذمیوں کو شراب وخنزیر بیچنے ... نکالنے اور ناقوس بجانے سے نہیں روکا جائے گا خواہ وہاں مسلمانوں کی کتنی ہی مقدار موجود ہو۔ البتہ یہ افعال ... کے شہر میں مکروہ ہیں جہاں جمعہ وعیدین اور حدود قائم کی جاتی ہیں۔ رہا وہ فسق جس کی حرمت کے وہ بھی قائل ہیں ... دوسرے تمام فواحش جو ان کے دین میں بھی حرام ہیں تو اس کے اظہار سے ان کو ہر حال میں روکا جائے گا خواہ ... شہر میں ہوں یا خود ان کے اپنے شہر میں۔

عہد فاروقی کے معاہدات کی روشنی میں فقہائے اسلام کے نزدیک غیر مسلموں کا اپنی آبادیوں میں ... جملہ مذہبی مراسم وشعائر کی ادائیگی کا حق ہے لیکن امصار مسلمین میں ان صلیبوں اور مورتیوں کے جلوس نکالنے ...

بازاروں میں ناقوس بجانے کی ممانعت ہے۔جیسا کہ امام ابو اسحٰق الشیرازی الشافعی نے معاہدات فاروق سے استدلال کرتے ہوئے لکھا:

" وان عقدت الذمة في بلدلهم ينفردون به لم يمنعوا من احداث الكنائس والبيع والصوامع ولا من اعادة ماخرب منها ولا يمنعون من اظهار الخمر والخنزير والصليب وضرب الناقوس والجهر بالتوراة والانجيل واظهار مالهم من الاعياد ولا يؤخذون بلبس الغيار وشد الزنانير لانهم في دار لهم فلم يمنعوا من اظهار دينهم فيه " (50)

مبحث چہارم: غیر ملکی شہریوں کو معاہدین کی مثل حقوق ومراعات

حضرت عمرؓ نے قیام امن اور انسانی ہمدردی کے تحت مفتوحہ غیر مسلم اقوام کے ساتھ رہائش پذیر غیر ملکیوں کو ان کے علاقوں کی طرف پرامن واپسی میں مکمل تحفظ وتعاون یا مقامی باشندوں سے کیے گئے معاہدات کے تحت مستقل رہائش کی اجازت دی۔حضرت ابوعبیدہ نے شام میں رومیوں کے ساتھ یہی رویہ اختیار کیا۔امام ابو یوسف لکھتے ہیں:

" انّهم اشترطوا عليه ان كان عندهم من الروم الذين جاؤا لقتال المسلمين وصاروا عندهم فهم امنون يخرجون بمتاعهم واموالهم واهلهم الى الرّوم ولا يتعرض لهم في شيء من ذلك فاعطاهم ذلك ابوعبيدة " (51)

ترجمہ: شامیوں نے حضرت ابوعبیدہ سے یہ شرط بھی پیش کی کہ جو رومی مسلمانوں سے جنگ کے لئے آئے تھے شامیوں سے مل گئے ہیں ان کو امان دی جائے اور یہ حق دیا جائے کہ وہ اپنے ساز وسامان، مال اور اہل وعیال سمیت بلا روک ٹوک روم چلے جائیں۔ابوعبیدہ نے ان کی یہ شرط قبول کر لی۔معاہدہ بعلبک میں بلاتمیز تمام غیر ملکیوں کو بھی شامل کیا

" هذا كتاب امان لفلان بن فلان واهل بعلبك رومها وفرسها وعربها على انفسهم واموالهم وكنائسهم " (52)

ترجمہ: یہ امان نامہ فلاں بن فلاں کے لئے اور اہل بعلبک اور وہاں کے رومیوں، ایرانیوں اور عربوں کے لئے ہے ان کے نفوس، اموال اور عبادت گاہیں محفوظ ہیں۔

معاہدہ بیت المقدس میں اہل روم کے لئے حضرت عمرؓ کی طرف سے باقاعدہ یہ پیشکش موجود ہے جو غیر ملکیوں کے لئے حضرت عمرؓ کی وسعت قلبی اور رواداری کو ظاہر کرتی ہے۔امام طبری لکھتے ہیں:

" فمن خرج منهم فانّه امن على نفسه وماله حتى يبلغوا مأمنهم ومن اقام منهم فهو امن وعليه مثل ماعلى اهل ايلياء من الجزية " (53)

ترجمہ: جو رومی شام سے نکلیں گے ان کی جان اور مال رومی حکومت کی عملداری تک محفوظ رہے گی۔ [illegible]
چاہیں انہیں بھی امان ہے بشرطیکہ وہ اہل ایلیاء کے برابر جزیہ دینے کو تیار ہوں۔

معاہدہ اہل جرجان اور معاہدہ آذربائیجان میں ہے:

"ومن اقام منهم فلهٔ مثل مالهم ومن خرج فهو امن حتى يبلغ مأمنه" (54)

ترجمہ: اگر اہل جرجان کے علاوہ کوئی فرد یا قبیلہ ان میں رہنا چاہے تو اس کے لئے بھی یہی پابندیاں اور مراعات ہیں جو فرد یا قبیلہ یہاں سے ترک وطن کرنا چاہے۔ سرحد تک اس کی حفاظت کی ذمہ دار اسلامی ریاست ہے۔

فتح مصر کے وقت حضرت عمرو بن عاصؓ کے تاریخی معاہدہ میں بھی یہ شرط ہے کہ اہل مصر کے ساتھ اہل حبشہ اور روم میں سے جو صلح کرنا چاہے اس کے لئے بھی یہی شرائط ہیں:

"ومن دخل فی صلحهم من الروم والنوب فله مثل مالهم، وعليه مثل ماعليهم" (55)

ترجمہ: اہل روم وحبشہ میں سے جو اس معاہدہ صلح میں شامل ہوں گے ان کے حقوق وفرائض اہل مصر کی طرح ہوں گے۔

حضرت عمرؓ نے یہ پالیسی غیر مسلم غیر ملکی باشندوں کے بارے میں اپنائی تھی۔ اگر پاکستان میں یہی حکمت عملی غیر ملکیوں کے بارے میں جو مسلمان بھی ہیں اختیار کی جائے تو پاکستان میں امن وسلامتی کا قیام نہ صرف ممکن بلکہ یقینی ہے۔

فصل دوم:

معاہدات فاروقی کی روشنی میں غیر مسلموں کے مالی واجبات کا جائزہ

مسلمانوں کے فرائض و واجبات مثلاً زکوۃ وعشر کی طرح غیر مسلموں پر بھی اسلامی ریاست کی طرف سے کچھ مالی واجبات کی ادائیگی لازمی قرار دی جاتی ہے۔ان واجبات کی تین اقسام ہیں: (۱)الجزیہ (۲) الخراج (۳) العشور ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مبحث اول: الجزیہ

مطلب اول: معنی ومفہوم

جزیہ، جزی یجزی سے مشتق ہے اس کا معنی ہے 'بدلہ'۔اس کی جمع جزی یا جزاء ہے۔جیسے قرآن میں ہے۔

﴿ وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا ﴾ (56)

ترجمہ: اور ڈرو اس دن سے جس دن کوئی کسی کا کسی صورت میں بدلہ نہیں بنے گا۔

اصطلاح شریعت میں اس سے مراد وہ مال معین ہے جو غیر مسلم معاہدین سے ان کی جان کی حفاظت اور اسلامی ریاست میں قیام کا معاوضہ ہے۔صاحب کشاف القناع امام البہوتی لکھتے ہیں:

''فالجزية مأخوذة من الجزاء مال يؤخذ منهم على وجه الصغار كل عام بدلا عن قتلهم وإقامتهم بدارنا'' (57)

ترجمہ: جزیہ جزاء سے ماخوذ ہے اس سے مراد وہ مال ہے جو غیر مسلموں سے مفتوحہ ومحکومہ صورت میں ہر سال ان کی جان کے تحفظ اور ہمارے ملک میں قیام کے عوض لیا جاتا ہے۔علامہ الماوردی لکھتے ہیں:

" فامّا الجزية فهي موضوعة على الرؤوس واسمها مشتق من الجزاء اما جزاء على كفرهم لأخذها منهم صغاراً ، واما جزاء على أماننالهم لأخذها منهم رفقا " (58)

ترجمہ: جزیہ انسانوں سے فی کس کے حساب سے لیا جاتا ہے۔یہ لفظ جزاء سے مشتق ہے یعنی جزاء ہے کفر کے لئے ان سے ذلت کے طور پر لیا جاتا ہے۔یہ ہمارے امن دینے کی جزاء ہے کیونکہ ان سے نرمی سے لیا جاتا ہے۔

امام الماوردی مزید لکھتے ہیں:

" ويلتزم لهم ببذلها حقان ، أحدهما الكف عنهم والثاني الحماية لهم ليكونوا بالكف آمنين وبالحماية محروسين " (59)

ترجمہ: جزیہ ادا کرنے سے ان کو دوحق حاصل ہوتے ہیں ایک یہ کہ ان سے قتال نہ کیا جائے ۔ [illegible] حمایت کی جائے گی تا کہ وہ محفوظ و مامون زندگی گزار سکیں ۔ ڈاکٹر عبدالکریم زیدان مختلف فقہاء کی تعریفات [illegible] بیان کرتے ہیں:

" ان المراد بالجزية هو المال المقدر الماخوذ من الذمي، فهي ضريبة على الرؤوس [illegible] بادائها الى الدولة الاسلامية في ميعادها المعين متى توافرت شروط وجوبها ولم يوجد مايسقطها [illegible]

ترجمہ: جزیہ سے مراد وہ مال معین ہے جو ذمی سے لیا جاتا ہے ۔ یہ افراد پر ٹیکس ہوتا ہے ۔ [illegible] ریاست کو اس کی ادائیگی لازمی ہوتی ہے ۔ ایک مقررہ مدت میں جب اس کے وجوب کی شرائط موجود ہوں [illegible] کرنے والے شرائط موجود نہ ہوں ۔

مطلب دوم: جزیہ کی مشروعیت

جزیہ کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے ۔ کتاب اللہ میں فرمان الٰہی ہے:

﴿ قَاتِلُوا الَّذِيۡنَ لَايُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوۡنَ مَاحَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ وَلَا يَدِيۡنُوۡنَ دِيۡنَ الۡحَقِّ مِنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُو الۡكِتٰبَ حَتّٰى يُعۡطُوا الۡجِزۡيَةَ عَنۡ يَّدٍ وَّهُمۡ صٰغِرُوۡنَ ﴾ (61)

ترجمہ: جنگ کرو ان لوگوں سے جو نہیں ایمان لاتے اللہ پر اور روز قیامت پر اور نہیں حرام سمجھتے جسے حرام [illegible] نے اور اس کے رسول نے اور نہ قبول کرتے ہیں سچے دین کو اور ان لوگوں میں سے جنہیں کتاب دی گئی ہے یہاں تک [illegible] وہ جزیہ اپنے ہاتھ سے اس حال میں کہ وہ مغلوب ہوں ۔

مطلب سوم: سنت نبوی اور جزیہ

حضور ﷺ جب کسی بھی لشکر کو روانہ فرماتے تو امیر لشکر کو ہدایت فرماتے:

(وقال لهٗ اذا لقيت عدوك من المشركين فادعهم الى احدى خصال ثلاث [illegible] فان اجابوك فاقبل و كف عنهم فان ابوا فادعهم الى اعطاء الجزية فان اجابوك فاقبل منهم وكف عنهم [illegible] ابوا فاستعن بالله وقاتلهم) (62)

ترجمہ: آپ امیر کو ہدایات دیتے ہوئے فرماتے جب تیرا مشرکین سے سامنا ہو تو ان کو تین چیزوں [illegible] دعوت دے (۱) ان کو اسلام کی دعوت دے اگر وہ اسلام کی دعوت قبول کریں تو ان کی دعوت قبول کر [illegible] لے ۔ (۲) پس اگر وہ قبول اسلام سے انکار کریں پھر ان سے ادائیگی جزیہ کا مطالبہ کر ۔ (۳) پس اگر وہ جزیہ [illegible] تو ان سے ہاتھ روک لے ۔ اگر وہ جزیہ سے انکار کریں تو اللہ سے مدد مانگ اور ان سے قتال کر ۔

واقعہ نہاوند کے موقع پر مغیرہ بن شعبہؓ نے عامل کسریٰ کو فرمایا:

(امرنا نبینا رسول ربنا ان نقاتلکم حتی تعبدوا اللّٰہ وحدہٗ او تؤدّوا الجزیۃ) (63)

ترجمہ: ہمارے نبی اور ہمارے رب کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ہم تم سے قتال کریں یہاں تک کہ تم اللہ وحدہٗ کی عبادت کرنے لگو یا جزیہ دینے لگو۔

رسول اللہ ﷺ نے عملی طور پر مجوس، اہل نجران، اہل ایلہ سے جزیہ لیا۔ (64)

مطلب چہارم: اجماع امت اور جزیہ

تعامل صحابہ اور اجماع امت سے بھی جزیہ کی مشروعیت و وجوبیت کے شواہد و دلائل قطعیت کے ساتھ ثابت ہیں۔ عہد صدیقی میں خالد بن ولید نے اہل حیرۃ اور دیگر کئی قبائل سے جزیہ کی ادائیگی پر معاہدہ صلح کیا۔ اس صلح اور اس پر جزیہ کی وصولی کی اطلاع آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دی۔ (65)

ڈاکٹر عبدالکریم زیدان اس کے ضمن میں لکھتے ہیں:

" ولم ینقل الینا انکار مافعلہ خالد بن الولید فی صلحہ ھذا فیکون اجماعاً " (66)

ترجمہ: حضرت خالد بن ولیدؓ کی جزیہ پر صلح سے کسی بھی صحابی کے انکار کا ثبوت ہم تک نہیں پہنچا پس یہ اجماع ثابت ہوگا۔

اسی طرح حضرت عمرؓ نے سواد العراق اور اقباط مصر سے جزیہ وصول کیا۔ حضرت عمرؓ نے تو باقاعدہ مجلس شوریٰ کے اجتماعی فیصلہ سے اس کو نافذ فرمایا۔ (67)

انہی شواہد کے تناظر میں امام ابن قدامہ لکھتے ہیں:" وأجمع المسلمون علی جواز أخذ الجزیۃ فی الجملۃ " 68

ترجمہ: جزیہ کی وصولی کے جواز پر مسلمانوں کا متفقہ اجماع ہے۔

جزیہ اہل کتاب، یہود و نصاریٰ اور شبہ کتاب یعنی مجوس اور ان سے مشابہہ اقوام و اہل مذاہب سے لیا جائے گا اس پر اجماع امت ہے۔ مشرکین عرب و عجم کے بارے میں فقہاء میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک صرف عجمی مشرکین سے جزیہ لیا جائے گا۔ امام مالک کے نزدیک سوائے مشرکین قریش کے تمام عربی و عجمی کفار سے جزیہ لیا جائے گا۔ امام شافعی اور احمد کے نزدیک سوائے اہل کتاب اور شبہ کتاب کے تمام عربی و عجمی کفار و مشرکین سے جزیہ لیا جائے گا۔ (69)

مبحث دوم: جزیہ کے وجوب کی شرائط و احکام

اللہ تعالیٰ نے جزیہ صرف اہل قتال پر واجب کیا ہے۔ عورتوں، بچوں اور دیوانوں پر جزیہ نہیں ہے کیونکہ یہ اہل قتال نہیں ہیں۔ جیسے ان کا قتل ممنوع ہے ایسے ہی ان پر جزیہ نہیں ہے۔

حضرت عمرؓ نے اپنے لشکر کے کمانڈروں کے نام یہ تحریری ہدایات بھیجیں کہ وہ فی سبیل اللہ جنگ کریں۔ عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کریں۔ اور صرف اسی کو قتل کریں جو بالغ ہوں۔ انہوں نے لشکر کے سربراہوں کو یہ ہدایت نامے بھی جاری کئے کہ ذمیوں پر جزیہ عائد کردو لیکن عورتوں اور بچوں پر جزیہ نہ لگاؤ اور صرف انہی پر جزیہ واجب کرو جو بالغ ہوں۔ (70)

اس کے علاوہ معذور، اندھے، بوڑھے، غلام، ایسا فقیر جو کام کرنے کی قدرت نہ رکھے اور ایسا راہب جو عبادت خانے تک ہی محدود رہے۔ لوگوں سے اختلاط اور کام کرنے کی قدرت سے عاجز ہو، ایسے لوگوں پر بھی جزیہ نہیں لگایا جائے گا کیونکہ عہد صدیقی میں اہل حیرۃ سے معاہدہ میں ان لوگوں کو جزیہ سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ (71)

اس ضمن میں امام قرطبی لکھتے ہیں:

"وھذا اجماع من العلماء علی أن الجزیة انما توضع علی جماجم الرجال الاحرار البالغین وھم الذین یقاتلون دون النساء ولزریة والعبید المجانین المغلو بین علی عقولھم والشیخ الفانی" (72)

ترجمہ: علماء کا اس پر اجماع ہے کہ جزیہ صرف آزاد، بالغ مردوں پر لاگو ہوگا۔ مرد بھی جو قتال کریں عورتوں، بچوں، غلاموں، دیوانوں، مغلوب العقل اور بوڑھوں پر جزیہ لاگو نہیں ہوگا۔

مطلب اول: جزیہ کی مقدار

جزیہ کی مقدار کے بارے میں فقہائے اسلام کی تین آراء ہیں۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمھما اللہ کے نزدیک اس کی مقدار معین ہے۔ اس میں کمی وزیادتی نہیں ہوسکتی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی مقدار معین کردی ہے۔ آپ نے حضرت معاذ کو فرمایا: (خذ من کل حالم دینارًا أو عدله مغافر) (73)

اسی طرح حضرت عمرؓ نے اجماع صحابہ سے اس کی تعیین فرما دی۔

امام نووی اور امام ابو عبید کی رائے ہے کہ امام کو اجتہاد کے ذریعے اس میں کمی وزیادتی کا اختیار ہے جیسے حضور ﷺ نے حضرت معاذ کو کو ہر بالغ سے ایک دینار جزیہ کا حکم دیا اور اہل بخران کے لئے آپ نے سالانہ دو ہزار حلے جزیہ مقرر کر دیا۔ ایسے ہی حضرت عمرؓ نے اغنیاء سے اڑتالیس درہم، متوسط طبقہ سے چوبیس درہم اور فقراء سے بارہ درہم اور بنی تغلب سے صدقہ کے نام سے دگنا جزیہ لینے کا حکم دیا۔ تیسرے گروہ کے فقہاء کی رائے ہے کہ کمی جائز نہیں ہے لیکن زیادتی جائز ہے جیسے حضرت عمرؓ کے حکم سے ثابت ہے۔ حضرت عمرؓ کے اس عمل کے بارے میں ابن قدامہ فرماتے ہیں:

"ولم ینکرہ منکر ولاخلاف فیه وعمل به من بعدہ من الخلفاء فصار اجماعا" (74)

ترجمہ: زیادتی کا نہ کسی نے انکار کیا اور نہ کسی نے اختلاف کیا۔ حضرت عمرؓ کے بعد خلفاء نے بھی اس پر عمل کیا پس اجماع ہوگیا۔

مطلب دوم: جزیہ کے سقوط کے اسباب

(۱) قبولیت اسلام اور موت سے جزیہ ساقط ہو جاتا ہے۔(۲) سال گزرنے سے گزشتہ سال کا جزیہ ختم ہو جاتا ہے۔(۳) معذوری، غربت اور بڑھاپا بھی جزیہ کو ساقط کر دیتا ہے۔(۴) اگر اسلامی ریاست ذمیوں کی حفاظت سے عاجز ہو جائے تو اب جزیہ کی مجاز نہ رہے گی کیونکہ جزیہ حفاظت و دفاع کا بدل ہے۔(۵) ذمیوں کے دفاع وطن میں شرکت کرنے سے ان کا جزیہ ختم ہو جائے گا۔ جیسے آذربائیجان اور جرجان کے معاہدہ میں مذکور ہے۔ (75)

مطلب سوم: جزیہ کی حکمت و فلسفہ

جزیہ کا مقصد غیر مسلموں کی اہانت و ذلالت نہیں ہے بلکہ جزیہ ذمیوں کی حفاظت کا بدل ہے کیونکہ اسلامی ریاست کے دفاع و تحفظ سے ذمی مستثنیٰ ہیں چونکہ دفاع و تحفظ وطن کے لئے جان کے ساتھ مالی تعاون و ایثار بھی لازمی ہے۔ اس لیے دفاع و تحفظ وطن کے لئے جانی قربانی کا قائم مقام مالی تعاون ہے۔ صاحب فتح القدیر ابن الہمام فرماتے ہیں:

" لانّہٗ بدل عن القتل فی حقھم وعن النصرۃ فی حقنا " (76)

ترجمہ: کیونکہ جزیہ ذمیوں کے حق میں تحفظ جان اور ہمارے حق میں نصرت و مدد کا متبادل ہے۔

امام سرخسی نے بھی جزیہ کو مسلمانوں کے حق میں نصرت و تعاون کا قائم مقام قرار دیا:

" ثم یأخذ المسلمون منه خلفا عن النصرة التی فاتت باصراره علی الکفر لان من هو من اهل دارالاسلام فعلیه القیام بنصرة الدار وابدانهم لاتصلح لهذه النصرة " (77)

شوافع اور حنابلہ کے نزدیک یہ ذمیوں کے قتل اور دارالاسلام میں اقامت کا بدل ہے:

" بدلا عن قتلهم واقامتهم بدارنا " (78)

ترجمہ: جزیہ کا وجوب ذمیوں کے قتل اور اسلامی ریاست میں ان کے قیام کا معاوضہ ہے۔

عہد خلفاء راشدین میں غیر مسلموں سے معاہدات میں جزیہ کو حفاظت و دفاع غیر مسلم کا بدل و معاوضہ قرار دیا گیا جیسے حضرت خالد بن ولیدؓ کے معاہدہ لاہل الحیرۃ میں ہے:" وان ادّوہ فلھم مالمعاھد وعلینا المنع لھم " (79)

ترجمہ: پس اگر ہم تمہاری حفاظت کریں تو ہمارے لئے جزیہ ہے ورنہ نہیں یہاں تک کہ ہم تمہاری حفاظت کریں۔

اسی طرح عہد فاروقی میں جتنے معاہدات ہوئے ان میں جزیہ کا مقصد جان کی حفاظت قرار دیا گیا۔ اگر کبھی مسلمان اس سے عاجز آ گئے تو انہوں نے جزیہ کی رقم واپس لوٹا دی جیسے ابوعبیدہ بن الجراح نے شام میں کیا۔ جب مسلمانوں کو رومیوں کے لشکر کا سامنا تھا تو ابوعبیدۃ نے غیر مسلم ذمیوں کو لکھا:

" انما رددنا علیکم اموالکم لأنّه قد بلغنا ماجمع لنا من الجموع وانّکم اشترطتم علینا ان

نمنعکم وانا لانقدر علیٰ ذلك وقد رددنا علیکم مااخذنا منکم" (80)

ترجمہ: ہم تمہارا مال (جزیہ) واپس کر رہے ہیں کیونکہ ہمارے خلاف زبردست لشکر جمع کر لئے گئے ہیں۔ ہم نے تم سے معاہدہ کیا تھا کہ ہم تمہاری حفاظت کریں گے اب ہم اسکی طاقت نہیں رکھتے۔ اس لئے ہم تمہاری رقم واپس کر رہے ہیں۔

ان تمام شواہد سے معلوم ہوا کہ اسلامی ریاست میں غیر مسلم معاہدین معمولی سے ٹیکس کے عوض بے شمار حقوق و تحفظات ومراعات حاصل کرتا ہے اور یہ نظام آج بھی دینا میں مختلف شکل ونوعیت سے رائج ہے۔

مبحث سوم: حضرت عمرؓ اور احکام جزیہ

حضرت عمرؓ نے احکام جزیہ میں مصلحت عامہ کے تحت کئی اصطلاحات فرمائی جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

جزیہ اہل ذمۃ سے طے شدہ شرائط اور ان کے حالات وطاقت کے مطابق ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے ذمیوں سے معاہدات کے وقت جزیہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں لوگوں کی طاقت کو مدنظر رکھا چنانچہ معاہدہ اہل ماہین میں ہے:

"علیٰ کل حالم فی مالہٖ ونفسہٖ علیٰ قدر طاقتہٖ" (81)

ترجمہ: جزیہ ہر بالغ پر اس کے مال وجان میں اس کی طاقت کے مطابق ہوگا۔

معاہدہ اصفہان میں ہے:" انکم امنون ماادّیتم الجزیۃ بقدر طاقتکم فی کلّ سنۃٍ " (82)

ترجمہ: جب تک تم اپنی طاقت کے مطابق جزیہ دیتے رہو گے تم محفوظ رہو گے۔

اس اصول کے تحت حضرت عمرؓ نے سواد عراق کے مالداروں پر اڑتالیس درہم فی کس سالانہ متوسط درجے کے لوگوں پر چوبیس درہم سالانہ اور نچلے طبقہ پر بارہ درہم سالانہ جزیہ عائد کیا۔ (83)

اسی طرح حضرت عمرؓ نے اہل فسطاط کی حالت وطاقت کے مطابق سالانہ اڑتالیس درہم سے بڑھا کر پچاس ... کر دیئے۔ (84) ابو عبید لکھتے ہیں: حضرت عمرؓ جن سے معاہدہ صلح کرتے تھے ان سے جزیہ کی وہی مقدار وصول کرتے جو شرائط صلح میں طے پائی ہوتی اور اس میں کوئی کمی بیشی نہ کرتے۔ حضرت عمرؓ نے بنی تغلب کے لوگوں سے اس بات پر صلح کی کہ وہ اس مقدار کا دگنا ادا کریں گے جو مسلمان زکوٰۃ کے طور پر ادا کرتے ہیں چنانچہ بنو تغلب سے اسی شرط کے مطابق جزیہ لیا جاتا تھا۔ (85) مجاہد سے پوچھا گیا کہ حضرت عمرؓ نے شام کے لوگوں پر یمن کے لوگوں سے زیادہ جزیہ عاید کیا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اس لئے کہ اہل شام دولت مند ہیں۔ (86)

مطلب اول: حضرت عمرؓ نے اہل کتاب کے علاوہ مجوس سے بھی جزیہ لیا

حضرت عمرؓ نے مجوس کو مشابہ اہل کتاب قرار دے کر صلح کی صورت میں ان سے بھی جزیہ لینا ضروری قرار دیا۔ شروع میں آپ کو تامل ہوا پھر حضرت ...

عبدالرحمٰن بن عوف نے گواہی دی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ:

(سنّوا بهم سنّة اهل الكتاب) (87)

ترجمہ: ان کے ساتھ اہل کتاب کا سا معاملہ کرو۔

ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت عمرؓ نے مغیر بن معاویہ کو حکم بھیجا کے تمہارے علاقے میں جو آتش پرست ہیں ان سے جزیہ وصول کرو کیونکہ مجھے عبدالرحمٰن بن عوف نے اطلاع دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجوس ہجر سے جزیہ لیا تھا۔ (88)

حضرت سلمان فارسیؓ نے اہل فارس (مجوس) کو بطور سفیر یہ دعوت دی:

" فان اسلمتم فلكم مالنا وعليكم ماعلينا، وان ابيتم فالجزية " (89)

ترجمہ: اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تمہیں بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو ہمارے حقوق ہیں اور تمہارے فرائض بھی وہی ہوں گے جو ہمارے ہیں اگر تم اس سے انکار کرو تو جزیہ ادا کرو۔

حضرت عمرؓ نے اہل فارس (مجوس) سے کئی معاہدے کئے۔ ہر معاہدے کی اہم شرط جزیہ ادا کر کے ذمی کی حیثیت سے رہنے کی دعوت ہے۔ مجوس نے حضرت عمرؓ کی دعوت کو قبول کیا اس طرح حضرت عمرؓ نے اہل کتاب کے علاوہ اقوام کی ایک تیسری قسم بیان کی۔ فقہاء نے اس کے لئے شبۃ الکتاب کی اصطلاح وضع کی۔ اب قیامت تک یہود و نصاریٰ کے علاوہ تمام غیر مسلم اقوام سے تعلقات کی بنیاد حضرت عمرؓ کے مجوس فارس سے کئے گئے معاہدات کی روشنی میں ہوگی۔

مطلب دوم: حضرت عمرؓ نے نصاریٰ بنی تغلب سے جزیہ کے بجائے دوگنا صدقہ لیا

نصاریٰ بنی تغلب ایک عربی عیسائی قبیلہ تھا۔ انہوں نے جزیہ کو اپنی شان کے خلاف سمجھا۔ سرزمین عرب چھوڑ کر جانے کا ارادہ کیا۔ حضرت عمرؓ کو نعمان بن زرعہ نے مشورہ دیا کہ ان کو روکا جائے۔ وہ ایک طاقتور قبیلہ ہے ان سے جزیہ کے بجائے مسلمانوں کی طرح صدقہ (زکوٰۃ) لیا جائے کیونکہ ان کی طاقت سے دشمن کو فائدہ اور مسلمانوں کو نقصان کا اندیشہ ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ان پر جزیہ کے بجائے زکوٰۃ وعشر دگنی عائد کر دی۔ (90)

معاہدہ بنی تغلب سے بعض فقہاء نے استدلال کیا ہے کہ اس حکم کا تعلق بنو تغلب سے خاص نہیں ہے بلکہ جب کبھی کسی قوم سے ایسے حالات کا سامنا ہو تو جزیہ کا یہی حکم ہوگا۔ امام ابن قدامہ لکھتے ہیں:

" فان وجد هذا في غيرهم فامتنعوا من اداء الجزية وخيف الضرر بترك مصالحتهم ورأى الامام مصالحتهم على اداء الجزية باسم الصدقة جاز ذلك اذا كان المأخوذ منهم بقدر مايجب عليهم من الجزية أوزيادة " (91)

ترجمہ: اگر یہی صورت بنو تغلب کے علاوہ کسی اور میں بھی پائی گئی۔ پس کوئی قوم جزیہ سے انکار کرے اور ان سے مصالحت

ترک مصالحت میں ضرر کا اندیشہ ہو۔ امام اس قوم کی مصالحت کی صورت جزیہ صدقہ کے نام سے دینے میں دیکھے تو جائز ہے۔ جب کہ ان سے جو چیز لی جا رہی ہے وہ واجب جزیہ کی مقدار کے برابر یا زیادہ ہو۔

مطلب سوم: حضرت عمر لوگوں کا عائد شدہ جزیہ میں مساوی اشیاء یا ان کی قیمت وصول کرنا

حضرت عمر جزیہ کی ادائیگی میں آسانی کے لئے لوگوں سے مساوی اشیاء یا ان کی قیمت یا اس علاقہ میں جس چیز کا رواج ہوتا وصول کرتے تھے۔ عبدالرزاق نے اپنی سند سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے عراق میں آباد ذمیوں سے جزیہ میں چاندی لینا طے کیا کیونکہ عراق میں چاندی کا رواج تھا اور آپ نے شام اور مصر کے ذمیوں سے سونا جزیہ میں لینا طے کیا کیونکہ ان علاقوں میں سونے کا رواج تھا۔ (92) ابو عبید کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ جزیہ میں اونٹ بھی لے لیا کرتے تھے۔ (93) البتہ غیر مسلم ذمیوں سے شراب اور خنزیر جزیہ میں لینا جائز نہیں لیکن ان کی قیمت سے جزیہ کی ادائیگی کو حضرت عمر نے درست قرار دیا۔ حضرت عمرؓ کے بعض عمال نے شراب اور خنزیر کے بارے میں لکھا ہے کہ کیا وہ یہ چیزیں جزیہ میں لے لیں تو حضرت عمرؓ نے تحریر کیا کہ ان چیزوں کی فروخت ان کے مالکوں کے سپرد کر دو یعنی وہ فروخت کر کے قیمت بطور جزیہ دے دیں۔ (94)

ایک مرتبہ آپ کو اطلاع ملی کہ کسی عامل نے جزیہ میں شراب قبول کر لی ہے تو آپ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا تم ایسا ہرگز نہ کرو البتہ ان سے کہو کہ وہ اسے خود فروخت کریں اور اس کی قیمت سے جزیہ ادا کریں۔ (95)

حضرت عمرؓ نے اپنے عمال کو حکم دیا کہ ذمیوں کے خنزیر مار ڈالیں اور ان کی قیمت ان کے جزیہ میں سے کم کر دیں۔ (96)

حضرت عمرؓ کی انہی نظائر سے استنباط کرتے ہوئے امام ابن قدامۃ لکھتے ہیں:

"ویجوز أخذ ثمن الخمر والخنزیر منهم علیٰ جزیة رؤسهم وخراج أرضهم احتجاجا بقول عمر هذا ولأنّها من اموالهم الّتی نقرهم علی اقتنائهم والتصرف فیها فجاز أخذ أثمانها منهم کثیابهم" (97)

ذمیوں سے جزیہ اور ان کی زمینوں پر خراج میں شراب اور خنزیر کی اس دلیل پر حضرت عمر کا یہ قول ہے کہ ان کی فروخت ان کے حوالے کرو اور ان کی قیمت سے جزیہ لو کیونکہ یہ ان کے اموال سے ہے۔ ہم ان کو اور تصرف کو برقرار رکھیں گے۔ پس ملکیت ذمیوں سے ان اموال کی قیمت لینا جائز ہوگا جیسے ان سے کپڑے لئے جائیں۔ (98)

مطلب چہارم: حضرت عمرؓ نے دفاع وطن کے عوض جزیہ سے مستثنیٰ قرار دیا

جزیہ غیر مسلموں کی حفاظت و دفاع کا عوض ہے۔ جب دفاع وطن میں شریک ہو کر وہ اس فریضہ کو خود ادا کریں گے تو ان سے جزیہ ساقط ہو جائے گا۔ عہد فاروقی کے معاہدات میں اسکی کئی نظائر و امثال موجود ہیں۔ جیسے معاہدہ جرجان میں ہے

" ومن استعنا به منكم فله جزاؤه في معونته عوضا من جزائه " (99)

ترجمہ: تم میں سے جس سے ہم کوئی مدد لیں گے اس کی مدد اس کے جزیہ کا بدل ہوگی۔

جیسے معاہدہ آذربائیجان میں ہے:" ومن حشر منهم في سنة وضع عنه جزاء تلك السنة" (100)

ترجمہ: جو ذمیوں میں سے کسی سال جہاد میں شریک ہوا اس سے اس سال کا جزیہ ساقط ہے۔

معاہدہ آرمینیا میں واضح شرط ہے:

" والحشر عوض من جزائهم ـ فان حشروا وضع ذلك عنهم وان تركوا اخذوا به" (101)

ترجمہ: جنگی خدمات ان کے جزیہ کا عوض ہوں گی۔ پس اگر وہ دفاع میں شریک ہوئے تو جزیہ ساقط ہوگا اور اگر شریک نہ ہوئے تو جزیہ عائد ہوگا۔

عہد فاروقی میں انطاکیہ کے نواحی علاقے جبل اللکام کی قوم جراجمہ سے درج ذیل شرائط پر معاہدہ ہوا:

" فصالحوه على ان يكونوا أعوانا للمسلمين وعيونا ومسالح في جبل اللكام وان لا يؤخذوا بالجزية" (102)

ترجمہ: ان سے اس شرط پر صلح کر لی گئی کہ وہ مسلمانوں کے معاون ومخبر اور جبل اللکام میں سرحدی محافظ ہوں گے۔ اس کے عوض ان سے جزیہ نہیں لیا جائے گا۔

ان معاہدات کے تناظر میں ڈاکٹر عبدالکریم زیدان لکھتے ہیں:

" فهذه السوابق التاريخيه في عهد الصحابة صريحة في سقوط الجزية عمن يحمل السلاح مع المسلمين ويشارك في الدفاع عن دار الاسلام حتى صار هذاالامر مالوفاً شائعاً " وسنة فيمن كان يحارب العدو من المشركين " ولم ينقل لنا خلاف فيه بل ان عمر بن الخطاب قد حسن هذا الاجراء الذي اتخذه سراقه مما يدل على ان هذا الحكم كان مجمعا عليه في زمن الصحابة " (103)

ترجمہ: عہد صحابہ کے یہ تاریخی واقعات اس بات کی صراحت ہیں کہ جو شخص مسلمانوں کے ساتھ مل کر دشمنوں سے لڑے گا اور اسلامی ریاست کے دفاع میں ان کے ساتھ شریک ہوگا اس سے جزیہ ساقط ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کی طرف سے مشرک دشمنوں کے خلاف لڑنے والے کے لئے مشہور ومعروف اصول بن گیا۔ اس بات میں کسی کا اختلاف منقول نہیں ہے بلکہ حضرت عمرؓ نے اس اصول کے اجراء پر سراقہ جنہوں نے اہل ارمینیا سے اس اصول کے تحت معاہدہ کیا تھا کی تحسین فرمائی۔ یہ اس بات کی دلالت ہے کہ عہد صحابہ میں اس حکم پر اجماع ہو گیا تھا۔

ڈاکٹر وھبہ الزحیلی معاہدات فاروقی سے استدلال کرتے ہوئے سقوط جزیہ کے ضمن میں لکھتے ہیں:

" وبهذا يظهر ان الذميين القاطنين اليوم فی بلاد الاسلام والذين يلتزمون بالخدمة العسكرية ويشتركون فی الحرب ضد الاعداء اويكونو عرضة لذلك لايجب عليهم الجزية "

اس سے ظاہر ہوا کہ اسلامی ممالک میں رہنے والے غیر مسلم ذمی آج کل جو عسکری خدمات انجام دیتے ہیں یا دشمنوں کے مقابلہ میں جنگ میں بھی شریک ہوتے ہیں یا اس سلسلہ میں ڈھال بنتے ہیں ان پر جزیہ نہیں ہوگا۔

مطلب پنجم: حضرت عمرؓ نے ذمیوں پر جزیہ کے علاوہ ایک شب و روز کی مہمان نوازی بھی لازمی کر دی

عہد فاروقی کے جغرافیائی وسماجی حالات، سفری سہولتوں کی عدم دستیابی، مسلم و غیر مسلم تعلقات کی نازک صورت حال اور عدم اعتماد کی فضاء کے پیش نظر حضرت عمرؓ نے اہل شام پر مسلمان مجاہدین کی تین ایام کی مہمان نوازی لازمی قرار دیا۔ امام ابو یوسف لکھتے ہیں: " انّ عمر بن الخطابؓ كان اذا صالح قوما اشترط عليهم ان يؤدوا من الخراج كذا وكذا وان يقروا ثلاثة ايّام " (104)

ترجمہ: حضرت عمرؓ کسی قوم سے ان شرائط پر صلح کرتے تھے کہ وہ اتنا خراج ادا کریں گے اور تین دن مہمان نوازی کریں گے۔

حضرت ابوعبیدۃ بن جراح نے اہل شام سے مشہور معاہدہ میں اس شرط کو لازمی قرار دیا:

" وان يُضيفو من مرّبهم من المسلمين ثلاثة ايّام " (105)

ترجمہ: جو مسلمان ان کے پاس سے گزرے اس کی تین دن مہمان نوازی کریں۔

عام مسلمان کی تین دن اور لشکر اسلام کی ایک دن رات کی مہمان نوازی اور قیام کو اہل ذمہ پر لازمی قرار دیا۔ اہل جزیرہ سے کئے گئے ہر معاہدہ میں ایک دن رات کی مہمان نوازی اور قیام کو لازمی قرار دیا:

" وقروا جنود المسلمين ممن مربهم فاوٰی اليهم يوما وليلة " (106)

ترجمہ: مسلمان فوجی دستوں کی ایک دن رات کی مہمانی اور قیام ان کے ذمہ ہے۔

عصر حاضر کے عسکری نظام میں مقامی آبادی کے تعاون واہمیت سے اس دور میں حضرت عمرؓ کی دور اندیشی اور بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ دعوت بے تکلف ہوتی تھی جو حلال کھانا وہ خود کھاتے وہی مسلمانوں کو کھلاتے ضرورت سے زیادہ پر تکلف دعوت سے حضرت عمرؓ نے منع فرمایا۔ (107) ابن قدامہ ضیافت کی حکمت کے بارے میں لکھتے ہیں:

" لأنّ فی هذا ضربا من المصلحة لانّهم ربما امتنعوا من مبايعة المسلمين اضرارا بهم فاذا شرط عليهم الضيافة امن ذلك " (108)

ترجمہ: کیونکہ اس میں بھی ایک مصلحت ہے کیونکہ بعض اوقات وہ مسلمانوں کو تکلیف کی غرض کھانا نہیں بیچتے تھے۔

جب ضیافت کی ان پر شرط لگائی گئی تو یہ خوف نہ رہا۔حضرت عمرؓ کی مہمانی کی شرط کے ضمن میں امام الماوردی لکھتے ہیں:

اگر مصالحت مسلمان مسافروں کی مہمانی پر ہو تو تین روز کی مہمانی مقرر کی جائے اور اسی تقرر کا ان سے مطالبہ کیا جائے اس سے زیادہ کی مقرر نہ کی جائے۔حضرت عمرؓ نے شام کے نصاریٰ سے مسلمانوں کی تین روز کی ضیافت پر مصالحت کی تھی اس میں آپ نے یہ بھی ضروری قرار دیا تھا جو وہ خود کھاتے ہوں وہی کھانا طلب کیا جائے ایسا نہ ہو بکری و مرغی کھانے پر مجبور کیا جائے۔اس مہمانی کا تعین واطلاق اہل دیہات پر ہوگا شہریوں پر نہیں ہوگا۔ (109)

مبحث چہارم: الخراج

مطلب اول: معنی ومفہوم

خراج خرج یخرج مادہ سے ہے جس کا معنی نکالنا ہے۔عربی میں زمین کی پیداوار اور پیداوار پر حصوں کی ادائیگی کے لئے جو غلہ نکالا جائے اس کو خراج کہا جاتا ہے۔شریعت اسلامیہ میں غیر مسلم معاہدین کا اپنی زمین کی پیداوار پر معین حصہ / ٹیکس اسلامی ریاست کو ادا کرنے کا نام خراج ہے۔امام الماوردی الخراج کی تعریف میں لکھتے ہیں:

" الخراج ما وضع علی رقاب الارضین من حقوق تؤدّی عنها " (110)

ترجمہ: خراج زمینوں پر مقرر کیا جاتا ہے یہ زمین کے حقوق میں سے ادا کیا جاتا ہے۔

امام ابوبکر الجصّاص نے خراج کی بڑی جامع تعریف وتاریخ بیان کی ہے۔لکھتے ہیں:

" الخراج فی الأصل تکلیف مالی علی الذمی فی أرضه اذ هکذا فعل سیدنا عمر بن الخطاب عند فتحه العراق ، فقد ترك الارض بایدی أهلها وضرب علی رؤوسهم الجزیة وعلی أراضیهم الخراج بعد مشاورة الصحابة وموافقتهم " (111)

ترجمہ: خراج اصل میں ذمی پر اس کی زمین کے سلسلہ میں ایک مالی فریضہ ہے جسے حضرت عمر بن خطاب نے فتح عراق کے وقت عائد کیا۔آپ نے زمین وہاں کے باشندوں کے پاس رہنے دی۔ان کے افراد پر جزیہ اور ان کی زمینوں پر خراج عائد کیا۔یہ سب کچھ آپ نے صحابہؓ کی مشاورت اور موافقت کے بعد کیا۔

مطلب دوم: اسلام میں اقسام اراضی

شریعت اسلامیہ میں اراضی کی تین اقسام ہیں۔

(۱) ایسے مفتوحہ علاقے جن کے باشندوں نے اسلام قبول کرلیا۔ایسے علاقوں کی زمینیں انہی کی ملکیت ہوں گی اور ان پر عشر کا حکم ہوگا۔(۲) وہ علاقے جو کسی معاہدہ صلح کے تحت فتح ہوئے ہوں۔ایسے علاقوں کی زمینوں کے جملہ احکام ترائط صلح کے

مطابق ہوں گے۔(۳) وہ علاقے جن کو مسلمانوں نے بالقوۃ فتح کیا۔ ایسے علاقوں کے بارے میں مسلمانوں میں اختلاف ہے۔ ایک گروہ کے نزدیک یہ مال غنیمت ہیں ان پر جملہ احکام مال غنیمت کے لاگو ہوں گے۔ دوسرے گروہ کے نزدیک ایسی زمین میں امام کو اختیار ہے کہ وہ مال غنیمت کے طور پر تقسیم کر دے یا مصالح مسلمین کے لئے وقف کر دے۔ جیسے حضرت عمرؓ نے سوادعراق کی زمینوں کے متعلق فیصلہ فرمایا۔ (112)

مطلب سوم: عہد فاروقی اور اسلام میں نظام خراج کی ابتداء

خراج کا نظام دنیا میں اسلام سے قبل موجود تھا لیکن اسلام میں اس کے اولین موجد حضرت عمرؓ ہیں۔ حضرت عمرؓ نے عراق کی فتح کے بعد وہاں کی مردم شماری کا حکم دیا۔ احکام غنیمت کے مطابق ہر آدمی کے حصے میں تین تین آدمی بطور غلام آتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اراضی عراق کے بارے میں صحابہ کرام سے اجتماعی مشورہ کیا۔ بعض مال غنیمت کی مثل تقسیم کے حق میں تھے جن میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت بلال اور حضرت زبیر بن عوام پیش پیش تھے۔ حضرت عمرؓ کا استدلال تھا کہ اگر تمام علاقے مفتوحہ تقسیم کر دیئے جائیں گے تو افواج کی تیاری، افواج اور دیگر بیواؤں، یتیموں اور عام مسلمانوں کے وظائف، بیرونی حملوں کی حفاظت اور امن و امان کے قیام کے لئے مصارف کہاں سے آئیں گے۔ کئی دن یہ فیصلہ نہ ہو سکا۔ بحث و مباحثہ طویل ہو گیا آخر ایک دن حضرت عمرؓ کو قرآن مجید کی سورۃ حشر کی 7 تا 10 آیات یاد آ گئیں۔ ان آیات سے حضرت عمرؓ نے استدلال کیا کہ فتوحات میں آئندہ نسلوں کا بھی حق ہے۔ آپ نے ان آیات کی روشنی میں اپنی رائے کا اظہار یوں فرمایا:

"وقد رأيت ان احبس الارضين بعلوجها واضع عليهم فيها الخراج وفى رقابهم الجزية يؤدونها فتكون فيئًا للمسلمين" (113)

ترجمہ: میں نے یہ رائے قائم کی ہے کہ زمینوں کو مع کاشت کاروں کے سرکاری ملکیت قرار دوں، ورنہ کاشت کاروں پر خراج اور فی کس جزیہ عائد کر دو جسے وہ ادا کرتے رہیں اور یہ مسلمانوں کے لئے ایک مستقل آمدنی کا ذریعہ ہو گا۔

اس کے بعد آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو لکھا: "واترك الارضين والأنهار لعمالها ليكون ذلك في عطيات المسلمين فانك ان قسمتها بين من حضرلم يكن لمن بعدهم شيء" (114)

ترجمہ: زمینیں اور نہریں ان پر کام کرنے والوں کے پاس چھوڑ دو تا کہ یہ مسلمانوں کو وظائف جاری کرنے میں کام آئیں۔ اگر تم انہیں بھی موجودہ لوگوں میں تقسیم کر دو گے تو ان کے بعد آنے والوں کے لئے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔

عثمان بن حنیف کے ذریعے عراق کی اراضی کی پیمائش کروائی اور درج ذیل خراج و جزیہ مقرر کیا۔ تمام قابل کاشت زمین پر فی جریب ایک درہم نقد ایک قفیز غلہ بطور خراج عائد کیا اور اڑتالیس، چوبیس اور بارہ درہم جزیہ مختلف طبقات کے حساب سے نافذ کیا۔

یہی فیصلہ حضرت عمرؓ نے شام اور مصر کے بارے میں فرمایا لیکن ان علاقوں کی پیمائش نہیں کروائی ۔۔۔
حضرت عمرؓ نے اپنی بہترین حکمت وفراست کے سبب اسلام میں مالگذاری اور اجتماعی ودائمی کفالت کی داغ بیل ڈالی ۔۔۔
اسلام میں نظام خراج کے اولین موجد قرار پائے۔ (115)

امام ابن الہمام الحنفی نے نفاذ خراج پر اجماع صحابہ کو نقل کیا:

" وعمر حين فتح السّواد وضع الخراج عليها بمحضر من الصحابة ووضع على مصر ...
افتحها عمرو بن العاص وكذا اجتمعت الصحابة على وضع الخراج على الشام " (116)

ترجمہ: حضرت عمرؓ نے فتح عراق کے وقت صحابہ کی موجودگی میں خراج کا نفاذ کیا اور مصر کی فتح کے وقت حضرت عمرو بن عاص نے خراج عائد کیا۔ اسی طرح شام پر نفاذ خراج کا صحابہؓ نے اجتماعی فیصلہ کیا۔

مبحث پنجم: حضرت عمرؓ کے احکام خراج کا جائزہ

حضرت عمرؓ نے غیر مسلم معاہدین کے ساتھ ہر موقع پر جزیہ کے ساتھ خراج کو لازمی شرط کے طور پر شامل فرمایا۔

شام کے علاقے فحل کے معاہدہ میں ہے:" حتى سألوا الامان على اداء الجزية عن رؤوسهم والخراج عن
ارضهم ، فامنواهم على انفسهم واموالهم " (117)

ترجمہ: اہل فحل نے اپنے افراد پر جزیہ اور اپنی زمینوں پر خراج کے عوض صلح کا مطالبہ کیا۔ مسلمانوں نے اس کے عوض ان کی جان اور اموال پر امان دی۔ معاہدہ بعلبک میں ہے: " وعلى من اقام منهم الجزية والخراج " (118)

ترجمہ: ان میں سے جو اپنے مذہب پر قائم رہے گا اس پر جزیہ اور خراج لازم ہوگا۔

معاہدہ دبیل (ارمینیا) پابندی معاہدہ کو جزیہ اور خراج کی ادائیگی سے مشروط کیا:

" وعلينا الوفاء لكم بالعهد ماوفّيتم واديتم الجزية والخراج " (119)

ترجمہ: ہماری جانب سے ایفائے عہد ہوگا جب تک تم ایفاء کرو گے اور تم جزیہ وخراج ادا کرتے رہو گے۔

حضرت عمرؓ کی ان شرائط معاہدہ (جزیہ وخراج) سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ معاہدات میں ۔۔۔
مسلمانوں کی معیشت کے استحکام اور آئندہ نسلوں کی خوشحالی کو بنیادی اہمیت دی۔

مطلب اول: خراج صرف پیداوار والی زمین پر ہوگا رہائشی علاقوں پر نہیں ہوگا

خراج صرف ان زمینوں پر عائد ہوگا جو پیداوار دیتی ہوں یعنی جس سے غلہ اور پھل پیدا ہوتا ہو یا جو غلہ پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوں۔ امام ابوعبید لکھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ایسی ہی زمینوں پر خراج عائد کیا:

" انّه انّما جعل الخراج على الارضين التي تغلّ من ذوات الحبّ والثمار والتي تصلح للغلة من ...

العامر والغامر، وعطل من ذلك المساكن والدور التّي هي منازلهم فلم يجعل عليهم فيها شيئا (120)

حضرت عمرؓ نے خراج ان زمینوں پر مقرر کیا جن سے غلہ یا پھلوں کی پیداوار ہوتی تھی یا جو آباد یا غیر آباد زمین قابل کاشت تھی انہوں نے اس خراج کی زمین میں ان کے رہائشی علاقوں اور مکانات کو شامل نہیں کیا اور نہ ان پر کسی قسم کا خراج لگایا۔

مطلب دوم: خراجی زمین کے مالک غیر مسلم ہی رہیں گے

خراج زمین کے جملہ حقوق ملکیت غیر مسلم مالکوں کے پاس رہیں گے وہ زمین میراث میں ایک غیر مسلم سے دوسرے کو منتقل ہوتی رہے گی۔ حضرت عمرؓ نے غیر مسلم اقوام سے معاہدات میں زمینیں انہی کی ملکیت و تحویل میں رہنے دیے معاہدہ ماہ مہراذان کی پہلی دفعہ ہے:" اعطاهم الامان على انفسهم واموالهم اراضيهم " (121)

ترجمہ: ان کے اموال، نفوس اور اراضی پر ان کا قبضہ بدستور رہے گا۔

امام ابوعبید معاہدات مصر کی شرائط میں لکھتے ہیں:" ولا تنزع نساؤهم ولا ابناؤهم ولا كنوزهم ولا ارضوهم (122) ترجمہ: ان کی عورتیں اور بچے ان کے خزانے اور ان کی زمینیں ان سے نہیں چھینی جائیں گی۔

خراجی زمین کی ملکیت کے بارے میں امام ابو یوسف لکھتے ہیں: اگر امام غیر مسلم مفتوحین کی زمینوں کو ان کے باشندوں کے پاس رہنا مناسب سمجھے جیسا کہ حضرت عمرؓ نے سواد کے سلسلہ میں کیا تھا تو اسے ایسا کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اس صورت میں یہ زمین خراجی قرار پائے گی۔ آپ لکھتے ہیں:

" وليس له ان يأخذها بعد ذلك منهم وهي ملك لهم يتوارثونها ويتبايعونها ويضع عليها الخراج ولا يكلفوا من ذلك مالا يطيقون " (123)

ترجمہ: زمین کو خراجی قرار دینے سے امام کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ زمین ان لوگوں سے واپس لے کیونکہ یہ ان کی ملکیت ہے وہ اسے ورثہ میں منتقل کریں گے اور اس کی خرید و فروخت کر سکیں گے۔ امام ان پر خراج عائد کرے گا لیکن ان پر ان کی طاقت سے زیادہ خراج نہیں عائد کیا جائے گا۔ امام ابن الہمام لکھتے ہیں:

" وارض السواد مملوكة لاهلها يجوز بيعهم وتصرفهم " (124)

ترجمہ: عراق کی زمین وہاں کے باشندوں کی ملکیت ہے ان کے لئے اس کو بیچنا اور دیگر تصرفات کرنا جائز ہے۔

مطلب سوم: خراج کی مقدار کا تعین زمین کی کیفیت وصلاحیت سے مشروط ہے

زمین پر خراج کرنے کے سلسلہ میں زمین کی پیداواری صلاحیت کو ملحوظ رکھا جائے گا۔ حضرت عمرؓ نے خراج مقرر کرتے وقت زمین کی صلاحیت کو مدنظر رکھا۔ آپ نے ہمیشہ کے لئے ایک ہی مقدار کو لازمی نہیں قرار دیا بلکہ مختلف اوقات میں مختلف مقادیر خراج کا تعین فرمایا۔ آپ نے محصلین خراج حضرت حذیفہؓ اور عثمان بن حنیفؓ کو پوچھا

" لعلكما حملتما الارض مالا تطيق "

ترجمہ: شائدتم نے زمین پر اتنا بوجھ ڈال دیا ہو جس کی وہ طاقت نہ رکھتی ہو۔

اس وقت حضرت عثمان بن حنیف فرات کے کنارہ کے علاقے اور حذیفہ دجلہ کے علاقے کے عامل تھے۔ حضرت عثمانؓ نے جواب دیا: " حملت الارض امرأهي له مطيقة ولو شئت لاضعفت "

ترجمہ: میں نے زمین پر اتنا بوجھ ڈالا ہے جسے وہ برداشت کرسکتی ہے اگر میں چاہتا تو اس سے دوگنا بڑھا سکتا تھا۔

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: " وضعت عليها امرًا هي له متحملة وما فيها كثير فضل "

ترجمہ: میں نے اس پر اتنا ہی بار ڈالا ہے جس کی وہ باآسانی متحمل ہوسکتی ہے۔ اس کے بعد جو کچھ فاضل بچتا ہے وہ بہت زیادہ نہیں۔ پس یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچی کہ حضرت عمرؓ نے عراق کی زمینوں پر جو خراج عاید کیا اس میں ان کی زمینوں کی صلاحیت واہلیت کو مدنظر رکھا۔ اس میں بعد میں کسی نے کوئی اختلاف بھی نہیں کیا۔ (125)

پس خراج کا تعین زمین کی قدرت سے مشروط ہوگا۔ اس لئے اس کی کوئی مقدار معین نہیں ہے۔ اسی لئے حضرت عمرؓ سے بھی اس کی مختلف مقادیر مروی ہیں۔ فقہاء نے بھی تصریح کی ہے۔ مقادیر خراج میں اختلاف کی وجہ زمینوں کا اختلاف ہے مثلاً زمین کی عمدگی، غلہ کی مقدار اور اس پر محنت ومشقت کی کمی وزیادتی۔

امام الماوردی نے خراج میں کمی وزیادتی کا سبب چار امور کو قرار دیا۔

(۱) کوئی زمین عمدہ اور بہتر پیداوار کی حامل ہو اور کوئی خراب اور بری پیداوار پیدا کرتی ہو۔ (۲) مختلف غلوں اور پھلوں کی قیمت اچھی یا بری کم یا زیادہ لگی ہو۔ (۳) ذرائع آب پاشی کیونکہ ذرائع آب پاشی اور بارش کی نسبت محنت پر زیادہ اور رراہٹ سے سیراب کرنے میں زیادہ مشقت ہے۔ (۴) شہروں اور منڈیوں سے قرب وبعد ہونا کیونکہ یہ چیز بھی قیمتوں کی کمی وزیادتی میں موثر ہے۔ معاہدات عمرؓ اور تعبیرات فقہاء سے مستنبط ہوتا ہے کہ خراج کی مقدار کا تعلق زمین کی نوعیت اور اہل وقت کی رائے واجتہاد سے ہے۔ (126)

مطلب چہارم: بالقوہ مفتوحہ زمین کا خراج قبولیت اسلام سے ساقط نہیں ہوتا

بالصلح خراجی زمین کا خراج مالک زمین سے جزیہ کی مثل قبولیت اسلام سے ساقط ہو جاتا ہے لیکن بالقوۃ مفتوحہ زمین کا خراج مالک زمین کے مسلمان ہونے سے ساقط نہیں ہوتا۔ جیسے اہل الیس میں سے دو ذمیوں نے اسلام قبول کیا تو حضرت عمرؓ نے ان سے تمام خراج ختم کردیا۔ یہ اس لئے کہ اہل الیس کا تعلق اہل صلح سے تھا۔

حضرت عمرؓ کے اس عمل سے استدلال کرتے ہوئے امام یحییٰ بن آدم القرشی لکھتے ہیں:

" فمن اسلم رفعت الجزية عن رأسه، وكان الخراج على ارضه علىٰ حاله " (127)

بالقوۃ مفتوحہ زمین پر خراجی زمین کا ٹیکس ہے وہ مالک زمین پر واجب ہے خواہ مرد ہو یا عورت مسلمان
حضرت عمرؓ کے پاس ایک شخص آیا اس نے کہا میں مسلمان ہو گیا ہوں میری زمین سے خراج ختم کر دیجئے۔ حضرت
نہیں کیونکہ تمہاری زمین بالقوۃ فتح ہوئی تھی۔ نہر الملک کی ایک زمیندار عورت نے اسلام قبول کیا۔ اس کے پاس
بڑا قطعہ تھا اس بارے میں حضرت عمرؓ کو لکھا گیا تو آپ نے جواب تحریر کیا:" دعوھا فی ارضھا
الخراج (128)

ترجمہ: زمین اسی کے پاس رہنے دو اور وہ اس کا خراج ادا کرے۔

انہی نظائر عمر سے استدلال کرتے ہوئے امام ابن الھمام الحنفی لکھتے ہیں:

" ومن اسلم من اهل الخراج اخذ منه الخراج على حاله لان فيه معنى المؤنة
البقاء فأمكن ابقاؤه على المسلم ويجوز ان يشترى المسلم ارض الخراج من الذمي
لما قلنا وقد صحّ ان الصحابة اشتروا اراضى الخراج وكانوا يؤدون خراجها فدل على جواز
الخراج واداءه للمسلم من غير كراهة " (129)

مبحث ششم: العشور

عشور عشر کی جمع ہے۔ عشر کا معنی ہے دس میں سے دسواں حصہ۔ اسی سے عاشر یا عشار عشر وصول کرنے والے
جاتا ہے۔ اصطلاح شریعت میں اسلامی ریاست میں ایک شہر سے دوسرے شہر سامان تجارت لے کر آنے والے
جس مالی ٹیکس کی ادائیگی لازمی ہوتی ہے اس ٹیکس کی مقدار غیر مسلموں پر تجارتی مال کا دسواں حصہ ہے۔
ٹیکس کو عشور کہا جاتا ہے۔ (130)

مطلب اول: عشور کی مشروعیت وابتداء

شریعت اسلامیہ میں عشور کا آغاز عہد فاروقی میں اجماع صحابہ سے ہوا۔ اس کا آغاز غیر مسلم تجار کا
میں تجارت کی اجازت کی درخواست سے ہوا۔ امام عبدالرزاق لکھتے ہیں:

" كتب اهل منبج، ومن وراء بحر عدن الى عمر بن الخطاب يعرضون عليه
ارض العرب ولهم العشور منها فشاور عمر فى ذلك اصحاب النبى واجمعوا على ذلك فهو
منهم العشور" (131)

ترجمہ: (عشور کا آغاز اس طرح ہوا) کہ اہل منبج اور بحر عدن کے اس پار کے لوگوں نے
تجارت لے کر سرزمین عرب میں داخل ہوا کریں گے اور مسلمانوں کو عشور دیا کریں گے۔ اس پر حضرت عمرؓ

سے مشورہ کیا اور سب نے اس سے اتفاق کیا۔ پس حضرت عمرؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے تجارتی عشور وصول کیے۔

امام ابو یوسف حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت کرتے ہیں:

" قال کتب ابو موسیٰ الاشعری الیٰ عمر بن الخطاب، انّ تجارًا من قبلنا من المسلمین یأتون ارض الحرب فیأخذون منهم العشر، قال فکتب الیه عمر خذ انت منهم کما یأخذون من تجار المسلمین" (132)

حضرت ابو موسیٰ الاشعری نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ ہمارے ملک کے مسلمان تاجر جب حربی علاقوں میں جاتے ہیں تو وہ لوگ ان سے سامان تجارت میں سے دسواں حصہ وصول کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے انہیں اس کے جواب میں لکھا کہ تم بھی ان سے اسی طرح (عشر) وصول کرو جس طرح وہ مسلمان تاجروں سے وصول کرتے ہیں۔

امام عبدالرزاق سے روایت منقول ہے:" سأل عمر المسلمین ، کیف یصنع بکم الحبشة اذا دخلتم ارضهم ؟ فقالوا یأخذون عشر مامعنا قال فخذوا منهم مثل ما یأخذون منکم " (133)

ترجمہ: حضرت عمر نے مسلمانوں سے پوچھا کہ جب تم حبشہ جاتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا جو کچھ ہمارے پاس ہوتا ہے اس کا دسواں حصہ لے لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جو وہ تم سے لیتے ہیں وہی تم ان سے لے لو۔ اسی طرح آپ نے عثمان بن حنیفؓ سے دریافت کیا کہ جب تم اہل حرب کے یہاں جاتے ہو تو وہ تم سے کیا لیتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ عشور۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ان سے عشور ہی وصول کرو۔ (134)

روایات مذکورہ سے ظاہر ہوا کہ عشور کا آغاز عہد فاروقی سے ہوا کیونکہ آپ کے دور کی وسعت فتوحات اور بین الاقوامی تعلقات و معاملات اس کے متقاضی تھے۔ چنانچہ آپ نے مسلمانوں کی مصلحت کے لئے غیر مسلم متحارب اقوام سے تجارت میں معاملہ بالمثل کا اصول وضع کیا جو عشور کے نام سے موسوم ہوا۔

مطلب دوم: وجوب عشور

عہد فاروقی میں عشور کا آغاز غیر مسلم متحارب اقوام کے ساتھ تجارتی معاہدات سے ہوا، بعد میں یہ حکم مسلم و غیر مسلم محارب و معاہد کے لئے عام ہو گیا۔ چنانچہ انس بن مالک کو حضرت عمرؓ نے جب عشور کی وصول کے لئے بھیجا تو حکم دیا:

" امرنی ان اخذ من المسلم ربع العشر و من الذمی نصف العشر و من الحربی العشر کله" (135)

ترجمہ: حضرت عمرؓ نے مجھے حکم دیا کہ میں مسلمان (کے اموال تجارت سے) چالیسواں حصہ، ذمی تاجروں سے بیسواں اور حربی تاجروں سے دسواں حصہ لوں۔

امام سرخسی نے مقدار وجوب میں فرق کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھا:

" وانّما امر عمرؓ باخذ ربع العشر من المسلمين لان المأخوذ منهم زكاة على ما قال رسول الله ﷺ : ليس فى المال حق سوى الزكاة والزكاة لماتبين ربع العشر۔ فاما الذمى فانما امر باخذ نصف العشر منه۔ وذلك لان هذا حق يؤخذ من المسلم كما فى النصارىٰ من بنى تغلب ۔ فانه يؤخذ منه الصدقة المضاعفة واما الحربى فانما امر باخذ العشر منه لانهم يأخذون منا العشر فامر باخذ العشر منهم اذا الامر بيننا وبين الكفار مبنى على المجازاة " (136)

ترجمہ: حضرت عمرؓ نے مسلمانوں سے چوتھائی عشر لینے کا حکم دیا کیونکہ رسول اللہ کے فرمان کے مطابق کہ مسلمان سے مال میں زکوٰۃ کے سوا کچھ نہیں مسلمانوں سے صرف زکوٰۃ لی جاتی ہے اور زکوٰۃ جیسا کہ ظاہر ہے کہ اڑھائی فیصد چوتھائی عشر ہوتی ہے۔ ذمی سے حضرت عمرؓ نے نصف عشر کا حکم دیا کیونکہ یہ ایک ایسا فریضہ ہے جو مسلمان اور کافر سے بھی لیا جاتا ہے۔ جس جیسے بنی تغلب کے نصاریٰ سے زکوٰۃ کا دوگنا لیا جاتا ہے۔ ضروری ہوا کہ کافر سے اس کا دگنا لیا جائے جو مسلمان سے لیا جاتا ہے۔ پس آپ نے حربی سے عشر لینے کا حکم اس لئے دیا کیونکہ وہ ہم سے عشر لیتے تھے پس حضرت عمرؓ نے ان سے عشر لینے کا حکم دیا کیونکہ ہمارے اور کفر کے درمیان معاملہ بالمثل پر مبنی ہوتا ہے۔

فقہائے اسلام نے عشور کے وجوب کو غیر مسلموں سے تعلقات کے لئے معاملہ بالمثل کا اصول قرار دیا ہے۔ حضرت عمرؓ کے اس حکم سے اخذ ہوتا ہے کہ ضرورت و مصلحت مسلمین کے وقت امام کو اختیار حاصل ہے کہ وہ مسلم و غیر مسلم کی تفریق پہلے سے قرآن وسنت کے عاید کردہ مالی فرائض وواجبات کے اصولوں کی روشنی میں اسی تناسب سے اضافی مالی ٹیکس عاید کرے جیسا کہ حضرت عمرؓ نے کیا۔ (137)

مطلب سوم: شرائط واحکام عشور

(1) شرائط عشور میں سے پہلی شرط مال کا تجارتی ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے اسلامی علاقوں سے جو تجار تجارتی سامان کے ساتھ گزریں گے ان پر عشر ہوگا۔ زریق مولیٰ بنی فرازہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے انہیں لکھا تھا کہ جو ذمی تاجر تمہارے پاس سے گزریں ان سے ان کے اموال ظاہرہ پر یعنی ان مالوں پر جن سے وہ تجارت کرتے ہیں ہر بیس دینار پر ایک دینار وصول کرو۔ (138)

اسی طرح کا حکم حضرت عمرؓ نے انس بن مالک، ابوموسیٰ اشعری اور زیاد بن حدیر کو حکم دیا۔ امام ابو یوسف لکھتے ہیں

" ومالم يكن من مال التجارة ومرّوا بہ على العاشر فليس يؤخذ منه شىء" (139)

ترجمہ: عاشر کے پاس گزرنے والے کا مال اگر تجارتی نہ ہو تو اس پر کوئی محصول عاید نہیں ہوگا۔

(2) عشور کی وصولی کے لئے دوسری شرط مال تجارت کا نصاب مکمل ہونا ہے۔ نصاب کی مقدار نصاب زکوٰۃ کی مثل ہے

جس کی مقدار دوسو درہم ہے۔ جو مال اس سے کم ہوگا اس پر عشر نہیں ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے ابوموسیٰ اشعری کو جب عشور کی وصولی کا حکم دیا تو آخر میں لکھا:" ولیس فیما دون المأتین شیء فاذا کانت مأتین ففیها خمسة دراهم فما زاد فبحسابه"(140)

ترجمہ: دوسو درہم سے کم مال تجارت میں کوئی عشور نہیں ہے پس جب دوسو ہو جائیں تو ان میں پانچ درہم ہیں جو اس سے زیادہ ہو اس میں اسی حساب سے ہے۔

اس سے استدلال کرتے ہوئے امام ابو یوسف لکھتے ہیں:

" فان کان المتاع یساوی مائتی درهم اوعشرین مثقالا اخذ منه وان کان لایساوی ذلک او کانت قیمتهٗ تنقص عن مائتی درهم اوعشرین مثقالا لم یؤخذ منه شیء " (141)

ترجمہ: پس اگر مال تجارت دوسو درہم یا بیس مثقال کے مساوی ہو تو اس سے عشور لیا جائے گا اور اگر وہ اس نصاب کے مساوی نہ ہو اور اس کی قیمت دوسو درہم یا بیس مثقال سے کم ہو تو اس سے کچھ نہیں لیا جائے گا۔

امام ابوعبید لکھتے ہیں:

عمر بن عبدالعزیز نے مصر کے محصل رزیق بن حیان کو لکھا، ذمیوں میں سے جو تمہارے پاس سے گزرے تم ان سے ان کے تجارتی اموال پر بیس دینار پر ایک دینار لے لینا اگر بیس دینار سے کم کا ہو تو دس دینار تک اسی حساب سے کم کر دینا اگر دس دینار سے ایک تہائی کی بھی کمی ہو تو اس پر ان سے کچھ نہ لینا اور جو کچھ تم ان سے لو اس کی انہیں رسید دے دینا جس کی مدت سال بھر کی ہوگی۔ امام مالک کے نزدیک ذمی کے ہر تجارتی مال پر نصف عشور ہے اگر چہ وہ دوسو درہم سے کم بھی ہو۔ (142)

(3) عشور سال میں مثل زکوٰۃ ایک ہی مرتبہ وصول کیا جائے گا۔ عہد فاروقی میں ایک تغلبی عرب عیسائی نے چنگی سے گزرنے پر محصل کے ہر بار تجارتی ٹیکس وصول کرنے کی حضرت عمرؓ سے شکایت کی۔ آپ نے زیاد بن حدیر کو لکھا:

" من مر علیك فأخذت منه صدقة فلا تأخذ منه شیئًا الیٰ مثل ذلك الیوم من قابل الا ان تجد فضلاً" (143)

ترجمہ: جس گزرنے والے سے تم ایک بار صدقہ لے چکے ہو اس سے آئندہ سال کی اسی تاریخ تک دوبارہ نہ وصول کرو۔ الا یہ کہ وہ زائد مال پائے۔

اس ضمن میں امام ابوعبید عراق کے فقہاء کی اجماعی رائے کو لکھتے ہیں:

" قالو ولایؤخذ منه فی المال الواحد اکثر من مرة واحدة فی السنة وان مر به مرارًا هذا قول اهل العراق " (144)

ترجمہ: ان کا کہنا ہے کہ ایک ہی مال پر اس سے سال میں ایک دفعہ سے زیادہ عشور نہیں لیا جائے گا خواہ وہ اسے لے کر (عاشر سے) کئی بار گزرے یہ اہل عراق کا قول ہے۔

امام ابن قدامہ حضرت عمرؓ کے مذکورہ بالا فرمان سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" ثم كتب الى عامله ان لاتعشروا فى السنة الامرّة ، لانّ الجزية والزكاة انّما تؤخذ فى السنة مرة واحدة فكذلك هذا اذا ثبت هذا فانهٗ شيء اخذ منهم ذلك مرة كتب لهم حجة باداۓهم فتكون وثيقة لهم وحجة على من يمرون عليه فلا يعشرهم ثانية فان مر ثانية باكثر من المال الذى اخذ منه اخذ من الزيادة لانهالم تعشر " (145)

(4) عشور میں غیر مسلموں کی حرام اشیاء وصول نہیں کی جائیں گی لیکن ان کی قیمت بصورت نقد وصول کی جائے گی جیسے شراب اور خنزیر کیونکہ شراب اور خنزیر ذمیوں کے لئے مال متقوم ہیں لیکن مسلمانوں کے لئے یہ حیثیت نہیں رکھتے ۔ امام ابو عبید لکھتے ہیں: " انّ بلالاً قال لعمر بن الخطاب : انّ عمّالك يأخذون الخمر والخنزير فى الخراج فقال لا تأخذوها منهم ولكن ولوهم بيعها وخذوا انتم من الثمن " (146)

ترجمہ: حضرت بلالؓ نے عمر بن الخطاب کو کہا: بے شک آپ کے عاملین خراج میں سؤر اور شراب وصول کرتے ہیں تو حضرت عمرؓ نے کہا ''تم ان سے یہ چیزیں نہ لو'' ان کی فروخت کی ذمہ داری ان ذمیوں پر ہی ڈال دو اور تم ان چیزوں کے عوض نقد قیمت وصول کرو۔

امام ابن قدامہ حضرت عمر کے اس فرمان کے ضمن میں لکھتے ہیں:

" ويجوز اخذ ثمن الخمر والخنزير منهم على جزية رؤسهم وخراج ارضيهم احتجاجا بقول عمر " (147)

ترجمہ: خنزیر اور شراب کی قیمت سے جزیہ اور زمینوں کا خراج لینا جائز ہے اس کی دلیل حضرت عمرؓ کا (مذکورہ بالا) فرمان ہے۔

حضرت عمرؓ نے خنزیر شراب اور دیگر حرام اشیاء کو بعینہ جزیہ وخراج اور دیگر ریاستی واجبات میں لینا ممنوع قرار دیا لیکن ان اشیاء کی قیمت کو ان واجبات کی ادائیگی میں ذمیوں سے لینے کی اجازت دی چنانچہ اسی سے استدلال کرتے ہوئے امام ابو یوسف عشور کی ادائیگی میں غیر مسلموں سے ان چیزوں کو لینا جائز قرار دیتے ہیں:

" واذا مر اهل الذمة على العاشر بخمر او خنازير قوم ذلك على اهل الذمة يقومه اهل الذمة ثم يؤخذ منهم نصف العشر ، وكذلك اهل الحرب اذا مروا بالخنازير والخمور فان ذلك يقوم عليهم ثم

یؤخذ منھم العشر " (148)

ترجمہ: جب ذمی لوگ محصل کے پاس سے شراب یا خنزیر لے کر گزریں اس کی قیمت لگا نا اہل ذمہ کی ذمہ داری ہے۔ اہل ذمہ اس کی قیمت لگائیں گے پھر اسی قیمت کے حساب سے ان سے نصف عشور لیا جائے گا اور اسی طرح اہل حرب جب خنزیر اور شراب لے کر گزریں اس کی قیمت لگانا اہل ذمہ پر ہے پھر اس سے ان سے عشور لیا جائے گا۔

صاحب ہدایہ امام المرغینانی نے اس پر امام زفرؒ کا قول نقل کیا ہے:

" وقال زفر رحمة الله تعالیٰ یعشر ھما لاستوا ئھما فی المالیہ عندھم " (149)

ترجمہ: کیونکہ ان کے نزدیک یہ مال کی حیثیت رکھتے ہیں۔

خمر اور خنزیر سے تجارتی ٹیکس لینے کی دلیل امام زفر نے یہ دی ہے کہ:

" انّھما مالان مُتقوّمان فی حقّ اھل الذمة فالخمر عندھم کالخل عندنا و الخنزیر عندھم کالشاة عندنا ولھذا کانا مضمونَین علی المسلم بالاتلاف " (150)

ترجمہ: کیونکہ یہ دونوں چیزیں اہل ذمہ کے حق میں مال متقوم ہیں پس شراب ان کے نزدیک ایسے ہے جیسے سرکہ ہمارے نزدیک ہے اور خنزیر ان کے ہاں ایسے ہے جیسے بکری ہمارے ہاں ہے۔ اس لئے مسلمان پر ان دونوں چیزوں کے نقصان کی وجہ سے تاوان ہوتا ہے۔

(5) عشور کی کوئی مقدار معین نہیں ہے۔ اس کی شرح کا تعین خلیفة المسلمین اپنے دور کے بین الاقوامی حالات تقاضوں اور مسلمانوں کی مصلحت و مفاد کو مدنظر رکھ کر کرے گا۔ اسی اصول کے تحت حضرت عمرؓ نے مسلمان، ذمی اور حربی سے چوتھائی، نصف اور مکمل عشور وصول کرنے کا حکم دیا۔ جیسا کہ گزشتہ روایات سے ظاہر ہوا عام معاہدین کے برعکس حضرت عمرؓ نے بنو تغلب سے نصف کے بجائے مکمل عشور کی وصولی کا حکم دیا۔ اما ابوعبید لکھتے ہیں:

" عن زیاد بن حدیر قال: امرنی عمر ان اٰخذ من نصاریٰ بنی تغلب العشر و من نصاریٰ اھل الکتاب نصف العشر " (151)

ترجمہ: زیاد بن حدیر لکھتے ہیں: حضرت عمرؓ نے مجھے حکم دیا کہ میں بنی تغلب کے نصاریٰ سے عشور وصول کروں اور اہل کتاب نصاریٰ سے نصف عشور۔

مسلمانوں کی مصلحت اور مفاد عامہ کے تحت حضرت عمرؓ ایسے سامان تجارت پر جس کی مسلمانوں کو ضرورت ہوتی تھی کے تجارتی ٹیکس میں کمی کر دیتے تا کہ تاجر ضرورت کی اشیاء کو اسلامی ریاست میں وافر مقدار میں لاسکیں جیسے حضرت عمرؓ نبطیہ کے ساتھ کرتے تھے۔ امام ابوعبید نقل کرتے ہیں:

" كان عمر يأخذ من النبط من الزيت والحنطه نصف العشر لكى يكثر الحمل الى المدينة ويأخذ من القطنية العشر " (152)

ترجمہ: حضرت عمرؓ نبطیوں سے زیتون کے تیل اور گندم پر نصف عشور لیا کرتے تھے تاکہ مدینہ میں یہ سامان زیادہ مقدار میں آئے اور دوسرے دانوں اور دالوں پر عشور (دسواں حصہ) لیتے تھے۔

امام ابن قدامہ حضرت عمرؓ کی اس نظیر کے استدلال میں لکھتے ہیں:" وهذا يدل على انهٔ يخفف عنهم اذا رأى المصلحة فيه وله الترك ايضاً اذا رأى المصلحة"(153)

ترجمہ: یہ نظیر اس بات کی دلیل ہے کہ جب امام مصلحت دیکھے تو عشور کو کم کر دے اور امام کو بالکل معاف کرنے کا بھی اختیار ہے جب وہ مصلحت دیکھے۔

ڈاکٹر عبدالکریم زیدان نے عشور اور دیگر تجارتی ٹیکسز کا امثال و قضایا عمرؓ اور عصر حاضر کے تناظر میں فقہی و تحقیقی جائزہ کے بعد جامع انداز میں خلاصۃ البحث تحریر کیا جس میں جدید اسلامی ریاست کے لئے رہنما اصول ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

" فاذا تبين من الادلة التى ذكرناها ـ ان للدولة الحق فى فرض الضرائب على الافراد فلها ان تفرضها وتنظمها طبقا لما تراه محققا للمصلحة والحاجة فى الوقت الحاضر، فتفرضها على المستأمنين والذميين فى اموالهم التجارية التى فى بلدهم وعدم قصرها على ماينتقلون به من بلد الى آخر ولها ان تنظم طرق جبايتها بشكلٍ يوافق مقتضيات العصرالحديث ويحقق جبايتها على احسن الوجوه دون تقيد بالاساليب التى ذكرها الفقهاء ـ ولها ان تحدد مقدارها بما تراه كافيا ، فقد رأينا عمر بن الخطاب ينقص مقدار الضريبة الى النصف بالسنبة للمستأمنين اذا جلبوا طعاما الى المدينة لما رأى ان المصلحة تقتضى ذلك ـ كما ان للدولة ان تفرض الضرائب على اموالهم الاحرىٰ وعلى مختلف وجوه نشاطهم الاقتصادى وارباحهم وقفا للحاجة والمصلحة ـ ولها ان تخضع الأجانب ـ المستامنين للصرائب التى تشرعها لانهم يستفيدون من مرافق الدولة ، فلا مانع من خضوع ارباحهم ونشاطهم الاقتصادى للضرائب التى تشرعها الدولة كما هوا الشأن بالنبسة للمواطنين فضلا عن الدولة الحديثة فى الوقت الحاضر تخضع الاجانب فى اقليمها للضرائب التى تقررها فيجوز اذن للدولة الاسلامية ان تعامل الاجانب فى بلادها كما يعامل رعاياها فى الدول الأجنبية عملا بقاعده المعاملة بالمثل التى اخذبها الفقهاء ومن قبلهم عمر بن الخطاب فى فرض الصرائب التجاريه (العشور) على المستأمنين " (154)

مبحث ہفتم: غیر مسلموں سے فوجی تعاون ورہنمائی

اسلام دین امن وسلامتی ہے۔ اسلام میں غیر مسلم اقوام سے حالت جنگ وامن میں مذاکرات اور باہمی دلچسپی کے امور میں بات چیت کے اصول وضابطے موجود ہیں جن کی بنیاد باہمی احترام واعتماد، امداد اور پرامن بقائے باہمی کا قیام اور بنیادی حقوق کا تحفظ ہوتی ہے۔ دعوت دین اور مسلمانوں کی ضرورت ومصلحت کے حصول کے لئے اگر غیر مسلم معاہدین کا مالی وغیر فوجی تعاون ورہنمائی درکار ہو تو اسلامی حدود وقیود میں اس کی بھی اجازت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی مکی زندگی میں حضرت ابو طالب کی مدد وحفاظت اور مسلمانوں کو ہجرت حبشہ کا حکم اور ہجرت مدینہ میں عبداللہ بن اریقط سے سفری رہنمائی کی یہی نوعیت ہے۔ عہد نبوی میں غیر مسلموں سے دفاعی تعاون کی پہلی باقاعدہ مثال میثاق مدینہ میں پائی جاتی ہے۔ میثاق مدینہ میں دفاعی تعاون کے متعلق درج ذیل دفعات تھیں:

(۱) (وانّهٗ لایجیر مشرك مالاً لقریش ولا یعینها علی مومن)

(۲) (وان الیهود ینفقون مع المؤمنین ماد امواممحاربین)

(۳) (وانّ بینهم النصر علی من حارب اهل هذه الصحیفة)

(۴) (وان بینهم النصر علی من دهم یثرب)(155)

(۱) کوئی غیر مسلم قریش کے مال کو پناہ نہیں دے گا نہ کسی مومن کے خلاف قریش کی مدد کرے گا۔ (۲) مومنین جب تک جنگ میں مصروف رہیں گے جنگی اخراجات میں یہود ان کے شریک رہیں گے۔ (۳) اس معاہدہ کے شرکاء سے جو جنگ کرے گا تو تمام شرکاء اس کے خلاف آپس میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ (۴) جو مدینہ پر حملہ کرے گا تو معاہدہ کے شرکاء باہمی امداد سے اس کے مقابلہ کا جواب دیں گے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے یہود کے قبیلہ بنو قینقاع اور غزوہ حنین میں صفوان بن امیہ سے قبل اسلام فوجی تعاون حاصل کرنا ثابت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان انّا لانستعین بمشرك ہم کسی مشرک سے مدد نہیں لیتے۔ (156)

بظاہر دونوں احادیث میں اختلاف ہے۔ ڈاکٹر وھبہ الزحیلی مختلف فقہاء کی آراء کی روشنی میں دونوں احادیث میں تطبیق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ فرمان رسول اکرم ﷺ کے وقت کے ساتھ خاص ہے کیونکہ مسلمان کے علاوہ کوئی قابل اعتماد نہیں ہوتا تھا کیونکہ مسلمان حالت ضعف میں تھے۔ اس حدیث کے نسخ کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا صفوان بن امیہ سے قبل اسلام غزوہ حنین میں مدد لینا ہے۔ آپ مزید لکھتے ہیں: " ومن هنا صرّح جمهور الفقهاء بانّه لابأس بالاستعانة باهل الشرك وفقاً بین الحدیثین بانّ المدار علی الحاجة " (157)

اس ضمن میں فقہاء نے صراحت کی کہ غیر مسلموں سے تعاون لینے میں کوئی حرج نہیں۔ دونوں احادیث میں تطبیق ایسے ہوگی کہ استعانت کا دارومدار حاجت وضرورت پر ہوگا۔

عہد فاروقی میں غیر مسلموں سے معاہدات میں جزیہ وخراج کے بعد لازمی شرط فوجی تعاون ورہنمائی تھی۔ جیسے معاہدہ اہل تفلیس میں ہے:" ولنا نصحکم ونصرکم علیٰ عدوّ اللّٰہ وعدوّنا " (158)

ترجمہ: ہماری خیرخواہی اور ہمارے اوراللہ کے دشمنوں کے خلاف ہماری مدد تم پر لازمی ہے۔

معاہدہ اہل ارمینیا میں فوجی مدد کے عوض جزیہ جیسے اہم فریضہ کے بھی خاتمہ کا اعلان کیا:

" والحشر عوض من جزائھم ۔ فان حشروا وضع ذلك عنهم ، وان ترکوا اخذوا به" (159)

ترجمہ: جنگی خدمات ان کے جزیہ کا معاوضہ ہوگا۔ اگر جنگ میں شریک ہوئے تو جزیہ موقوف ہوگا اور اگر شریک نہ ہوئے تو عاید ہوگا۔ معاہدہ جرجان میں فوجی تعاون کو جزیہ کا متبادل قرار دیا۔

"ومن استعنابہٖ منکم فلهٗ جزاؤهٗ فی موئتہٖ عوضا من جزائہٖ " (160)

ترجمہ: تم میں سے جس سے ہم کوئی تعاون لیں گے اس کا تعاون جزیہ کا متبادل شمار ہوگا۔

جنگ میں عملی شرکت کے علاوہ حضرت عمرؓ کے عہد میں غیر مسلم معاہدین کے لئے اسلامی افواج سے تعاون ورہنمائی کی درج ذیل صورتیں لازمی قرار دی گئی تھیں۔

(۱) پلوں اور راستوں کی اصلاح و درستگی اوران کی حفاظت۔ (۲) نو وارد مسلمانوں کو صحیح راستہ کی رہنمائی کرنا۔ (۳) اپنی حیثیت کے مطابق اسلامی فوج کا ایک دن رات یا تین ایام کے قیام وطعام کی ذمہ داری۔ (۴) دشمنوں کی خبروں واحوال سے مسلمانوں کو مطلع رکھنا۔ امام ابو یوسف لکھتے ہیں: حضرت عمرؓ کسی قوم سے صلح کرتے تھے تو درج ذیل شرائط طے فرما لیتے تھے کہ

(۱) وہ لوگ اتنا خراج ادا کریں گے۔ (۲) تین دن میزبانی کیا کریں گے۔ (۳) راستہ دکھایا کریں گے۔ (۴) ہمارے خلاف ہمارے دشمنوں سے سازباز نہ کریں گے۔ (۵) ہمارے کسی مجرم کو پناہ نہ دیں گے۔ (161)

حضرت ابوعبیدۃ بن جراح نے معاہدہ شام میں درج ذیل شرائط کولازمی حیثیت سے شامل کیا:

" علیٰ ان علیهم ارشاد الضال وبناء القناطر على الانهار من اموالهم وان يضيّفوا من مربهم من المسلمین ثلاثة ایام ۔ وان یوقدوا النیران للغزاة فی سبیل الله " (162)

(۱) اہل شام پر لازمی ہے کہ راستہ پوچھنے والے راہ گیر کی رہنمائی کریں۔ (۲) دریاؤں پر اپنے خرچ سے پل تعمیر کروائیں۔ (۳) نووارد مسلمانوں کی تین شبانہ روز ضیافت کریں۔ (۴) راہ خدا میں جہاد کرنے والوں کے لئے آگ روشن کریں گے۔ (۵) اہل عراق پر جزیہ وخراج کے ساتھ درج ذیل امور کی انجام دہی بھی لازم تھی۔

امام طبری معاہدات عراق و ایران کے ضمن میں لکھتے ہیں:

" فکان الفلاحون للطرق والجسور والاسواق والحرث والدلالة مع الجزاء لمن ایدیهم علی قدر طاقتهم ۔ وعلی کلهم الارشاد و ضیافة ابن السبیل من المهاجرین " (163)

ترجمہ: کسانوں پر اپنی طاقت کے مطابق جزیہ کی ادائیگی کے ساتھ راستوں، پلوں، بازاروں اور کھیتوں کی حفاظت بھی ضروری تھی۔ ان سب ذمیوں پر مسافر مسلمانوں کو راستہ بتلانا اور ان کی ضیافت کرنا بھی لازمی تھا۔

معاہدہ مع اہل ماہ بہراذان کی شرائط میں ہے:

" وارشدوا ابن السبیل واصلحوا الطرق وقروا جنود المسلمین لمن مربهم فاوی الیهم یوماً ولیلة"(164)

انہیں نو وارد مسلمانوں کی رہنمائی کرنا ہوگی۔ وہ گزرگاہوں کی اصلاح و درستگی کریں گے۔ وہ مسلمان فوجی دستوں کی ایک دن رات کی مہمانی اور قیام بھی ان کے ذمہ ہے۔ معاہدہ اصفہان میں ان شرائط کے علاوہ یہ شرط بھی ہے:

" وحملان الراجل الی مرحلة " (165)

ترجمہ: بے سوار سپاہی کے لئے سواری کا انتظام بھی کرنا ہوگا۔

معاہدہ اہل تفلیس میں ان شرائط میں کھانے کے ساتھ حلال کھانے کی شرط شامل ہے:

" وقری المجتاز لیلة من حلال طعام اهل الکتاب وحلال شرابهم " (166)

ترجمہ: اہل کتاب کے حلال کھانے پینے کی چیزوں سے مسلمان مسافر کی ایک رات کی مہمان نوازی کریں۔

یہ شرائط مختلف الفاظ کے ساتھ عہد فاروقی میں غیر مسلم معاہدین سے کئے گئے ہر معاہدہ میں تقریباً شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ایک اہم شرط ذمیوں کے لئے ضروری تھی کہ وہ اسلام دشمنوں کی سرگرمیوں کی خفیہ اطلاعات مسلمانوں کو فراہم کریں گے جیسے انطاکیہ کے نواحی علاقوں کے باشندوں سے عیاض بن غنم نے معاہدہ میں یہ شرط بھی شامل کی تھی۔

" واشترط علیهم ان یبحثوا عن اخبار الروم ویکاتبوا بها المسلمون " (167)

عیاض بن غنم نے (اہل دلوک و رعبان) کے باشندوں پر (صلح کے وقت) یہ شرط لگائی کہ وہ رومیوں کی خبریں معلوم کر کے مسلمانوں کو لکھتے رہیں گے۔

حبیب بن مسلمہ الفہری نے انطاکیہ کے زیر کنٹرول جبل اللکام کے اہل جرجومہ سے خفیہ اطلاعات کی فراہمی کے عوض جزیہ بھی معاف کر دیا:

" فصالحوه علی ان یکونوا اعوانا للمسلمین وعیونا ومسالح فی جبل اللکام وان لا یؤخذ بالجزیة

وان ینفلوا اسلاب من یقتلون من عدو المسلمین اذا حضروا معهم حربا فی مغازیهم " (168)

ترجمہ: ان سے اس شرط پر صلح کر لی گئی کہ وہ مسلمانوں کے مددگار و جاسوس اور جبل الکام میں سرحدی چوکیوں کے محافظ بن کر رہیں گے اس کے بدلے ان سے جزیہ نہیں لیا جائے گا۔ جب وہ مسلمانوں کے ساتھ ان کے مغازی میں شریک ہوں گے تو ان کے دشمنوں میں سے جن کو وہ قتل کریں گے ان کے اموال انہی کو ملیں گے۔

اس معاہدہ میں خفیہ اطلاعات کے ساتھ بالواسطہ فوجی تعاون کے علاوہ غیر مسلم معاہدین کا بلاواسطہ عملاً جہاد میں شرکت کی نظیر ملتی ہے۔ البلاذری نے معاہدہ الرہا کے ضمن میں یہ شرط بھی نقل کی ہے:

" وعلىٰ معونة المسلمین علی عدوهم فان ترکوا اشیاءً مما شرط علیهم فلا ذمة لهم " (169)

ترجمہ: اہل ذمہ پر مسلمانوں کی ان کے دشمنوں کے خلاف مدد کرنا لازمی ہے اگر انہوں نے مندرجہ بالا شرائط میں سے کسی کو بھی ترک کیا تو ان کے لئے کوئی ذمہ نہیں ہے۔

ان دلائل ونظائر کے تناظر میں فقہائے اسلام کے غیر مسلم سے فوجی تعاون کے سلسلہ میں درج ذیل اقوال وآراء ہیں۔

امام ابن الہمام الحنفی فرماتے ہیں:

" ولا بأس ان یستعان بالمشرکین علی قتال المشرکین اذا خرجوا طوعاً ویرضخ لهم ولا یسهم لهم ولایکون لهم رأیة تخصهم " (170)

ترجمہ: مشرکین سے مشرکین کے قتل میں مدد لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جب وہ بخوشی نکلیں تو انہیں کچھ دیا جائے گا۔ ان کا غنیمت میں خاص حصہ نہیں ہوگا اور نہ ان کا کوئی مخصوص جھنڈا ہوگا۔

امام ابواسحاق الشیرازی الشافعی لکھتے ہیں:

" فان احتاج ان یستعین بهم فان لم یکن من یستعین به حسن الرأی فی المسلمین لم یستعن به لان ما یخاف من الضرر بحضورهم اکثر ممایرجی من المنفعة۔ وان کان حسن الرأی فی المسلمین جاز ان نستعین بهم لان صفوان بن امیه شهد مع رسول الله فی شرکه حرب هوازن " (171)

ترجمہ: اگر امام کو حاجت ہو تو وہ غیر مسلموں سے تعاون لے سکتا ہے۔ اگر مشرکین میں مسلمانوں کے بارے میں حسن رائے رکھنے والا کوئی نہ ہو تو مدد نہیں لی جائے گی کیونکہ ان کی موجودگی سے نقصان کا اندیشہ زیادہ ہے اس منفعت سے جس کی امید ہے۔ اگر کوئی مسلمانوں کے بارے میں اچھی رائے رکھتا ہے جائز ہے اس سے فوجی تعاون لیا جائے کیونکہ صفوان بن امیہ شرک کے باوجود جنگ ہوازن میں رسول اللہ کے ساتھ شریک ہوئے۔

الشیخ محمد الخطیب الشربینی نے منہاج الطالبین کی شرح میں غیر مسلموں سے استعانت کو دو شرائط سے مشروط کیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

" انما یجوز الاستعانة بهم بشرطین : احدهما ماذ کرهٗ بقوله (تؤمن من خیانتهم) قال فی الروضة: وان یعرف حسن رأیهم فی المسلمین والرافعی جعل معرفة حسن رأیهم مع امن الخیانة شرطا واحدًا وثانیهما ماذکرهٗ بقوله (ویکونون بحیث او انضمت فرقتا الکفرقا ومنا هم) ای انّهم اذا انضموا الی الفرقة الاخری امکن دفعهم : فان زادوا بالا جتماع علی الضعف لم تجز الاستعانة بهم و شرط العراقیون قلة المسلمین ...... وشرط الماوردی شرطا آخر وهو ان یخالفوا معتقد العدو کالیهود مع النصاری" (172)

ترجمہ: غیر مسلموں سے تعاون دو شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ ان میں ایک کو جیسے صاحب منہاج نے ذکر کیا ہے کہ غیر مسلموں کی خیانت کا خطرہ نہ ہو۔ صاحب منہاج نے روضہ میں اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ غیر مسلم کی مسلمانوں کے بارے میں حسن رائے کو بھی دیکھا جائے گا۔ امام رافعی نے ان کی حسن رائے کو خیانت سے بے خوف ہونے کے ساتھ ملا کر ایک ہی شرط قرار دیا ہے اور دوسری شرط جیسا کہ فرمایا کہ اگر کفار کے دو گروہ مسلمانوں سے مل جائیں اور مسلمانوں کی حیثیت میں دونوں کا مقابلہ کر سکیں یعنی جب کفار کا ایک گروہ دوسرے سے مل جائے تو مسلمانوں کے لئے ان کا مقابلہ ممکن ہو (ضرورت کے وقت) پس اگر اجتماع سے کفار کی تعداد وقوت بڑھ جائے تو ان سے تعاون لینا ناجائز ہے۔ عراقیوں نے مسلمانوں کی قلت کی شرط لگائی ہے۔ امام ماوردی نے ایک اور شرط لگائی کہ معاہد غیر مسلم کا عقیدہ مدمقابل دشمن کے خلاف ہو جیسے یہود کا نصاریٰ سے۔

امام ابن قدامہ اس ضمن میں مختلف فقہاء کی آراء کی روشنی میں لکھتے ہیں:

" وعن احمد مایدل علی جواز الاستعانة به وکلام الخرقی یدل علیه ایضاً عند الحاجة وهو مذهب لحدیث الزهری الذی ذکرناه وخبر صفوان بن امیه ویشترط ان یکون من یستعان به حسن الرأی فی المسلمین فان کان غیرمأمون علیهم لم تجز الاستعانة به لانّنا اذا منعنا الاستعانة بمن لا یؤمن من المسلمین مثل المخذل والمرجف فالکافر اولیٰ " (173)

اکثر فقہاء نے غیر مسلموں سے استعانت کو حاجت وضرورت سے مشروط کیا ہے۔ امام منصور البہوتی الحنبلی کہتے ہیں

" والضرورة مثل کون الکفار اکثر عددًا ، أویخاف منهم ، وحیث جاز اشترط ان یکون من یستعان به حسن الرأی فی المسلمین ، فان کان غیرمامون علیهم لم یجز کالمرجف ویحرم ان یعین المسلم علی عدوهم الاخوفا من شرهم " (174)

عہد نبوی و فاروقی کے نظائر اور فقہائے اسلام کی آراء کے تناظر میں جائزہ لینے سے مستنبط ہوا کہ غیر مسلم اقوام سے ضرورت و مصلحت کے تحت مخصوص شرائط کے ساتھ مسلمانوں کے لئے تعاون و رہنمائی لینا جائز ہے۔ وہ شرائط درج ذیل ہیں:

(۱) تعاون و رہنمائی مسلمانوں کی حاکمیت، عزت و وقار کو قائم رکھتے ہوئے ہو۔ (۲) مسلمانوں کی ضرورت و مصلحت مدنظر ہو۔ (۳) غیر مسلم اقوام قابل اعتماد اور مسلمانوں کے بارے میں حسن رائے کی مالک ہوں۔ (۴) تعاون مسلمانوں کی قوت و طاقت کا سبب بنے نہ کہ مسلمانوں کے ضعف محتاجی اور غلامی کا باعث ہو۔

حوالہ جات وحواشی

(1) ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الخراج والفئي والامارة، باب فی تعشیر اہل الذمة اذا اختلفوا بالتجارة، رقم الحدیث 3052۔
(2) البیہقی، السنن الکبریٰ، ج9 ص30۔
(3) البخاری، صحیح البخاری، کتاب الدیات، باب اثم من قتل ذمیا، رقم الحدیث 3166۔
(4) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، ابواب الدیات، باب من قتل معاہداً، رقم الحدیث 2686۔
(5) الشوکانی، محمد بن علی، نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار من احادیث سید الاخیار، ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی 1987ء، ج7 ص70۔
(6) البیہقی، السنن الکبریٰ، ج8 ص32۔
(7) الکاسانی، بدائع الصنائع، ج6 ص80۔
(8) ابواسحاق الشیرازی الشافعی، ابراہیم بن علی، المہذب، مطبعہ عیسی البابی الحلبی مصر، ج2 ص255۔
(9) البیہقی، السنن الکبریٰ، ج8 ص34۔
(10) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، ابواب الدیات، باب یقتل مسلم بکافر، رقم الحدیث 2659۔
(11) ایضاً، رقم الحدیث 2660۔
(12) الترمذی، جامع الترمذی، ابواب الدیات، باب ماجاء فی دیة الکفار، رقم الحدیث 1413۔
(13) عبدالرزاق، ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی، المصنف، من منشورات المجلس العلمی دار النعیم بیروت 1972ء۔
(14) ایضاً۔
(15) المرغینانی، ابوالحسن علی بن ابی بکر الفرغانی، الہدایہ، مکتبہ شرکت علمیہ ملتان، ج4 ص585۔
(16) ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمہ، باب ماجاء فی اکل السباع، رقم الحدیث 3806۔
(17) ایضاً، کتاب الخراج والفئي، باب فی تعشیر اہل الذمة اذا اختلفوا بالتجارة، رقم الحدیث 3050۔
(18) ابوعبید، کتاب الاموال، ص150۔
(19) البلاذری، فتوح البلدان، ص351 / ابن قدامة، المغنی، ج8 ص368۔
(20) ابوعبید، کتاب الاموال، ص150۔
(21) ایضاً، ص77۔ / عبدالرزاق، المصنف، ج10 ص337۔
(22) مالک بن انس، الموطا، کتاب الاقضیہ، باب الترغیب فی قضاء بالحق، رقم الحدیث 1526۔

(23) ابن قدامہ، المغنی، ج8،ص368۔

(24) ابن ابی شیبہ، ابوبکر عبداللہ بن محمد، مصنف ابن ابی شیبہ، دارالفکر بیروت، 1994ء کتاب الزکوۃ، باب فی الخمر تعشیر ام لا، ج3،ص116۔

(25) ابوعبید، کتاب الاموال، ص95۔

(26) المرغینانی، الہدایہ، ج3،ص368۔

(27) ابن عابدین، سید محمد امین، ردالمحتار علی الدرالمختار، مصطفی البابی الحلبی واولادہ مصر 1966، ج4،ص [illegible]۔

(28) ابواسحاق الشیرازی، المہذب، ج2،ص283۔ / فتح القدیر، ج4،ص155۔

(29) ابن عابدین، ردالمحتار، ج4،ص171۔

(30) المقریزی، ابوعباس، احمد بن علی بن عبدالقادر، المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار بالمعروف بالخطط المقریزیۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت، الطبعۃ الاولیٰ 1998ء، ج4،ص408۔

(31) النحل 125:16۔

(32) البقرۃ 256:2۔

(33) زیدان، عبدالکریم، احکام الذمیین والمستامنین فی دارالاسلام، ص95۔

(34) ابویوسف، کتاب الخراج، ص72۔ / البلاذری، فتوح البلدان، ص88۔

(35) ایضاً۔

(36) ایضاً، ص146۔

(37) ایضاً، ص147۔

(38) ایضاً، ص138۔

(39) الطبری، تاریخ الامم والملوک، ج2،ص449۔

(40) ایضاً، ص530۔

(41) ایضاً، ص538۔

(42) البلاذری، فتوح البلدان، ص456، 467۔

(43) الطبری، تاریخ الامم والملوک، ج2،ص544۔

(44) الحج 40:22۔

(45) القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج12، ص70۔

(46) ابو یوسف، کتاب الخراج، ص147۔

(47) ابن قدامہ، المغنی، ج8، ص526-527۔

(48) ایضاً، ص527۔

(49) الکاسانی، بدائع الصنائع، ج6، ص84۔

(50) ابواسحاق الشیرازی، المہذب، ج2، ص255۔/ الامام الشافعی، ابوعبداللہ محمد بن ادریس، کتاب الام، ابنا
مولوی محمد بن غلام رسول السورتی تجار الکتب بمبئی، ج4، ص126۔

(51) ابو یوسف، کتاب الخراج، ص140۔

(52) البلاذری، فتوح البلدان، ص177۔

(53) الطبری، تاریخ الامم والملوک، ج2، ص449۔

(54) ایضاً، ص538۔

(55) ایضاً، ص514-515۔

(56) البقرۃ 2:18۔

(57) البہوتی، کشاف القناع عن متن الاقناع، ج3، ص108۔

(58) الماوردی، الاحکام السلطانیۃ، ص142۔

(59) ایضاً، ص143۔

(60) زیدان، احکام الذمیین والمستأمنین، ص138۔

(61) التوبۃ 9:29۔

(62) الترمذی، جامع الترمذی، ابواب السیر، باب ماجاء فی الدعوۃ قبل قتال، رقم الحدیث 1568۔

(63) البخاری، صحیح البخاری، کتاب الجزیۃ والموادعۃ، باب الجزیۃ والموادعۃ مع اہل الذمۃ والحرب، رقم الحدیث 3159

(64) البلاذری، فتوح البلدان، ص79-128۔

(65) ابو یوسف، کتاب الخراج، ص144۔/ ابوعبید، کتاب الاموال۔

(66) زیدان، احکام الذمیین والمستأمنین، ص141۔

(67) ابو یوسف، کتاب الخراج، ص25-26۔

(68) ابن قدامۃ، المغنی، ج8، ص496۔

(69) ایضاً، ص496-501۔

(70) ابو عبید، کتاب الاموال، ص36۔

(71) ابو یوسف، کتاب الخراج، ص144۔

(72) القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج8، ص112۔

(73) الترمذی، جامع الترمذی، ابواب الزکوۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی زکاۃ البقر، رقم الحدیث 623۔

(74) ابن قدامۃ، المغنی، ج8، ص503۔

(75) السرخسی، المبسوط، ج10، ص63-64۔/نیز دیکھیے: بدائع الصنائع، ج6، ص80-81۔/المھذب، ج2، ص255۔/ تاریخ الطبری، ج2، ص53-54۔

(76) ابن الہمام الحنفی، کمال الدین محمد بن عبدالواحد، شرح فتح القدیر، المکتبہ البخاریہ الکبری مصر، ج4، ص373۔

(77) السرخسی، المبسوط، ج10، ص63۔

(78) البھوتی، کشاف القناع عن متن الاقناع، ج1، ص530۔

(79) ابو یوسف، کتاب الخراج، ص144۔

(80) ایضاً، ص139۔

(81) الطبری، تاریخ الامم والملوک، ج2، ص530۔

(82) ایضاً، ص532۔

(83) ابو یوسف، کتاب الخراج، ص36۔

(84) البیہقی، السنن الکبریٰ، ج9، ص194۔

(85) ابو عبید، کتاب الاموال، ص28، 144۔

(86) ایضاً، ص41۔

(87) البیہقی، السنن الکبریٰ، ج9، ص189۔

(88) الترمذی، جامع الترمذی، ابواب السیر عن رسول اللہ ﷺ، باب فی اخذ الجزیۃ من المجوس، رقم الحدیث 88-1536

(89) الطبری، تاریخ الامم والملوک، ج2، ص461۔

(90) ابو عبید، کتاب الاموال، ص28-29۔

(91) ابن قدامۃ ،المغنی ،ج8،ص516۔

(92) عبدالرزاق،المصنف ،ج10،ص339۔

(93) ابوعبید،کتاب الاموال،ص45۔

(94) ابن ابی شیبہ،المصنف ،کتاب الزکوۃ ،باب فی الخمر تعشیر ام لا ،ج3،ص116۔

(95) ابوعبید،کتاب الاموال،ص95۔/ عبدالرزاق،المصنف ،ج6،ص23۔

(96) ایضاً۔

(97) ابن قدامۃ ،المغنی ،ج8،ص521۔

(98) الطبری ،تاریخ الامم والملوک ،ج2،ص538۔

(99) ایضاً،ص540۔

(100) ایضاً۔

(101) البلاذری،فتوح البلدان،ص217۔

(102) زیدان،احکام الذمیین والمستأمنین،ص157۔

(103) وھبۃ الزحیلی ،الدکتور،آثار الحرب فی الفقہ الاسلامی،ص699۔

(104) ابویوسف،کتاب الخراج،ص39۔

(105) ایضاً،ص138۔

(106) الطبری ،تاریخ الامم والملوک ،ج2،ص530۔

(107) عبدالرزاق،المصنف ،ج10،ص329۔

(108) ابن قدامہ،المغنی ،ج8،ص505۔

(109) الماوردی،الاحکام السلطانیۃ،ص145۔

(110) الماوردی،الاحکام السلطانیۃ،ص146۔

(111) زیدان،احکام الذمیین والمستأمنین،ص159۔

(112) ابویوسف،کتاب الخراج،ص63۔/ابوعبید،کتاب الاموال،ص55-68۔/ابن قدامہ،مغنی،
ج8،ص526-527۔

(113) ایضاً،ص25-26۔

(114) ایضاً، ص24۔

(115) الزحیلی، آثار الحرب، ص579۔

(116) ابن الہمام الحنفی، فتح القدیر، ج4، ص358۔

(117) البلاذری، فتوح البلدان، ص166۔

(118) ایضاً، ص177۔

(119) ایضاً، ص284۔

(120) ابوعبید، کتاب الاموال، ص182۔

(121) الطبری، تاریخ الامم والملوک، ج2، ص530۔

(122) ابوعبید، کتاب الاموال، ص141۔

(123) ابویوسف، کتاب الخراج، ص63۔

(124) ابن الہمام، فتح القدیر، ج4، ص359۔

(125) ابویوسف، کتاب الخراج، ص48۔

(126) الماوردی، الاحکام السلطانیۃ، ص149۔

(127) یحییٰ بن آدم القرشی، کتاب الخراج، دارالمعرفہ بیروت 1979ء، ص21۔

(128) ابوعبید، کتاب الاموال، ص72۔/ البیہقی، السنن الکبریٰ، ج9، ص142۔

(129) ابن الہمام، فتح القدیر، ج4، ص365۔

(130) زیدان، احکام الذمیین والمستأمنین، ص176۔

(131) عبدالرزاق، المصنف، ج6، ص97۔/ ابویوسف، کتاب الخراج، ص135۔

(132) ابویوسف، کتاب الخراج، ص135۔

(133) عبدالرزاق، المصنف، ج6، ص98۔

(134) ابن ابی شیبۃ، المصنف، کتاب الزکوۃ، باب نصاریٰ بنی تغلب، مایؤخذ منھم، ج3، ص87۔

(135) ابویوسف، کتاب الخراج، ص135۔

(136) السرخی، شمس الدین ابوبکر محمد بن ابی سہل، شرح السیر الکبیر، ناشر نصراللہ منصور الامیر العام لحرکۃ الانقلاب الاسلامیۃ الافغانیۃ 1405ھ، ج5، ص2135۔

(137) زیدان، احکام الذمیین والمستأمنین، ص196-208۔

(138) ابن ابی شیبۃ، المصنف، باب نصاریٰ بنی تغلب و مایؤخذ منہم، ج3، ص88۔

(139) ابو یوسف، کتاب الخراج، ص133۔

(140) ایضاً، ص135۔

(141) ایضاً، ص133۔

(142) ابوعبید، کتاب الاموال، ص535۔

(143) ابو یوسف، کتاب الخراج، ص136۔

(144) ابوعبید، کتاب الاموال، ص535۔

(145) ابن قدامہ، المغنی، ج8، ص519۔

(146) ابوعبید، کتاب الاموال، ص50۔/ابن ابی شیبۃ، المصنف، کتاب الزکوۃ، باب فی الخمر تعشیر ام لا، ج3، ص[illegible]6

(147) ابن قدامہ، المغنی، ج8، ص521۔

(148) ابو یوسف، کتاب الخراج، ص133۔

(149) المرغینانی، الہدایہ، ج1، ص178۔

(150) الکاسانی، بدائع الصنائع، ج2، ص141۔

(151) ابوعبید، کتاب الاموال، ص533۔

(152) ایضاً۔

(153) ابن قدامۃ، المغنی، ج8، ص533۔

(154) زیدان، احکام الذمیین والمستأمنین، ص208۔

(155) ابوعبید، کتاب الاموال، ص204۔

(156) البیہقی، السنن الکبریٰ، ج9، ص37۔

(157) وھبۃ الزحیلی، آثار الحرب، ص734۔

(158) الطبری، تاریخ الامم والملوک، ج2، ص544۔

(159) ایضاً، ص540۔

(160) ایضاً، ص538۔

(161) ابو یوسف، کتاب الخراج، ص 39۔

(162) ایضاً، ص 39۔

(163) الطبری، تاریخ الامم والملوک، ج 2، ص 472۔

(164) ایضاً، ج 2، ص 530۔

(165) ایضاً، ص 532۔

(166) ایضاً، ص 544۔

(167) البلاذری، فتوح البلدان، ص 204۔

(168) ایضاً، ص 217۔

(169) ایضاً، ص 238۔

(170) ابن الہمام، فتح القدیر، ج 4، ص 328۔

(171) ابو اسحاق الشیرازی الشافعی، المہذب، ج 2، ص 230۔

(172) الشربینی، مغنی المحتاج، ج 4، ص 230۔

(173) ابن قدامۃ، المغنی، ج 8، ص 414۔

(174) البہوتی، کشاف القناع عن متن الاقناع، ج 3، ص 57۔

باب پنجم

غیر مسلم شہریوں کے لیے مخصوص قیود و ممنوعات کا تجزیہ

فصل اول: دفاعی و حفاظتی ممنوعات

فصل دوم: مذہبی و سماجی ممنوعات

فصل اول: دفاعی وحفاظتی ممنوعات

مبحث اول: خیانت اور جاسوسی کی ممانعت

پرامن بقائے باہمی اور استحکام معاشرہ کے لئے تجسس (جاسوسی) اور ایک دوسرے کی خیانت و دھوکہ دہی سے اجتناب ضروری ہے۔ اسلام نے جاسوسی اور دھوکہ دہی کو حرام قرار دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ یٰآیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ط اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا ﴾ (1)

ترجمہ: اے ایمان والو بکثرت بدگمانیوں سے اجتناب کرو بلاشبہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور نہ جاسوسی کیا کرو۔

﴿ یٰـآیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ج ﴾ (2)

ترجمہ: اے ایمان والو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم ان سے اظہار محبت کرتے ہو حالانکہ وہ اس دین حق کا جو تمہارے پاس آیا ہے انکار کرتے ہیں۔

﴿ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَةً فَانْبِذْ اِلَیْهِمْ عَلٰی سَوَآءٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ ﴾ (3)

ترجمہ: اور اگر آپ کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ کریں تو پھینک دو ان کی طرف (ان کا معاہدہ) واضح صورت پر بے شک اللہ دوست نہیں رکھتا خیانت کرنیوالوں کو۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی معاہدین کے لئے جاسوسی اور خیانت کو نقض معاہدہ کا سبب قرار دیا۔ آپ نے جاسوس اور خائن کو قتل کا حکم دیا۔ عہد نبوی میں اس کی مثالیں مدینہ کے یہود ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے معاہدات کئے لیکن جب انہوں نے عہد شکنی اور خیانت کا ارتکاب کیا اور مسلمانوں کے دشمنوں سے خفیہ روابط قائم کئے تو آپ ﷺ نے ان سے قتال کیا۔ غزوہ ہوازن میں آپ نے جاسوس کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ مسلمہ بن الاکوع سے روایت ہے:

(قال اتی النبی عین من المشرکین وهو فی سفر فجلس عند اصحابه ثم انسل فقال النبی "اطلبوه فاقتلوه" قال فسبقتهم الیه فقتلته واخذت سلبه فنفلنی ایاه) (4)

مسلمہ کہتے ہیں کہ ایک جاسوس مشرکین میں سے دوران سفر آپ کے پاس آیا وہ صحابہؓ میں بیٹھ گیا پھر چل دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس کو تلاش کرو اور قتل کردو۔ پس صحابہؓ اس کی طرف بڑھے پس میں نے اس کو قتل کردیا اور اس کا مال پکڑ لیا پس آپ نے وہی مال مجھے غنیمت میں دیا۔

اسی طرح فتح مکہ کے وقت حاطب بن ابی بلتعہ کی قریش کی جاسوسی کی وجہ سے حضرت عمرؓ نے قتل کی اجازت چاہی لیکن غزوہ بدر میں شرکت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے معاف کردیا۔ (5)

حضرت عمرؓ نے غیر مسلم معاہدین کو تمام حقوق کا تحفظ فراہم کیا۔ اس کے عوض غیر مسلموں کے لئے بغاوت، خیانت

اور جاسوسی کو ممنوع قرار دیا۔ ان جرائم کو موجبات نقض معاہدہ قرار دیا۔ قاضی ابو یوسف نے حضرت عمرؓ کے اصول معاہدہ میں غیر مسلموں کے لئے دیگر شرائط کے علاوہ درج ذیل شرائط کو بھی لازمی قرار دیا:

" ولا يمالؤا علينا عدوّنا ولا يؤوا لنا محدثا " (6)

ترجمہ: غیر مسلم ہمارے خلاف ہمارے دشمنوں سے ساز باز نہیں کریں گے اور ہمارے کسی مجرم کو پناہ نہیں دیں گے۔ (کیونکہ مجرم کو پناہ دینا بھی خیانت و بغاوت ہے)

حضرت ابو عبیدہ سے معاہدہ شام یا دمشق میں غیر مسلموں نے اس شرط کو خود رضا مندی سے شامل کیا:

" وان لا نؤمن في كنائسنا ولا منازلنا جاسوسا ولا نكتم غشا للمسلمين " (7)

ترجمہ: ہم اپنے گرجوں اور گھروں میں کسی جاسوس کو پناہ نہیں دیں گے اور ہم مسلمانوں کو دھوکہ دینے والے کو اپنے ہاں نہیں چھپائیں گے۔

قاضی ابو یوسف نے اس شرط کو ان الفاظ میں بیان کیا:

" ولا يدلوا للمسلين علىٰ عورة " (8)

ترجمہ: مسلمانوں کی کسی کمزوری کی خبر دوسروں کو نہیں پہنچائیں گے۔

معاہدہ اہل الرقہ میں ہے:

" ولم يحدثوا مغيلة " (9)

ترجمہ: غیر مسلم مسلمانوں کے خلاف کوئی خفیہ سازش نہ کریں۔

معاہدہ اہل الرّیّ میں ہے:

" وعلىٰ ان ينصحوا ويدلّوا ولا يغلّوا ولا يسلّوا " (10)

ترجمہ: غیر مسلموں پر لازم ہے کہ وہ مسلمانوں کے خیر خواہ رہیں۔ انہیں راستہ بتائیں، دشمن سے مخبری نہ کریں اور خیانت سے باز رہیں۔

معاہدہ جرجان کی شرائط میں ہے:

" ولم يبدمنهم سلّ ولا غلّ " (11)

ترجمہ: غیر مسلموں کی طرف سے جاسوسی اور خیانت کا ارتکاب نہ ہو۔

حضرت عمرؓ کے نزدیک جاسوسی، خیانت اور دشمن سے ساز باز معاہدہ کی بنیادی روح اور مقاصد کے منافی تھے اس لئے آپ نے معاہدہ کی بقاء و دوام کا انحصار ان جرائم کے خاتمہ سے مشروط کیا تھا۔ جاسوسی، خیانت اور دھوکہ دہی کا ارتکاب

غیر مسلم معاہدین کی طرف سے معاہدہ سے برأت کا اعلان تصور ہوتا تھا۔

معاہدہ اہل ماہین کی شرائط میں ہے:

"ووفوا ونصحوا فان غشوا وبدلوا فذمتنا منهم بريئة" (12)

ترجمہ: وہ وفاداری اور خیر خواہی سے رہیں گے اگر کسی معاملہ میں دھوکہ دیا اور شرائط میں کمی کی تو ہماری طرف سے ان کے لئے عقد الذمہ ختم ہوگا۔

معاہدہ اہل طبرستان میں معاہدہ کی بقاء کو ان شرائط سے مشروط کیا:

ولا تؤون لنا بغية ولا تسلون لنا الى عدو ولا تغلون فان فعلتم فلا عهده بيننا وبينكم (13)

ترجمہ: تم ہمارے دشمنوں کو اپنے ہاں پناہ نہ دو گے اور دشمن کو ہماری مخبری نہ کرو گے اور خیانت نہ کرو گے۔ اگر تم نے ان جرائم کا ارتکاب کیا تو تمہارے اور ہمارے درمیان معاہدہ ختم ہو جائے گا۔

حضرت عمرؓ کے معاہدات کی روشنی میں غیر مسلم کی جاسوسی اور خیانت کے متعلق فقہائے اسلام کے اقوال درج ذیل ہیں:

امام ابو یوسف سے جب ہارون الرشید نے جاسوس سے سلوک کے متعلق پوچھا تو آپ نے جواب دیا: امیر المومنین نے دریافت فرمایا کہ جاسوس گرفتار ہوں تو ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے یہ جاسوس ذمی، حربی یا مسلمانوں میں سے ہوتے ہیں اگر جاسوس حربی یا جزیہ ادا کرنے والے ذمیوں یہود، نصاریٰ یا مجوس میں سے ہوں تو ان کی گردن مار دیجئے۔ اگر معلوم ہو کہ یہ مسلمانوں میں سے ہیں تو ان کو سخت سزائیں دیجئے اور مدت طویل تک قید میں رکھیے تاکہ یہ توبہ کر لیں۔

جن سرحدی مقامات پر اہل شرک کے ممالک کی جانب سے راستے نکلتے ہوں وہاں امام کو چھاؤنیاں اور مسلح جماعتیں قائم کرنے چاہئے، جو تاجر وہاں سے گزریں ان کی تلاشی لینی چاہئے، جس سے اسلحے برآمد ہو ان سے اسلحہ ضبط کر لیا جائے اور انہیں واپس لوٹا دیا جائے، جس کے ساتھ غلام ہوں اسے بھی واپس کر دیا جائے، جن کے پاس خطوط ہوں ان کے خطوط پڑھے جائیں، جس خط میں مسلمانوں سے متعلق کوئی خبر درج ہو اس کے لے جانے والے کو گرفتار کر کے امام کے پاس حاضر کیا جائے تاکہ وہ اس کے بارے میں کوئی فیصلہ کرے۔ (14)

امام ابو یوسف کی رائے سے معلوم ہوا کہ جاسوس کی تین اقسام ہیں:

(۱) حربی (۲) ذمی / معاہد (۳) مسلمان

حربی جاسوس کو قتل کرنے کے بارے میں اجماع امت ہے۔ ذمی کے بارے میں فقہائے اسلام میں اختلاف ہے۔ امام مالک کے نزدیک معاہد جاسوس کی سزا قتل ہے۔ وہ معاہد کو توڑنے والا ہوگا اور احکام میں مثل حربی ہو جائے گا۔ (15)

احناف،شوافع اور حنابلہ کے نزدیک اس کو امام کی رائے کے مطابق سخت سزا دی جائے گی وہ قتل بھی ہو سکتی ہے۔

جاسوس اور خائن معاہدین سے معاہدہ ختم نہیں ہوگا یہ احناف کا موقف ہے۔صرف مجرموں کو سزا ہوگی۔شوافع کے نزدیک اگر شرائط معاہدہ میں یہ چیزیں شامل تھیں تو معاہدہ ختم ہو جائے گا ورنہ برقرار رہے گا۔حنابلہ کے نزدیک بھی معاہدہ ختم ہو جائے گا۔ (16)

مسلمان جاسوس کے بارے میں جمہور فقہاء کی رائے ہے کہ اسے قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ امام اس کو تعزیری سزا دے گا جو بھی وہ بہتر سمجھے۔ (17)

بعض مالکی اور حنبلی فقہاء کی رائے ہے کہ مسلمان جاسوس کو بھی قتل کیا جائے گا۔امام ابن تیمیہ کی بھی یہی رائے ہے۔(18)

اختلاف کی بنیاد حاطب بن ابی بلتعہ کا واقعہ ہے۔مسلمان جاسوس کے قتل کے قائلین کی رائے ہے کہ حاطب کے قتل نہ کرنے کی علت بدر میں شرکت تھی۔جب یہ علت نہ ہو تو قتل مسلم جائز ہوگا۔عصر حاضر کے علماء نے بھی مسلمانوں کی مصلحت عامہ کے تحفظ کے لئے مسلمان جاسوس کے قتل کو جائز قرار دیا۔ (19)

مبحث دوم: اسلحہ سازی اور اس کی نمائش پر پابندی

حضرت عمرؓ نے بغاوت وخیانت کے اندیشہ سے بعض غیر مسلم معاہدین پر اسلحہ کی نمائش پر پابندی عائد کی اور بعض اقوام پر اسلحہ کی ضبطگی بحق سرکار کی شرط لگائی۔حضرت ابو عبیدہ کی معاہدہ شام کی اہم شرائط میں سے ہے۔

" ولا نتقلد السيوف ولا نتخذ شيئًا من السلاح ولا نحمله معنا " (20)

ترجمہ: ہم اپنے گلے میں تلوار نہیں لٹکائیں گے ہم کسی قسم کا اسلحہ نہیں بنائیں گے اور نہ ہی اپنے ساتھ رکھیں گے۔

امام ابدرالدین ابن جماعۃ نے اس شرط میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے **ولا يحملوه معهم في حضر ولا سفر** (21)

ترجمہ: وہ (غیر مسلم) اسلحہ کو سفر وحضر میں اپنے ساتھ نہیں رکھیں گے۔

معاہدہ جندیسابور حضرت ابو موسیٰ اشعری نے ان شرائط پر کیا: **فصالحهم على ان لا يقتل منهم احدًا ولا يسبيه ولا يعرض لا موالهم سوى السلاح** (22)

ترجمہ: آپ نے ان سے ان شرائط پر صلح کی کہ کسی کو قتل کیا جائے گا نہ غلام بنایا جائے گا ان کے اموال سے سوائے اسلحہ کے تعرض نہیں کیا جائے گا۔

اصفہان کے نواحی علاقے جیّ کے باشندوں سے جزیہ وخراج کے علاوہ درج ذیل شرائط پر صلح ہوئی:

" وعلىٰ ان يّؤمنوا علىٰ انفسهم واموالهم خلا ما في ايديهم من السلاح " (23)

ترجمہ: اہلِ حق کے جانوں اور مالوں کو امان ہوگی سوائے اسلحہ کے جوان کے پاس ہے۔

حضرت عمرؓ نے اسلحہ کی واپسی وضبطی کے ذریعے بغاوت وخیانت اور دشمنوں کی خفیہ مدد کے تمام راستے مسدود کر دیئے۔ یہ حضرت عمرؓ کی دفاعی سیاست میں حکمت وتدبر کی اعلیٰ مثال ہے جس کی پیروی، بغاوت وانتشار کا شکار ریاستیں عصر حاضر میں بھی کررہی ہیں۔

مبحث سوم: بغاوت اور قانون شکنی کی ممانعت اور مجرموں کی حوالگی

اسلام میں ایسے جرائم جو اسلامی ریاست میں فتنہ وفساد اور مصلحت عامہ کے لئے ضرر ونقصان کا سبب ہیں ان کا ارتکاب غیر مسلم معاہدین کے لئے ممنوع ہے۔ انہی جرائم میں سے بغاوت بھی ہے۔ انسانی معاشرہ کے لئے یہ جرم اس قدر گھناؤنا ہے کہ اس کی سزا اسلامی حدود میں سخت ترین حد ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ (24)

ترجمہ: بلاشبہ ان لوگوں کی جزا جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہ ہے کہ انہیں خوب قتل کیا جائے یا سولی دیا جائے یا ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں مختلف طرف سے کاٹے جائیں یا وہ جلاوطن کردیئے جائیں۔ یہ تو ان کے لئے رسوائی ہے دنیا میں ان کے لئے آخرت میں اس سے بھی بڑی سزا ہے۔ مگر جنہوں نے تمہارے قابو سے پہلے توبہ کرلی (انہیں معافی ہے) خوب جان لو اللہ غفور رحیم ہے۔

عہد نبوی میں یہود کی جلاوطنی اور قتل نیز فتح مکہ اس کی مثالیں ہیں۔ حضرت عمرؓ نے غیر مسلموں سے معاہدات کے وقت بغاوت سے اجتناب کو اہم شرط کے طور پر شامل کیا۔ اس جرم کے مرتکبین کو اسلامی ریاست کے حوالے نہ کرنا معاہدہ کے خاتمہ کا اعلان قرار دیا۔

امام ابو یوسف نے حضرت عمرؓ کے اصول معاہدہ میں اس کو اہم شرط قرار دیا۔ آپ لکھتے ہیں کہ معاہدہ کے وقت دیگر شرائط کے علاوہ اس شرط کو لازمی قرار دیتے تھے کہ وہ ہمارے دشمن سے ساز باز نہیں کریں:

"ولا يؤوا لنا محدثا" (25)

ترجمہ: وہ ہمارے کسی مجرم کو پناہ نہیں دیں گے۔

تاریخی معاہدہ بیت المقدس میں عیسائیوں کو بے شمار مراعات کے بدلے اس بات کا پابند کیا تھا کہ وہ فساد پھیلانے والے رومیوں اور چوروں کو وہاں سے نکال دیں:

" ولا یسکن بایلیاء معهم احد من الیهود وعلیهم ان یخرجوا منها الروم و اللصوت" (26)

ترجمہ: بیت المقدس میں ان کے ساتھ کوئی یہودی نہیں رہے گا ان پر لازم ہے کہ وہ ایلیاء سے رومیوں اور لٹیروں کو نکال دیں۔

معاہدہ اہل الرّیٰ میں بغاوت اور شرائط معاہدہ میں کمی بیشی کو معاہدین کے لئے اجتماعی تباہی قرار دیا۔

" ومن بدّل منهم فلم یسلم برمّته فقد غیر جماعتکم " (27)

ترجمہ: جو کوئی بغاوت کرے گا اس کو اصلاح کے لئے ہمارے سپرد نہ کیا گیا پس یہ تمہاری اجتماعی تباہی ہوگی۔

معاہدہ طبرستان پہلی شق یہی ہے" انّک امن بامان اللّٰه عزوجل علی ان تکف لصوتک و اهل حواشی ارضک ولا تؤوی لنا بغیة" (28)

ترجمہ: اپنے خطے اور اس کے گرد و نواح کے چوری پیشہ لوگوں پر نگرانی رکھو اور ہمارے دشمنوں کو پناہ نہ دو۔

معاہدہ اہل موقان میں ہے :"فان ترکوا ذٰلک واستبان منهم غش ، فلا امان لهم الا ان یسلموا الغششة برمّتهم ، والّا فهم متمالؤن " (29)

ترجمہ: اگر وہ ان شرائط کو ترک کر دیں گے اور ان کی طرف سے کسی قسم کی دھوکہ دہی ظاہر ہوئی تو امان ختم ہے یہاں تک کہ وہ دھوکہ بازوں کو ہمارے حوالے کر دیں ورنہ دونوں ایک دوسرے کے معاون شمار ہوں گے۔

معاہدہ اصفہان میں مجرم کی حوالگی سے انکار کو معاہدہ کا خاتمہ قرار دیا:" فاذا غیّرتم شیئًا مغیّر منکم و لم تسلّموہ فلا امان لکم " (30)

ترجمہ: اگر تم میں سے کسی نے ان شرائط معاہدہ کی خلاف ورزی کی اور مجرم کو حوالے نہ کیا تو تم سے معاہدہ ختم ہوگا۔

حضرت عمرؓ کی شرائط معاہدہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے غیر مسلم معاہدین کی دھوکہ دہی اور عہد شکنی کی ہر اس صورت کو بغاوت قرار دیا تھا جس سے اسلامی ریاست میں فساد و انتشار کا اندیشہ تھا۔ مجرموں کی حوالگی حضرت عمرؓ کی تدبیر و سیاست کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ یہود کے بیت المقدس میں قیام پر حضرت عمرؓ نے خطرہ سمجھتے ہوئے پابندی لگائی تھی جس کا نتیجہ اس شرط کے ختم ہونے پر اسرائیل کی صورت میں ظاہر ہوا۔

فقہائے اسلام نے اہل ذمہ کے درج ذیل جرائم کو بغاوت سے تعبیر کیا۔ ان میں سے بعض سزا کا مستوجب ہیں اور بعض نقض معاہدہ کا سبب بنتے ہیں۔ وہ امور یہ ہیں:

(۱) جاسوسی، ڈاکہ، قتل مسلم، اہانت مسلم۔ (۲) اسلام، قرآن، پیغمبر اسلام ﷺ کی اہانت یا ان کی مذمت کرنا ہے۔ (۳) جزیہ کی ادائیگی سے انکار۔ (۴) اسلامی احکام کے اجراء سے انکار۔ (۵) مسلمانوں سے مقابلہ اور محاربہ کرنا۔

احناف کے نزدیک صرف تیسری صورت بغاوت اور باعث نقض معاہدہ ہے باقی سب میں سزائیں ہیں۔ عقد الذمة باقی رہے گا۔ (31)

فصل دوم: مذہبی وسماجی ممنوعات

مبحث اول: اہانت اسلام اور ضرر علی المسلمین سے اجتناب

اسلام احترام انسانیت کا داعی ہے۔ اسلام بلاتفریق مذہب ودین تکریم انسانیت کے ساتھ مذہبی شعائر کی تعظیم کی تلقین کرتا ہے۔ قرآن میں ہے:

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًام بِغَيْرِ عِلْم كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُم﴾ (32)

ترجمہ: تم ان لوگوں کو جو غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں گالی نہ دو، وہ مخالفت میں جہالت کی وجہ سے اللہ کو گالی دیں گے۔ یوں ہی ہم نے ہر قوم کے لئے اس کے اعمال کو خوشنما بنا دیا ہے۔

اسلام جہاں غیر مسلموں کے نفوس واموال، عزت وآبرو اور مذہبی شعائر کے احترام کی تلقین کرتا ہے وہاں غیر مسلم معاہدین پر بھی لازمی قرار دیتا ہے کہ وہ شعائر اسلام اور مسلمانوں کی تعظیم وتکریم کریں کیونکہ معاہدہ کی بنیاد ہی فریقین کے عقائد ونظریات اور مذہبی شعائر کے احترام وتکریم پر مبنی ہوتی ہے۔ عہد نبویؐ اور عہد فاروقیؓ میں معاہدات میں غیر مسلم معاہدین پر شعائر اسلام اور مسلمانوں کی تعظیم وتکریم کو لازمی شرط کے طور پر شامل کیا گیا۔ حضرت ابوعبیدہ نے معاہدہ شام میں حضرت عمرؓ کی ہدایات کی روشنی میں اس شرط کو بنیادی اہمیت دی ہے:

" وعلیٰ ان لا یشتموا مسلما ولا یضربوہ وان یوقروا المسلمین " (33)

ترجمہ: ان پر لازمی ہے کہ وہ کسی مسلمان کو گالی نہ دیں اور نہ اسے ماریں۔

عبدالرحمٰن بن غنمؓ نے اہل شام کے لئے مشہور معاہدہ تحریر کیا جب منظوری کے لئے حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے اس شرط کو بطور خاص شامل کیا اور معاہدہ کی بقاء کو اس سے مشروط کیا۔ امام بیہقی لکھتے ہیں:

" فلما اتیت عمر بالکتاب زاد فیہ وان لانضرب احدًا من المسلمین ومن ضرب مسلما فقد خلع عھدہ " (34)

ترجمہ: جب میں یہ معاہدہ حضرت عمرؓ کے پاس لایا تو آپ نے اس میں یہ اضافہ کیا کہ ہم کسی مسلمان کو نہیں ماریں گے۔ جس کسی نے مسلمان کو مارا تو اس نے اپنا معاہدہ ختم کر دیا۔

عراق کے ذمیوں کے لئے صلح کے وقت حضرت عمرؓ نے لازمی قرار دیا تھا:

" انھم ان غشّوا المسلمین لعدوھم برئت منھم الذمة وان سبّوا مسلما ان ینھکوا عقوبة

وان قاتلوا مسلما ان يقتلوا " (35)

ترجمہ: اگر وہ مسلمانوں کے ساتھ غداری کر کے دشمن کے ساتھ مل گئے تو ان کی ذمہ داری جاتی رہے گی۔ اگر انہوں نے کسی مسلمان کو گالی دی تو سزا کے مستحق ہوں گے۔ اگر کسی مسلمان سے جنگ کی تو انہیں قتل کیا جائے گا۔

معاہدہ اصفہان میں ہے" ومن سب مسلمًا بلغ منه فان ضربهٔ قتلناه " (36)

ترجمہ: اگر تم میں سے کسی نے مسلمان کو گالی دی تو اس کو سزا دی جائے گی۔ اگر کسی نے مسلمان کو قتل کیا تو ہم اسے قتل کریں گے۔

معاہدہ اہل الرّیّ میں مسلمان کی تعظیم کو لازمی اور اس کی اہانت کو سخت سزا کا مستوجب قرار دیا۔

" وعلى ان يّفخّموا المسلمين فمن سبّ مسلما او استخف به نهک عقوبة ومن ضربه قتل "(37)

ترجمہ: معاہدین پر مسلمانوں کی تعظیم و تکریم لازمی ہے۔ جو مسلمان کو گالی دے گا یا اس کی توہین کرے گا سخت سزا کا مستوجب ہوگا۔ کسی مسلمان کو قتل کی سزا قتل ہوگی۔

معاہدہ اہل قومس مسلمان کی توہین کو معاہدہ کے خاتمہ کا موجب قرار دیا:

" واستخفوا بعدهم فالذمة منهم بريئة " (38)

ترجمہ: اگر کسی مسلمان کی توہین کی تو ہماری طرف سے معاہدہ ذمہ داری ختم ہو جائے گی۔

عہد فاروقی میں بیت المقدس میں ایک ذمی یہودی نے ایک مسلمان عورت کو سواری سے گرایا اور اس کی عزت کو پامال کیا۔ حضرت عمرؓ نے مسلمان عورت کی اہانت پر یہودی کو سولی دینے کا حکم دیا اور فرمایا:

" ماعلى هذا صالحنا كم ، ثم قال ايها الناس اتقوا الله فى ذمة محمد صلى الله عليه وسلم ، فمن فعل هذا فلا ذمة له ، قال سويد فذلک اليهودى اول مصلوب رأيته صلب فى الاسلام " (39)

ہم نے یہ کرتوت کرنے کے لئے تم سے معاہدہ صلح نہیں کیا ہے پھر آپ نے فرمایا، لوگو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کی ذمہ داری وضمانت لی ہے ان کا خیال رکھو پس جو ایسی حرکت کرے گا ہم پر اس کی کوئی ذمہ داری نہ ہوگی۔ سوید کہتے ہیں کہ یہ یہودی تھا جسے میں نے اسلام میں سولی پر چڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

حضرت عمرؓ کی انہی شرائط کی روشنی میں فقہاء اسلام نے غیر مسلم معاہدین سے ہر اس امر کو جس میں اہانت وضرر علی المسلمین کا شائبہ ہو اس کو بعض صورتوں میں موجب سزا اور بعض صورتوں میں نقض معاہدہ کا سبب قرار دیا۔

ان امور میں سے درج ذیل کو بطور خاص ذکر کیا:

مسلمان عورت سے زنا، مسلمان پر تہمت لگایا، مسلمان کی جاسوسی، چوری، ڈاکہ، قتل مسلم، دین سے پھیر نا، اللہ تعالیٰ، اسلام، قرآن، انبیاء کرام کی بے ادبی بالخصوص پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی توہین کی سزا قتل ہوگی اور بعض صورتوں میں معاہدہ بھی ختم ہو جائے گا۔ (40)

مبحث دوم: جزیرۂ عرب میں غیر مسلموں کے مستقل قیام کی ممانعت

اسلام جس طرح غیر مسلموں کے تحفظ وسلامتی کا ضامن ہے اسلام نے ایسے ہی اقدامات مسلمانوں کے تحفظ کے لئے کئے ہیں۔ انہی میں سے ایک حرم مکہ میں غیر مسلموں کے داخلہ کی ممانعت اور جزیرۃ العرب میں ان کے مستقل قیام کی پابندی ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا﴾ (41)

ترجمہ: بے شک مشرکین ناپاک ہیں وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ آئیں۔

حضور اکرم ﷺ نے جزیرۃ العرب سے غیر مسلموں کو بالعموم اور اہل کتاب کو بالخصوص نکالنے کی تلقین فرمائی۔ آپ اپنی زندگی میں اس کو عملی جامہ نہ پہنا سکے۔ اس فرمان کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے آپ نے مسلمانوں کو اپنی دنیوی زندگی کے آخری لمحات میں وصیت فرمائی۔ ابن عباس نے حضور اکرم ﷺ کی اس وصیت کو ان الفاظ میں نقل کیا:

(اخرجوا المشركين من جزيرة العرب) (42)

ترجمہ: مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دو۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " لاخرجن اليهود و النصارى من جزيرة العرب حتى لا ادع فيها الامسلماً" (43)

میں ضرور یہود ونصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکالوں گا یہاں تک کہ یہاں مسلمانوں کے سوا کوئی نہیں رہے گا۔

ابوعبیدۃ بن الجراحؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے جو آخری بات فرمائی وہ یہ ہے: (اخرجوا يهود الحجاز واهل نجران من جزيرة العرب) (44) حجاز اور نجران کے یہود کو جزیرۃ العرب سے نکال دو۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے جو آخری عہد لیا وہ یہ فرمایا کہ: (لایترک بجزيرة العرب دينان) (45)

ترجمہ: جزیرۂ عرب میں دو دین نہ رہنے دیئے جائیں۔

مصنف عبدالرزاق اور سنن البیہقی میں یہ روایت اس طرح ہے: (لا يجتمع دينان في جزيرة العرب) (46)

ترجمہ: جزیرۃ العرب میں دو دین جمع نہ ہونے دیئے جائیں۔

عہد صدیقی میں حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان پر داخلی مشکلات اور خارجی خطرات کی وجہ سے عمل درآمد نہ ہو سکا۔

حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے ابتدائی ایام میں یہودِ خیبر سے عدل و احسان میں رسول اللہ ﷺ جیسا معاملہ روا رکھا لیکن جب خیبر کے یہودیوں کی طرف سے رسول اللہ ﷺ سے کئے گئے معاہدات کی خلاف ورزیاں عیاں ہوگئیں یہاں تک کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر کو بالا خانے سے پھینک کر ان کے ہاتھ توڑ دیئے اور دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کا فرمان (لا یجتمع دینان فی جزیرۃ العرب) حضرت عمرؓ کے نزدیک تحقیق و جستجو کے بعد حد یقین کو پہنچ گیا تو آپ نے یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے جلا وطن کر دیا۔ (47)

جلا وطن ہونیوالے اہل کتاب کو مشروط معاہدہ کے مطابق مالی معاوضہ بھی عطا کیا۔ مثلاً اہل فدک کے یہود نے رسول اللہ ﷺ سے آدھی زمین اور آدھی پیداوار پر صلح کی تھی۔ حضرت عمرؓ نے ان کو نصف زمین اور نصف پیداوار کے معاوضے میں سونے چاندی اور اونٹوں کے پالان دیئے اور ان کو جلا وطن کر دیا۔ (48)

ایسے ہی نجران کے نصاریٰ سے رسول اللہ ﷺ سے معاہدہ صلح ہوا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے بھی اسی معاہدہ کو برقرار رکھا۔ اہل نجران کے معاہدہ میں ایک شرط یہ تھی کہ وہ سود نہیں کھائیں گے اور سودی کاروبار نہیں کریں گے۔ عہد فاروقی میں وہ سود کا کاروبار کرنے لگے نیز ان کی بڑھتی ہوئی تعداد اور جنگی تیاری سے مسلمانوں کو نقصان کا اندیشہ ہوا۔ حضرت عمرؓ نے ان کے اموال منقولہ و غیر منقولہ کا معاوضہ دیا اور انہیں جلا وطن کر دیا اور ان کے لئے شام و عراق کے امراء کے نام پروانہ لکھ دیا کہ یہ جہاں بھی جائیں ان کو یمن والی زمینوں کے بدلے زرعی زمینیں دی جائیں، ان پر دو سال کے لئے جزیہ معاف ہو گا ان کو ظلم و دست درازی کا ہدف نہ بنایا جائے۔ (49)

جزیرۃ العرب میں اخراج کے بعد حضرت عمرؓ نے غیر مسلموں کے مستقل قیام کو ممنوع قرار دیدیا تھا لیکن مسلمانوں کی تجارتی و سفارتی مصلحت اور دیگر دنیوی منافع و حاجات کی تحصیل کے پیش نظر حضرت عمرؓ نے غیر مسلموں کو حجاز میں حرم مکہ کے علاوہ مدینہ منورہ اور دیگر علاقوں میں تین دن کے عارضی قیام کی اجازت دی۔ امام البیہقی نقل کرتے ہیں:

" ان عمر بن الخطابؓ ضرب للیھود والنصاری والمجوس بالمدینۃ اقامۃ ثلاثۃ ایام یستوقون بھا ویقضون حوائجھم ، ولا یقیم احد منھم فوق ثلاث لیال " (50)

ترجمہ: حضرت عمرؓ نے یہود و نصاریٰ اور مجوس کو مدینہ میں تین دن کے قیام کی اجازت دی کہ وہ وہاں تجارت کریں اور اپنی دوسری حاجات پوری کریں اور تین رات سے زیادہ وہاں کوئی قیام نہ کرے۔

حجاز میں غیر مسلموں کے مستقل سکونت کی ممانعت میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے تاہم تجارتی و سفارتی مقاصد کے لئے انہیں تین دن کے عارضی قیام کی امام کی رضا مندی سے اجازت ہے۔ امام ابو اسحٰق الشیرازی الشافعی نظائر عمرؓ کی روشنی میں لکھتے ہیں:

" ویجوز تمکینهم من دخول الحجاز لغیر الاقامة لان عمرؓ اذن لمن دخل منهم تاجراً حتی
مقام ثلاثة ایام ولا یمکنون من الدخول بغیر اذن الامام لان دخولهم انّما اجیز لحاجة المسلمین
فوقف علی رأی الامام فان استأذن فی الدخول فان کان فیه مفعةً بدحونه لحمل میرة او
اوعقد ذمة اوعقد هدنة اذن فیه لانّ فیه مصلحة للمسلمین " (51)

ترجمہ: بغیر مستقل اقامت کے حجاز میں ان کا رہنا جائز ہے کیونکہ حضرت عمرؓ نے عرب میں آنے والے تاجروں کو
مقام میں تین دن رہنے کی اجازت دی تھی۔ امام کی اجازت کے بغیر دخول ممکن نہیں ہے کیونکہ ان کے دخول کا جواز مسلمانوں
کی حاجت کے لئے ہے۔ حاجت کا انحصار امام کی رائے پر ہے۔ اگر اس میں مقصد تجارتی سامان لانا کوئی سفارتی پیغام
عقد الذمۃ یا عارضی صلح ہو تو اس کے لئے اجازت ہوگی کیونکہ اس میں مسلمانوں کے لئے منفعت ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے اقوال اور حضرت عمرؓ کی امثال سے فقہاء نے درج ذیل احکام مستنبط کئے ہیں:

(۱) حرم مکہ میں غیر مسلموں کا داخلہ اور سکونت ہمیشہ کے لئے ممنوع ہے۔ احناف کے نزدیک حرمین سمیت تمام
عرب میں داخلہ کی اجازت ہے لیکن دائمی سکونت ممنوع ہے۔

(۲) حرم کے علاوہ حجاز کے دوسرے علاقوں میں مستقل قیام کی اجازت نہیں ہوگی لیکن تجارتی، سفارتی مقاصد کے لئے
امام کی اجازت سے تین دن عارضی قیام کی اجازت ہوگی۔ حنابلہ کے نزدیک ضرورت وحاجت کے لئے
حجاز کی مصلحت ہو تو قیام میں تین دن سے زائد کی بھی اجازت ہوسکتی ہے۔ (52)

اس تناظر میں ڈاکٹر عبدالکریم زیدان لکھتے ہیں:

" والراجع ترک الامر لولی الامر لیقرر فیه مایشآء لان مافعله عمر بن الخطاب من تقدیر
ثلاثة ایام لاقامة الذمی فی الحجاز لیس بحکم شرعی قطعی وانّما هوامر اجتهادی مبنی علی
المصلحة التی رأها آنذاک فاذا تغیرات المصلحة تغیر الحکم الاجتهادی المبنی علیها
نجد الحنابلة یقولون بجواز تمدید المدة الی اکثر من ثلاثة ایّام اذا وجدت الحاجة کبیع بضاعة
وما هذه الحاجة الاوجه من وجوه المصلحة " (53)

ترجمہ: راجح قول یہ ہے کہ یہ معاملہ امیر پر چھوڑ دیا جائے۔ وہ چاہے فیصلہ کرے کیونکہ حضرت عمرؓ کا ذمی کا تین دن
حجاز میں رہنے کا فیصلہ قطعی حکم شرعی نہیں ہے۔ یہ ایک اجتہادی معاملہ جو وقت مصلحت پر مبنی تھا۔ جب مصلحت بدل جائے تو اس
کے متعلق اجتہادی حکم بھی بدل جائے گا۔ اس لئے ہم حنابلہ کو دیکھتے ہیں کہ جب کوئی کاروباری حاجت درپیش ہو تو وہ تین دن
سے زیادہ مدت کی طوالت کے جواز کے قائل ہیں اور یہ حاجت بھی مصلحت کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔

مبحث سوم: غیر مسلموں کو مسلمانوں کی مشابہت سے ممانعت

اسلام نے جہاں غیر مسلموں کو اسلامی معاشرہ میں رہنے کا تحفظ فراہم کیا ہے وہاں مسلمانوں کے سماجی وتہذیبی تشخص کے تحفظ کے لئے بھی مختلف اقدامات کئے ہیں۔ انہی خدشات کے پیش نظر مسلمانوں کو غیر مسلموں کی اور غیر مسلموں کو مسلمانوں کی سماجی وثقافتی مشابہت سے اجتناب کی تلقین کی گئی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

(من تشبّہ بقوم فھو منھم) (54)

حضرت عمرؓ نے اپنے عہد میں غیر مسلموں سے تعلقات ومعاملات میں اسلام کے سماجی وثقافتی تحفظ کے پہلو کو بھی اہمیت دی۔ حضرت عمرؓ نے ذمیوں کو حکم دیا کہ وہ وضع قطع اور ظاہری ہیئت ولباس میں مسلمانوں کا تشبہ نہ اختیار کریں۔ چنانچہ حضرت عیاض بن غنمؓ سے منسوب معاہدہ شام میں غیر مسلموں نے خود لباس، سواریوں، نام وکنیت اور سر کے بالوں کی ہیئت میں مسلمانوں سے مشابہت کو اپنے لئے ممنوع قرار دیا۔ امام البیہقی نے ان شرائط کو یوں نقل کیا:

" ولا نتشبّہ بھم فی شیء من لباسھم من قلنسوۃ وّلا عمامۃ ولا نعلین ولا فرق شعر ولا نتکلم بکلامھم ولا نتکنی بکناھم ولا نرکب السروج وان نّجزّ مقادیم رؤسنا وان نلزم زیّنا حیث ماکنّا وان نشدّ الزنانیر علیٰ اوساطنا " (55)

ترجمہ: اور ہم ان کے لباس میں سے کسی بھی چیز میں مثلاً ٹوپی، عمامہ، جوتا اور مانگ نکالنے میں ان کی مشابہت اختیار نہیں کریں گے۔ ہم ان کے کلام کی مثل کلام نہیں کریں گے اور ان کی مثل اپنے نام کے ساتھ کنیت نہیں رکھیں گے۔ ہم زینوں پر سوار نہیں ہوں گے، ہم اپنے سامنے کے بال کاٹیں گے اور اپنی اس ہیئت کو جہاں بھی ہوں برقرار رکھیں گے، ہم اپنی کمر میں زنانیر باندھیں گے۔

یہ شرائط حضرت عمرؓ نے نہیں لگائیں تھیں بلکہ ذمیوں نے خود رضامندی سے ان شرائط پر مسلمانوں کو معاہدہ کی پیش کش کی تھی جسے حضرت عمرؓ نے قبول کیا۔ بعد میں آپ نے اپنے عمال کو ان شرائط کی تعمیل کے لئے ہدایات دیں۔ ابو عبید کہتے ہیں: " انّ عمر امر فی اھل الذمّۃ ان تجز نواصیھم، وان یرکبوا علی الاکف، وان یّرکبوا عرضاً وان لایرکبوا کمایرکب المسلمون، وان یّوثقوا المناطق قال ابوعبید: یعنی الزنانیر " (56)

ترجمہ: حضرت عمرؓ نے ذمیوں کے متعلق حکم دیا کہ ان کی پیشانیوں کے بال کاٹ دیئے جائیں اور جب وہ سوار ہوں تو پالانوں پر بیٹھیں اور سواری پر عرضاً سوار ہوں اور مسلمانوں کی طرح سواری پر نہ بیٹھیں اور وہ اپنی پیٹیاں کس لیا کریں۔ ابو عبید کہتے ہیں پیٹیوں سے مراد زنار ہے۔

امام ابوعبید حضرت عمرؓ کے اس فرمان کی وجہ وسبب حضرت عمرؓ کی زبانی نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" لیعرف زیھم من زیّ اھل الاسلام " (57)

ترجمہ: تاکہ مسلمانوں کے طرز لباس سے ان کا طرز لباس جداگانہ حیثیت رکھے اور وہ پہچانے جائیں۔

قاضی ابو یوسف نے کتاب الخراج میں بھی ان ہدایات کو نقل کیا اور ہارون رشید کو ان کی تعمیل کرانے کی تلقین کی۔ اس سلسلہ میں حضرت عمرؓ بن عبدالعزیزؒ کا اپنے عمال کو لکھتے ہوئے تنبیہی مکتوب کو بھی نقل کیا۔ جب آپ کو علم ہوا کہ ذمیوں نے مذکورہ بالا ہدایات کی خلاف ورزی شروع کر دی مثلاً لباس، سواریوں اور بالوں میں مسلمانوں کی مشابہت اختیار کرنا شروع کر دی تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے لکھا:

انہیں عمر کی قسم اگر تمہاری نظروں کے سامنے یہ سب کچھ کیا جا رہا تو یہ تمہاری کمزوری ہے اور مداہنت کی علامت ہے۔ وہ لوگ ان باتوں کو دوبارہ اختیار کر کے یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اب تم کیا ہو۔ میں نے جن چیزوں کی ممانعت کی ہے ان کا لحاظ رکھو اور لوگوں کو ایسا کرنے (مسلمانوں کی مشابہت) سے بالکل روک دو۔ والسلام (58)

قدیم فقہائے اسلام نے حضرت عمرؓ کی شرائط و ہدایات سے استدلال کرتے ہوئے عقد الذمۃ کے باب میں غیر مسلموں کے متعلق احکام بیان کئے۔ امام شافعی کتاب الام میں ذمیوں کی ممنوعات کے ضمن میں لکھتے ہیں:

" وان یّفرقوا بین ھیآتھم فی اللباس والمرکب وبین ھیآت المسلمین وان یعقدوا الزنانیر فی اوساطھم فانّھا من ابین فرق بینھم وبین ھیآت المسلمین " (59)

ترجمہ: ذمی اپنے اور مسلمانوں کے درمیان لباس اور سواری کی ہیئت میں فرق رکھیں اور وہ اپنی کمر میں زنانیر باندھا کریں کیونکہ ان چیزوں سے مسلمانوں اور ان کی ہیئت میں واضح فرق ہوگا۔

امام الکاسانی الحنفی لکھتے ہیں:

" انّ اھل الذمة یؤخذون باظھار علامات یعرفون بھا ولا یترکون یتشبّھون بالمسلمین فی لباسھم ومرکبھم وھیئتھم فیؤخذ الذمی بان یجعل علی وسطه کشحا مثل الخیط الغلیظ ویلبس قلنسوة طویلة مضروبة ویرکب سرجا علی قربوسة مثل الرمانة ولا یلبس طیسانا مثل طیالسة المسلمین ورداء مثل اردیة المسلمین " (60)

ترجمہ: اہل ذمہ کیلئے ایسی علامات کا اظہار ضروری ہے جس سے وہ پہچانے جائیں۔ ان کو اس بات کی اجازت نہ ہوگی کہ وہ اپنے لباس، سواری اور ہیئت میں مسلمانوں کی مشابہت اختیار کریں۔ اس لئے ذمی اپنی کمر میں موٹے دھاگے کی مثل ڈوری باندھ لے اور لمبی نشان زدہ ٹوپی پہنے۔ ربن کے ایک طرف مثل گدھے کی سواری کے سوار ہو اور سبز رنگ کا لباس اور چادر مسلمانوں کی مثل نہ پہنے۔

امام ابو یوسف اور امام شافعی نے ان پابندیوں کا مقصد ذمیوں اور مسلمانوں میں پہچان قرار دیا جبکہ بعض فقہاء نے ان پابندیوں کو غیر مسلموں کے لئے بسبب کفر اذلال وصغار قرار دیا۔

امام ابو اسحٰق الشیرازی الشافعی اور امام ابن قدامہ نے عیاض بن غنمؓ کے مذکورہ معاہدہ سے استنباط کرتے ہوئے لکھا

"وان کان اهل الذمة فی دار الاسلام اخذوا بلبس الغیّار وشدّ الزّنار والغیار ان یکون فیما یظهر من ثیابهم ثوب یخالف لونه لون ثیابهم کالازرق والاصفر ونحوهما والزنار ان یشدوا فی اوساطهم خیطا غلیظا فوق الثیاب وان لبسوا القلانس جعلوا فیها خرقا لیتمیزوا عن قلانس المسلمین لماروی عبدالرحمن بن غنم فی الکتاب الزی کتبه لعمر حین صالح نصاری الشام"(61)

ترجمہ: اگر اہل ذمہ دار السلام میں ہوں تو ان کے لئے غیار اور زنار پہننا لازمی ہوگا۔ غیار سے مراد ان کے ظاہری لباس میں ایک کپڑا ایسا ہو جس کا رنگ ان کے ظاہری لباس کے مخالف ہو جیسے پیلا یا نیلا اور اس کی مثل دوسرے رنگ اور زنار سے مراد ہے کہ اہل ذمہ اپنی کمر میں کپڑوں کے اوپر موٹا دھاگا باندھیں اور ٹوپیاں اس طرح پہنیں کہ ان میں کپڑے کا ٹکڑا رکھیں تاکہ مسلمانوں کی ٹوپیوں سے ان کا امتیاز ہو جیسا کہ عبدالرحمٰن بن غنم کے اس مکتوب میں مروی ہے جو آپ نے نصاریٰ شام سے صلح کے وقت حضرت عمرؓ کو لکھا۔

امام ابن الہمام لکھتے ہیں:" ویؤخذ اهل الذمة بالتمیز عن المسلمین فی زیهم ومراکبهم وسروجهم وقلانسهم فلا یرکبون الخیل ولا یعملون بالسلاح وفی الجامع الصغیر ویؤخذ اهل الذمة باظهار الکستیجات والرکوب علی السروج التی هی کهیئة الاکف وانما یؤخذ بذلک اظهارا للصغار علیهم وصیانة لضعفة المسلمین ولانّ المسلم یکرم والذمی یهان ولا یتبدء بالسلام ویضیق علیه الطریق فلولم تکن علامة ممیزة فلعله یعامل معاملة المسلمین وذلک لایجوز"(62)

ترجمہ: اہل ذمہ کے لئے لازمی ہے کہ وہ مسلمانوں کے لباس، سواریوں، زینوں اور ٹوپیوں میں امتیاز رکھیں وہ گھوڑوں پر سوار نہ ہوں، اسلحہ نہ بنائیں، جامع صغیر میں ہے ذمیوں کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنی کمر میں پیٹیاں باندھیں اور زینوں پر گدھے کی مثل سوار ہوں اور ان پابندیاں کا مقصد ہے کہ ان کے ذمی ہونے کا اظہار اور مسلمانوں کو کمزوری کے سبب بچانا ہے کیونکہ مسلمانوں کی عزت ہوتی ہے اور ذمی کی بے عزتی وہ اسلام کی ابتداء نہ کرے راستہ کی ایک طرف چلے اگر ان پر کوئی امتیازی علامت نہ ہوگی تو اس سے مسلمانوں جیسا معاملہ ہوگا اور یہ جائز نہیں ہے۔

ذمیوں کے بارے میں درج بالا آراء کے ان سے ذمیوں کی اہانت مقصود ہے فقہاء کا ذاتی استخراج و استدلال

ہے۔حضرت عمرؓ کے معاہدات و ہدایات میں کہیں بھی اس سے مقصود ذمیوں کی اہانت نہیں ہے۔ یہ صرف انتظامی حفاظتی مخصوص علاقائی نوعیت کے عارضی اقدامات تھے۔آج کل یہی کام مختلف دستاویزات مثلاً ویزہ، شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور دیگر جدید نوعیت کے ذرائع سے لیا جاتا ہے۔بعض دفعہ انسانی اہانت کا پہلو بھی نمایاں ہوتا ہے لیکن کوئی معترض نہیں ہوتا۔

درج بالا پابندیاں حضرت عمرؓ نے نہیں بلکہ غیر مسلموں نے خود اپنے مذہبی وثقافتی تحفظ کے لئے اپنے اوپر بصورت شرائط معاہدہ لازم کیں تھیں۔حضرت عمرؓ نے ان کو قبول کیا جیسا کہ معاہدہ سے ظاہر ہے اور ان شرائط پر مشتمل معاہدہ شام کے مخصوص علاقہ کے ذمیوں نے کیا تھا۔عراق و ایران کے معاہدات عمرؓ میں ان شرائط و ہدایات کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ اس لئے امام الماوردی نے معاہدہ عیاض بن غنم کی شرائط کو غیر ضروری شرائط شمار کیا۔ جب ذمی خود معاہدہ میں شامل کریں تو تعمیل ضروری ہوگئی۔آپ لکھتے ہیں:" وھذہ الستّۃ المستحبۃ لاتلزم بعقد الذمۃ حتی تشرط فتصیر بالشرط ملتزمۃ ولایکون ارتکابھا بعد الشرط نقضا لعھدھم ، لکن یؤخذ بھا اجبارًا ویؤدبون علیھا زجرا ولا یؤدبون ان لم یشترط ذلک علیھم" (63)

یہ چھ امور غیر ضروری ہیں ذمیوں پر لازمی نہیں ہوتے۔معاہدہ الذمۃ میں شرط لگانے کی صورت میں لازمی ہوں گے۔ شرط کے بعد بھی ان چیزوں کی خلاف ورزی سے معاہدہ ختم نہیں ہوتا۔مگر شرائط کی خلاف ورزی کرنے پر تادیبا مواخذہ گرفت ضروری جائے اور اگر معاہدہ میں ان امور کو بطور شرط نہ رکھا گیا ہو تو ان چیزوں کی خلاف ورزی پر مواخذہ بھی نہ ہوگا۔

محمد حسین ہیکل نے حضرت عمرؓ کے خلاف ان شرائط کو مستشرقین اور مسیحی مبلغین کی کارستانیاں قرار دیا۔آپ لکھتے ہیں:

متقدمین عرب کی کتابوں میں ان شرائط کا کوئی قابل ذکر بیان نہیں ملتا یہ تمام شرائط ان مبلغین نے حضرت عمرؓ سے منسوب کی ہیں جنہوں نے اہل صلیب کو فلسطین پر چڑھائی کے لئے بھیجا تھا۔ان لوگوں کی غرض مندانہ تبلیغ نے حکومت کی تمام برائیاں اور تعصب کی وہ تمام شدت آفرینیاں جان بوجھ کر حضرت عمرؓ کی طرف منسوب کیں جو ان کے بہت بعد اس وقت ظہور میں آئیں جب زوال وانحطاط کے عمل نے اسلامی حکومت کے وجود کو بوسیدہ کر دیا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ اس آخری دور میں مسلمانوں اور تعصب پرستوں کے درمیان یہی کچھ پیش آیا ہو لیکن حضرت عمرؓ ان تمام چیزوں سے پاک اور ان کی ذات گرامی ان تمام پستیوں سے بہ مراتب بلند تھی۔انہیں اس کی ضرورت بھی کیا تھی جب اللہ نے ان کے لئے ساری دنیا کے دروازے کھول دیئے تھے۔لوگ بغیر کسی جبر وجور کے فوج درفوج اسلام میں داخل ہو رہے تھے اور روم و ایران کی فوجیں ان کی فوجوں کے مقابلے میں ہزیمت وفرار کے سوا اور کوئی راہ نہ پاتی تھیں۔ (64)

علامہ شبلی نعمانی کے نزدیک حضرت عمرؓ مسلمانوں کو غیر قوموں کی مشابہت اور غیر قوموں کو مسلمانوں کی مشابہت سے روکتے تھے۔لیکن اس کے لئے حضرت عمرؓ نے غیر مسلموں کی تحقیر کے لئے کوئی نیا لباس تجویز نہیں کیا تھا بلکہ یہ عجمیوں کا قدیم

لباس تھا۔اسی طرح زنار (پیٹی) بھی اسی عجمی لباس کا حصہ ہے۔اس کی دلیل میں علامہ شبلی لکھتے ہیں کہ:

خلیفہ منصور نے اپنے دربار کے لئے جو لباس قرار دیا تھا وہ قریب قریب یہی لباس تھا۔ بھی ٹوپیاں جو رسمی ہوتی تھیں وہی عجم کی ٹوپیاں تھیں جس کا نمونہ پارسیوں کے سروں پر آج بھی موجود ہے۔اس درباری لباس میں پیٹی بھی داخل تھی اور یہ وہی زنار یا منطقہ یا کستیج ہے جو عجم کی قدیم وضع تھی۔منصور کے اس مجوزہ لباس کی نسبت تمام مؤرخین عرب نے تصریح کی ہے کہ عجم کی تقلید تھی۔اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جو لباس حضرت عمرؓ نے ذمیوں کے لئے قرار دیا تھا وہ اگر کوئی جدید لباس تھا اور ان کی تحقیر کے لئے ایجاد کیا گیا تھا تو خلیفہ منصور اس کو اپنا اور اپنے درباریوں کا لباس کیوں کر قرار دے سکتا تھا۔ (65)

مولانا امین احسن اصلاحی مسلمانوں کے لباس سے غیر مسلموں کو روکنے کی وجہ ذمیوں کی تحقیر نہ تھا بلکہ مخلوط معاشرہ میں اسلامی تشخص اور اجتماعیت کو برقرار رکھنا تھا۔ یہ امتیاز آج بھی جماعتیں تنظیمی مقاصد کیلئے اپنے ارکان اور غیر ارکان میں کرتی ہیں۔ دوسری وجہ آپ نے دفاعی وعسکری بیان کی ہے۔اس ضمن میں آپ لکھتے ہیں:

اس حکم کی حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس زمانہ میں ذمی عام طور پر فوجی لباس پہننے لگ گئے تھے جس سے بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہورہی تھیں اور مزید غلط فہمیوں کے پیدا ہونے کا امکان تھا۔اس وجہ سے انتظامی طور پر ان کو اس سے روکا گیا۔ چنانچہ حضرت خالدؓ نے حیرہ کے ذمیوں سے جو شرط کی تھی اس کے الفاظ یہ ہیں: ولهم كل مالبسوا من الزیّ الا زی الحرب (66)

ترجمہ: یہ لوگ فوجی لباس کے سوا ہر لباس اختیار کر سکتے ہیں۔

ظاہر بات ہے کہ دنیا کی کوئی حکومت بھی اپنے فوجیوں کی وردی کے عام استعمال کی اجازت لوگوں کو نہیں دیا کرتی۔ اس وجہ سے اگر اسلامی حکومت نے بھی اس قسم کا کوئی حکم دیا تو اس نے دنیا کے معروف اور مسلم طریقوں کے خلاف کوئی بات نہیں کی۔ رہی یہ بات کہ اس چیز نے مسلم اور غیر مسلم کے لباس میں فرق کی صورت اختیار کر لی تو اس کی وجہ تھوڑے سے غور سے یہ سمجھ میں آتی ہے کہ اس زمانے میں چونکہ مسلمانوں کے سارے قابل جنگ آدمی بالعموم جہاد ہی میں مصروف رہتے تھے اس وجہ سے فوج عملاً تقریباً پوری قوم پر مشتمل تھی اور کوئی باقاعدہ مستقل فوج نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے عام اور معروف لباس ہی نے ان کی وردی کی حیثیت حاصل کر لی تھی۔ ایسی صورت میں غیر مسلموں کو یہ حکم دینا کہ وہ فوج کی وردی نہ استعمال کریں دوسرے لفظوں میں یہ معنی رکھتا تھا کہ وہ مسلمانوں کا لباس نہ اختیار کریں۔ معاملہ کی اصل صورت یہی معلوم ہوتی ہے لیکن بعد میں راویوں کی اصل حقیقت سے ناواقفیت کی وجہ سے یہ بات پھیل گئی کہ اسلامی حکومت ذمیوں کو مسلمانوں سے اپنا لباس مختلف رکھنے پر مجبور ہوتی ہے۔ (67)

عصر حاضر میں عالم اسلام کے نامور محقق اور دانشور اور ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم کے علمی جانشین ڈاکٹر محمود احمد غازی نے

بھی ذمیوں کے لئے ان احکام کے دو مقاصد بیان کئے ہیں۔

(۱) مختلف اقوام وملل کے ثقافتی و مذہبی امتیازات کا تحفظ (۲) حربی وعسکری مقاصد

آپ کے نزدیک ان احکام کا نفاذ مسلمانوں کے ثقافتی و معاشرتی اختلاط وانحطاط اور غیر مسلموں کے ... بالخصوص سرحدی تحفظات کے اندیشہ سے ہوگا جن کی حیثیت دائمی قوانین کے بجائے جز وقتی اور انتظامی نوعیت کی ... آپ خطبات بہاولپور-ii میں لکھتے ہیں:

ریاست کے اس اختیار کو استعمال کرتے ہوئے حضرت عمر فاروقؓ نے امصار المسلمین (مسلمان بستیوں ...) کے غیر مسلم باشندوں کے لئے یہ تحریری مراسلہ جاری فرمایا: ان لا یلبسوا لبسة المسلمین حتی یعرفوا ... یعنی غیر مسلمانوں کا سا لباس اختیار نہ کریں تا کہ ان کی بسہولت شناخت ہو سکے کہ یہ فلاں قوم یا قبیلہ کے غیر مسلم ہیں۔ حضرت ... کے زمانہ میں ایک غیر مسلم علاقہ کے لوگوں سے معاہدہ ذمہ ہوا تھا جس میں ان لوگوں نے خود اپنے آپ پر یہ شرط عائد کی کہ ہم جہاں بھی ہوں گے مسلمانوں جیسے لباس نہ پہنیں گے، لباس کے معاملات میں مسلمانوں کی مشابہت اختیار ... کوشش نہ کریں گے۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا یہ پابندی اصلاً حربی اور عسکری مقاصد کے لئے تھی، بالخصوص سرحدی علاقوں کے غیر مسلموں پر اس کا اطلاق ناگزیر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض معاہدات میں صراحتاً اس کا ذکر بھی کیا گیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے ... جو معاہدہ کیا اس میں صاف لکھا تھا: ولهم ان يلبسوا من الزّىّ الازى الحرب یعنی یہ لوگ فوجی لباس کے علاوہ ... لباس اختیار کر سکیں گے۔ خلفائے راشدین اور بنی امیہ کے ابتدائی دور تک ان ہدایات پر عمل درآمد کرانے کی کوئی خاص ضرورت پیش نہیں آئی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور میں یعنی دوسری صدی ہجری کے آغاز میں بنی تغلب کی شرارتوں ... کے پیش نظر ذرا سخت پالیسی اختیار کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ علامہ ابن قیم نے اپنی فاضلانہ کتاب احکام اہل الذمہ میں لکھا ہے ... حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے شام کے مختلف شہروں (امصار الشام) میں آباد غیر مسلموں کو (جن میں غالب کثرت بنی ... تغلب جیسے شریر قبائل سے تھا) متعدد ہدایات بھیجیں۔ ان میں سے ایک ہدایت یہ بھی تھی کہ جمعہ کے روز نماز جمعہ کے وقت ... تکمیل سے قبل کوئی یہودی یا عیسائی حمام (پبلک باتھ) میں داخل نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ شام کے عیسائی مسلمانوں کو جمعہ کی ... روکنے یا کم از کم پریشان کرنے کے لئے پبلک غسل خانوں میں بڑی تعداد میں جا گھستے ہوں گے۔ اسی لئے امصار الشام ... مراسلہ بھیجا گیا۔ امصار عراق یا امصار عرب وایران وغیرہ میں ایسی کوئی صورت پیش نہیں آئی۔ اس لئے وہاں ایسی کوئی ہدایت دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ خلاصہ کلام یہ کہ غیار کی یہ پابندیاں حالات اور ضرورت کے پیش نظر گھٹتی بڑھتی رہتی ... ہیں۔ پاکستان میں قادیانیوں کو اسلامی اصطلاحات کے استعمال اور اسلامی شعائر کو اختیار کرنے سے روکنے کی ضرورت پیش ...

جبکہ دوسرے غیر مسلموں پر ایسی کوئی پابندی لگانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی اس لئے کوئی پابندی نہیں لگائی گئی۔ دنیائے اسلام کے مختلف حصوں اور تاریخ اسلام کے مختلف ادوار میں ایسی پابندیوں کی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں۔ یہ سب اصول غیر ابدی کے تحت تھیں۔ (68)

آپ مزید لکھتے ہیں:

مسلمانوں کو روکا تھا کہ وہ غیر مسلموں کا لباس نہ پہنیں اور غیر مسلموں کو روکا جاتا رہا کہ وہ مسلمانوں کا لباس نہ پہنیں۔ مسلمانوں کے لئے یہ شرط دائمی ہے جبکہ غیر مسلموں کے لئے یہ شرط دائمی نہیں۔ اب اگر کوئی لباس ایسا ہے جو خاص مسلمانوں کا شعار ہو تو ایسے لباس سے غیر مسلموں کو روکا جاسکتا ہے اور اس کے استعمال پر غیر مسلموں کے لئے پابندی لگائی جا سکتی ہے۔ مثال کے طور پر ابھی میں نے عرض کیا کہ پاکستان میں قادیانیوں پر بعض پابندیاں اس قسم کی لگائی گئیں مثلاً کلمہ طیبہ کا بیج عام حالات میں کوئی بھی لگا سکتا ہے مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ لیکن قادیانیوں کو اس سے روک دیا گیا اس لئے کہ جب ایک غیر مسلم اپنے کفر کو چھپانے اور خود کو دھوکہ سے مسلمان ظاہر کرنے کی خاطر شعائر اسلام کا استعمال کرے گا تو اس کو اس سے منع کر دیا جائے گا۔ اسی طرح کی پابندیاں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور میں لگائی گئی تھیں اس لئے کہ لوگ تیزی سے مسلمان ہو رہے تھے اور اس قبول اسلام کی وجہ سے ان کا معاشرتی رتبہ بھی ذرا بڑھ جاتا تھا۔ اس سے ناجائز طور پر فائدہ اٹھانے کی خاطر بعض غیر مسلموں نے ظاہری طور پر مسلمانوں کی وضع قطع اپنانی شروع کر دی جس سے بعض انتظامی اور سیاسی مشکلات پیدا ہوئیں اور ظاہری التباس کی وجہ سے مسلم اور غیر مسلم کا فرق ختم ہونے لگا۔ اسی التباس سے بچنے کی خاطر ایسی پابندی لگائی گئی تھی اس قسم کی پابندی اب بھی لگائی جاسکتی ہے جس کی میں نے اوپر مثال دی ہے۔ البتہ یہ پابندی غیر مسلموں پر عارضی ہے۔ جب تک وہ حالات رہیں گے پابندی رہے گی۔ اس کے برعکس مسلمانوں پر اس قسم کی پابندی دائمی ہے مثلاً مسلمان کوئی ایسا لباس کبھی نہیں پہنیں گے جو لباس کسی غیر مسلم قوم کا مذہبی شعار ہو۔ مثال کے طور پر عیسائی پادریوں کا خاص مذہبی لباس ہے ایک لمبا جبہ اور سر پر خاص ٹوپی، گلے میں صلیب۔ کسی مسلمان کو یہ لباس نہیں پہننے دیا جائے گا۔ اسی طرح ہندو پروہتوں کا لباس پہننا بھی مسلمانوں کے لئے جائز نہ ہوگا۔ اس کے علاوہ عام لباس میں کوئی قباحت نہیں، ہر شخص جو لباس چاہے پہن سکتا ہے۔ (69)

درج بالا مباحث سے معلوم ہوا کہ عہد فاروقی میں غیر مسلموں پر معاشرتی وسماجی پابندیوں کا مقصد ان کی توہین و تحقیر نہیں تھا۔ اس ضمن میں قدیم فقہاء کی آراء ان کے سیاسی و مذہبی حالات کے تناظر میں ذاتی تعبیرات کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جدید محققین اسلام کے نکتۂ نظر سے ان احکام کا مقصد مختلف مذاہب و ملل کے ثقافتی و مذہبی ورثہ کا تحفظ، مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے باہمی عدم اطمینان کے معاملات وتعلقات کے ناسازگار حالات میں اعتماد سازی اور معاشرتی وسماجی استحکام کے لئے ناگزیر جزوقتی قوانین اور انتظامی اقدامات ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

(1) الحجرات،12:49۔
(2) الممتحنہ،1:60۔
(3) الانفال،58:8۔
(4) ابوداؤد،سنن ابی داؤد،رقم الحدیث2653۔
(5) ایضاً،رقم الحدیث2650۔
(6) ابویوسف،کتاب الخراج،ص39۔
(7) البیہقی ،السنن الکبریٰ،ج9،ص202۔
(8) ابویوسف،کتاب الخراج،ص138۔
(9) البلاذری،فتوح البلدان،ص278۔
(10) الطبری،تاریخ الامم والملوک،ج2،ص537۔
(11) ایضاً،ص538۔
(12) ایضاً،ص530۔
(13) ایضاً،ص539۔
(14) ابویوسف،کتاب الخراج،ص190۔
(15) ابن العربی،ابوبکر محمد بن عبداللہ،احکام القرآن،مطبعۃ السعادۃ مصر،ج2،ص249۔
(16) ابن الہمام،فتح القدیر،ج4،ص381۔/ابن قدامہ،المغنی،ج8،ص525۔
(17) ایضاً۔
(18) ابن تیمیہ،فتاویٰ،ج4،ص190۔
(19) وھبۃ الزحیلی ،الدکتور،العلاقات الدولیۃ فی الاسلام،مؤسسۃ الرسالۃ بیروت 1981ء الطبعۃ الاولیٰ ص64۔
(20) البیہقی ،السنن الکبریٰ،ج9،ص202۔
(21) ابن جماعۃ تحریر الاحکام فی تدبیر اہل اسلام،ص225۔
(22) الطبری،تاریخ الامم والملوک،ج2،ص538۔
(23) البلاذری،فتوح البلدان،ص437۔
(24) المائدہ،5:33-34۔
(25) ابویوسف،کتاب الخراج،ص39۔

(26) الطبری، تاریخ الامم والملوک، ج2،ص449۔

(27) ایضاً،ص537۔

(28) ایضاً،ص539۔

(29) ایضاً،ص541۔

(30) ایضاً،ص532۔

(31) ابن الہمام، فتح القدیر، ج4،ص381-382۔/ابن قدامہ، المغنی، ج8،ص525۔

(32) الانعام،109:6۔

(33) ابو یوسف، کتاب الخراج،ص138۔/ابن جماعہ، تحریر الاحکام،ص225۔

(34) ایضاً،ص225۔/البیہقی، السنن الکبریٰ، ج9،ص202۔

(35) الطبری، تاریخ الامم والملوک، ج2،ص272۔

(36) ایضاً،ص532۔

(37) ایضاً،ص537۔

(38) ایضاً،ص538۔

(39) ابوعبید، کتاب الاموال،ص181۔

(40) ابن الہمام، فتح القدیر، ج4،ص381۔/ابن قدامہ، المغنی، ج8،ص526۔/ابن عابدین، السید محمد امین، مجموعہ رسائل ابن عابدین، رسائل ابن عابدین، سہیل اکیڈمی لاہور، الطبعۃ الثالث، ج1،ص352-355۔

(41) التوبۃ،128:9۔

(42) البخاری، صحیح البخاری، رقم الحدیث3168۔

(43) مسلم، صحیح مسلم، رقم الحدیث4593۔

(44) البیہقی، السنن الکبریٰ، ج9،ص208۔

(45) ایضاً۔

(46) مالک بن انس، الموطا، کتاب الجامع، باب ما جاء فی اجلاء الیہود،ص698۔

(47) ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، فتح الباری، دار النشر الکتب الاسلامیۃ لاہور1981ء ج5 ص327۔

(48) البلاذری، فتوح البلدان،ص88-89۔

(49) ایضاً۔/ ابو یوسف کتاب الخراج،ص73۔

(50) البیہقی، السنن الکبریٰ، ج9،ص209۔

(51) ابواسحاق الشیرازی، الشافعی، المہذب، ج2، ص258۔

(52) ابن قدامہ، المغنی، ج8، ص530۔

(53) زیدان، احکام الذمیین والمستأمنین، ص93۔

(54) ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشہرۃ، رقم الحدیث 4031۔

(55) البیہقی، السنن الکبریٰ، ج9، ص202۔

(56) ابوعبید، کتاب الاموال، ص52۔

(57) ایضاً۔

(58) ابویوسف، کتاب الخراج، ص385۔

(59) الشافعی الامام، کتاب الام، ج4، ص126۔

(60) الکاسانی، بدائع الصنائع، ج6، ص83۔

(61) ابواسحاق الشیرازی الشافعی، المہذب، ج2، ص254۔

(62) ابن الہمام، فتح القدیر، ج4، ص381۔

(63) الماوردی، الاحکام السلطانیۃ، ص145۔

(64) ہیکل، محمد حسین، عمر الفاروق، ج1، ص261۔

(65) شبلی نعمانی، الفاروق، ص272۔

(66) ابویوسف، کتاب الخراج، ص75۔

(67) اصلاحی، امین احسن، اسلامی ریاست، دارالتذکیر لاہور، ص218۔

(68) محمود احمد غازی، خطبات بہاولپور 2، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور 1997ء اشاعت اول، ص239۔

(69) ایضاً، ص244۔

نتیجۃ البحث

1:۔ اسلام میں اولین حیثیت امن وسلامتی کی ہے۔ جنگ کو عارضی ثانوی اور اضطراری حیثیت حاصل [illegible] جنگ کے بجائے امن کو تعلقات کی بنیاد قرار دیا ہے۔ غیر مسلموں کے ساتھ پر امن بقائے باہمی اور [illegible] و مصالح کے حصول کے لئے عہد نبویؐ وخلفائے راشدین میں غیر مسلموں کے ساتھ معاہدات کی صورت [illegible] اصول وضابطے موجود ہیں۔

2:۔ اسلام علیحدگی پسند دین نہیں ہے۔ اسلام غیر مسلموں سے سماجی ومعاشرتی قطع تعلق کا حکم نہیں دیتا [illegible] کے اندر غیر مسلموں سے انسانی اور اخلاقی روابط کی اجازت دیتا ہے۔ اسلامی ریاست میں بلاتمیز وتفریق مذہب [illegible] اقوام کے ساتھ باہمی احترام اور پر امن بقائے باہمی کے تحت زندگی گزارنے کے اصول موجود ہیں۔

3:۔ اسلام میں عارضی اور دائمی یا بالقوۃ اور یا لرضا مفتوحہ اقوام کے لئے معاہدات کے اصول وضابطے مختلف [illegible] اسلامی ریاست سے الحاق اور باضابطہ شہری ہونے کی حیثیت سے جملہ غیر مسلم اقوام کے افراد کا سیاسی درجہ [illegible]

4:۔ معاہدات فاروقی میں غیر مسلموں کے جان و مال، عزت ومذہب کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ [illegible] اور دیگر بنیادی انسانی حقوق کو اسلامی ریاست میں مسلمانوں کے یکساں قرار دیا تھا۔ (معاہدہ [illegible] 104، معاہدہ مصر، ص 133)

5:۔ اسلامی ریاست کی طرف سے بنیادی حقوق ودیگر مراعات کی فراہمی وتحفظ کے عوض غیر مسلموں سے [illegible] لیا جاتا تھا۔ جو مسلمانوں پر زکوۃ وخیرات اور دیگر مالی واجبات کی مثل ہوتے تھے۔ (ایضاً)

6:۔ حضرت عمرؓ نے ملک کی دفاعی اور انتظامی خدمات کے عوض غیر مسلموں کو جزیہ معاف بھی کیا۔ [illegible] طاقت وحیثیت سے مشروط کیا۔ (معاہدہ مع اہل جرجان، ص 124)

7:۔ مفتوحہ غیر مسلم اقوام کو حضرت عمرؓ نے تبدیلی مذہب پر مجبور کیا اور نہ ہی ان کی املاک و معاہدے [illegible] بلکہ معاہدات کے ذریعے ان کی جان و مال اور مذہب کو تحفظ فراہم کیا۔ اگر غیر مسلم ذمی جزیہ کے بجائے [illegible] صدقہ کے نام سے اسلامی ریاست کے مالی واجبات کی ادائیگی کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے۔ جیسے حضرت عمرؓ [illegible] جزیہ کے نام سے دوگنا صدقہ وزکوۃ وصول کی۔ (معاہدہ مع اہل لد، ص 105، معاہدہ نصاری بنی تغلب، ص [illegible])

8:۔ عہد فاروقی میں اگر غیر مسلم معاہدین کو اپنے مخصوص علاقوں میں مذہبی رسومات کی ادائیگی کی اجازت [illegible] مسلم اکثریت کے علاقوں میں یا اعلانیہ ایسی سرگرمیاں ممنوع تھیں۔ (معاہدہ ابی عبید لاہل شام، ص [illegible]4)

9:۔ غیر مسلم معاہدین کو سوائے سود کے شراب وسور اور اس کی مثل دیگر اشیاء کی اپنے ہم مذہبوں میں تجارتی اور دیگر مقاصد کے لئے استعمال کی اجازت تھی اور ان کو تحفظ حاصل تھا، نقصان پہنچانے کی صورت میں مسلمان پر تاوان تھا۔ (ایضاً)

10:۔ غیر مسلم معاہدین کو اسلامی احکام کی تحقیق وتنقید کی اجازت تھی لیکن مسلمانوں میں تشکیک وارتداد پیدا کرنے اور انبیاء کرام علیہ السلام بالخصوص پیغمبر اسلام ﷺ اور دیگر شعائر اسلام کی اہانت وتحقیر کی اجازت نہیں تھی اور اس کی سزا قتل تھی۔ بعض صورتوں میں کسی مسلمان کی توہین وتحقیر کی سزا بھی قتل تھی۔ (معاہدہ اہل الری، ص 122)

11:۔ سرزمین عرب میں یہود ونصاریٰ اور دیگر غیر مسلم اقوام کا مستقل قیام ممنوع تھا سوائے حرم مکہ کے باقی علاقوں میں تجارتی مقاصد کے لئے انہیں تین دن قیام کی اجازت تھی۔

12:۔ ذمیوں کے شخصی اور مذہبی معاملات ان کی شریعت کے مطابق ہوتے تھے لیکن ملکی وانتظامی قوانین (دیوانی وفوجداری) میں ان کی حیثیت مسلمانوں کے مساوی تھی۔ ملکی قوانین وانتظامات جو ذمیوں سے مخصوص تھے ان میں ذمیوں سے مشورہ اور استصواب رائے لینا ضروری قرار دیا تھا۔

13:۔ باکردار، قابل اعتماد غیر مسلم معاہدین جن کی وفاداری مسلمہ ہوتی، اسلامی ریاست کے انتظامی وفاقی معاملات میں ان پر اعتماد کیا جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ذمیوں سے فوجی اور غیر فوجی خدمات لیں۔ (معاہدہ انطاکیہ، ص 103)

14:۔ حضرت عمرؓ نے غیر مسلم اقوام سے برابری کی بنیاد پر معاشی ومعاشرتی تعلقات وروابط کے لئے احکام عشور وضع کئے۔

15:۔ حضرت عمرؓ نے غیر ملکی غیر مسلموں کو اپنے ہم مذہبوں کی شرائط وقوانین کے تحت اسلامی ریاست کی شہریت اختیار کرنے کی عام اجازت دی۔

16:۔ عہد فاروقی میں غیر مسلم معاہدین کے لئے جاسوسی، خیانت، بغاوت اور اسلامی ریاست کو غیر مستحکم کرنے کی ہر صورت ممنوع تھی اس کی سزا نقض معاہدہ اور قتل تھی۔ (معاہدہ مع اہل ماہ دینار، ماہ بہراذان، ص 120)

17:۔ غیر مسلم معاہدین کو اسلامی ریاست سے وابستگی اور قابل اعتماد وفاداری کے اظہار تک اسلحہ سازی، اسلحہ کی نمائش اور اعلانیہ یا خفیہ صورت میں کہیں بھی کسی صورت میں اسلحہ رکھنے کی ممانعت تھی۔ (معاہدہ نصاریٰ شام، ص 95)

18:۔ مسلمانوں کے ثقافتی وجود اور اجتماعی تشخص کی بقاء کے لئے ذمیوں کو مسلمانوں سے سماجی اور معاشرتی مشابہت کی ممانعت تھی۔ حضرت عمرؓ کی اس پابندی کا مقصد ذمیوں کی تحقیر وتذلیل نہ تھا بلکہ ذمیوں کا ثقافتی تحفظ اور مفسدانہ سرگرمیوں کا تدارک تھا۔ یہ حکم انتقامی کے بجائے انتظامی نوعیت کا تھا۔ (ایضاً)

19:۔ حضرت عمرؓ نے ذمیوں کے لئے جو لباس ضروری قرار دیا تھا وہ ان کا قدیم قومی لباس تھا اس کے تحفظ وبقاء کی

درخواست خود ذمیوں نے کی تھی۔ (ایضاً)

20:۔ معاہدین میں سے اگر انفرادی طور پر کسی نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی تو اس کی سزا اسی کو ہوتی تھی۔ اگر پوری جماعت کی رضا اور تائید ثابت ہو جاتی تو اصلاح احوال اور اتمام حجت کے طور پر کچھ مہلت کے بعد ان کے خلاف اقدام ہوتا تھا۔ جرائم پیشہ افراد کی نگرانی اور ان کی حوالگی معاہدین کی ذمہ داری تھی۔ (معاہدہ مع اہل الرئ، ص 122؛ معاہدہ اصفہان، ص 121)

21:۔ ذمیوں کو معاہدہ کی صورت میں جو رعایت دی جاتی تھی اس کی حیثیت دائمی ہوتی تھی۔ جو شرائط معاہدے میں [illegible] ان میں کمی و زیادتی نہیں ہوتی تھی۔ اس کی حفاظت و پاسداری کی ضمانت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہوتی تھی۔

سفارشات وتجاویز

1:۔ غیر مسلم معاہدین کے بارے میں حضرت عمرؓ کے اصول وقوانین کا حالات و واقعات اور مسلمانوں کے مصالح و منافع سے بڑا گہرا تعلق تھا۔ ان اصول وضوابط کے اطلاق کیلئے عصر حاضر میں مسلمانوں کے مصالح اور منافع کو پیش نظر رکھتے ہوئے مسلمان حکمرانوں اور عوام کو کوئی بھی قدم اٹھانا چاہئے۔

2:۔ اسلامی ریاست کی بنیاد اسلامی نظریہ حیات ہوتی ہے۔ غیر مسلموں سے معاہدات کے وقت اسوۂ رسول کی روشنی میں اسلامی اقدار و روایات اور شعائر اسلام کے تحفظ و وقار کو بنیادی اہمیت ہونی چاہئے۔

3:۔ معاہدات کے وقت مسلمانوں کے معاشی مفادات اور اسلامی ریاست کی جغرافیائی سرحدوں کے تحفظ پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہونا چاہئے۔

4:۔ مسلمانوں کی سماجی واخلاقی اقدار اور ثقافتی روایات کے تحفظ کیلئے غیر مسلم شہریوں پر مخصوص پابندیاں عائد ہونی چاہئیں۔

5:۔ شعائر اسلام بالخصوص پیغمبر اسلام ﷺ کی توہین یا سب وشتم کی صورت میں معاہدات کے خاتمہ کا اعلان ہونا چاہئے۔ اسلامی ریاستوں کو عصر حاضر کے تناظر میں معاہدات کے وقت اس شق کو بطور خاص شامل کرنا چاہئے۔ معاہدات کی بقاء پیغمبر اسلام ﷺ کی ناموس وتقدس کی ضمانت اور عملی اظہار سے مشروط ہونی چاہئے۔

6:۔ عصر حاضر میں دہشت گردی اور سنگین انسانی جرائم نے بین الاقوامی صورت اختیار کر لی ہے۔ اس لئے [illegible] معاہدہ کرتے وقت مجرموں کی حوالگی اور سزا کا طریقہ کار متعین ہونا چاہئے۔

7:۔ بین الاقوامی شہریت کے بڑھتے ہوئے رجحانات کے پیش نظر اسلامی ریاست میں غیر ملکی غیر مسلموں کو [illegible]

کے اصول وضوابط کے تحت مستقل قیام کی اجازت ہونی چاہیۓ۔

8:۔ غیر ملکی مسلمان جو افغان جہاد کے وقت پاکستان میں آئے اگر وہ پرامن شہری بن کر رہنا چاہیں تو انہیں مستقل قیام کی اجازت ہونی چاہیۓ اگر وہ اپنے ملکوں کو واپس جانا چاہیں تو انہیں اس کی اجازت دینی چاہیۓ عفو ودرگزر دہشت گردی ختم کرنے میں زیادہ موثر اور نتیجہ خیز ثابت ہوسکتی ہے۔

9:۔ قومی اور بین الاقوامی امن وسلامتی کے قیام اور دہشت گردی کے خاتمہ کیلئے نجی اور غیر ریاستی اسلحہ سازی کے کاروبار اور اس کی نمائش ممنوع ہونی چاہیۓ۔

10:۔ علاقائی امن وسلامتی کے قیام اور سماجی ترقی کیلئے مقامی لوگوں کی فوجی اور غیر فوجی خدمات حاصل کرنی چاہیۓ۔ اس کے لئے مادی واخلاقی دونوں ذرائع استعمال کرنے چاہیۓ۔

11:۔ جاسوسی اور دہشت گردی کو ملکی بغاوت کے مترادف قرار دینا چاہیۓ۔ اس کا ارتکاب کرنے والوں اور ان میں تعاون کرنے والوں کے لئے سخت سزائیں مقرر ہونی چاہئیں۔ اس سلسلہ میں مذہب وشہریت کی کوئی تمیز نہیں ہونی چاہیۓ۔

12:۔ پاکستان میں غیر مسلموں کے ساتھ مذہبی آزادی اور دیگر قوانین کا معاملہ حضرت عمرؓ کے اصولِ معاملہ ومشاورت کے تحت ہونا چاہیۓ۔

13:۔ بین المذاہب ہم آہنگی اور افہام وتفہیم کے لئے مسلم وغیر مسلم اہل علم کو مذاکرات اور علمی مجالس کا اہتمام کرنا چاہیۓ اور ایک دوسرے کو تقریبات میں مدعو کرنا چاہیۓ۔

نمبر شمار	آیات قرآنیہ	سورہ/ نمبر	آیت نمبر	صفحہ نمبر
1	وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا	البقرة،2	48	155
2	وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ط ذٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوْ يَعْتَدُوْن	البقرة،2	61	[illegible]
3	اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِئِيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْن ہ	البقرة،2	62	72
4	وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِاللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ط فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْابِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ	البقرة،2	89	62
5	رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ	البقرة،2	128	58
6	رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ط اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمِ	البقرة،2	129	58
7	اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ط وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ	البقرة،2	146	62
8	وَقَاتِلُوا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ	البقرة،2	190	40
9	وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ج وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ	البقرة،2	217	19
10	لَااِكْرَاهَ فِىْ الدِّيْنِ قَدتَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّى	البقرة،2	256	146
11	اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ			

نمبر شمار	آیات قرآنیہ	سورۃ/نمبر	آیت نمبر	صفحہ نمبر
	الْمُقَرَّبِيْنَ"	ال عمران، 3	45	65
12	وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِيْلَ	ال عمران،3	48	66
13	وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِىْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ	ال عمران،3	50	66
14	اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ آدَمَ ط خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ	ال عمران،3	59	65
15	قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ م بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ہ	ال عمران،3	64	[illegible]
16	اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ م بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ط وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ط فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ لا فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ہ	النساء،4	90	[illegible]
17	وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ م بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ	النساء،4	92	[illegible]
18	وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ط وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ط مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ج وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا م بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ط وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ہ	النساء،4	158-15	68
19	يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ط اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ج اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ قف وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ط اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ط اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ط			

نمبر شمار	آیات قرآنیہ	سورۃ/نمبر	آیت نمبر	صفحہ مقالہ
	سُبْحٰنَہٗٓ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ وَلَدٌ م لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا	النساء، 4	171	70
20	اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْیُصَلَّبُوْٓا اَوْتُقَطَّعَ اَیْدِیْھِمْ وَاَرْجُلُھُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْیُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِکَ لَھُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ہ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْھِمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ الرَّحِیْمٌ ہ	المائدہ، 5	34-33	195
21	مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ وَاُمُّہٗ صِدِّیْقَۃٌ	المائدہ، 5	75	70
22	وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَھُمْ مَّوَدَّۃً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰی	المائدہ، 5	82	[illegible]
23	وَاِذْقَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اذْکُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْکَ وَعَلٰی وَالِدَتِکَ م اِذْ اَیَّدْتُّکَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قف تُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ وَکَھْلًا ج وَاِذْ عَلَّمْتُکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَالتَّوْرٰۃَ وَالْاِنْجِیْلَ ج وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْھَا فَتَکُوْنُ طَیْرًام بِاِذْنِیْ وَتُبْرِیُٔ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ ج وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰی بِاِذْنِیْ ج وَاِذْکَفَفْتُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَنْکَ اِذْ جِئْتَھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْھُمْ اِنْ ھٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ہ وَاِذْ اَوْحَیْتُ اِلَی الْحَوَارِیّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَبِرَسُوْلِیْ ج قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْھَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ "	المائدہ، 5	111-110	65
24	وَنُوْحًا ھَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ	الانعام، 6	84	58
25	وَمِنْ ذُرِّیَّتِہٖ دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ وَاَیُّوْبَ وَیُوْسُفَ وَمُوْسٰی وَھٰرُوْنَ ط وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ہ وَزَکَرِیَّا وَیَحْیٰی وَعِیْسٰی وَاِلْیَاسَ وَکُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَہ	الانعام، 6	85-84	58

نمبر شمار	آیات قرآنیہ	سورۃ/نمبر	آیت نمبر	صفحہ مقالہ
26	وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا م بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ	الانعام،6	109	197
27	قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا	الاعراف،7	158	19
28	وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ	الانفال،8	58	191
29	وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ	الانفال،8	61	14
30	وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ	الانفال،8	72	15
31	اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْۤا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ	التوبہ،9	03	15
32	وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ	التوبہ،9	06	24
33	اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا	التوبہ،9	28	199
34	قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ	التوبہ،9	29	29
35	اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ط اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ	ابراہیم،14	39	58
36	اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ			

نمبر شمار	آیات قرآنیہ	سورۃ/نمبر	آیت نمبر	صفحہ نمبر
	وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ	النحل، 16	125	145
37	وَمِن ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ	مریم، 19	58	59
38	وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُم مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ	طٰہٰ، 20	77	60
39	وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ	الانبیاء، 21	72	58
40	إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ وَالنَّصَارَىٰ وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ط إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ"	الحج، 22	17	75
41	الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ	الحج، 22	40	149
42	إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ ط إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ"	القصص، 28	03	60
43	وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا	سباء، 34	28	19
44	وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُم بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُم بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ج فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ط هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ"	الزخرف، 43	64-63	66
45	وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا			

نمبر شمار	آیاتِ قرآنیہ	سورۃ/نمبر	آیت نمبر	صفحہ نمبر
	الدَّهرِ ج وَمَا لَهُم بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ج اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ	الجاثیۃ،35	24	20
46	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ط اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا	الحجرات،39	12	19
47	مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۔ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه ۔ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۔ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؛	الحشر،59	9-7	87
48	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ج	الممتحنہ،60	[illegible]	19
49	لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ	الممتحنہ،60	8	18
50	وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ م بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ “	الصّف،61	6	66
51	هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ	التغابن،64	2	19

نمبر شمار	متن حدیث	تخریج	صفحہ نمبر
1	من دخل دار ابی سفیان فھو اٰمن	مسلم	25
2	قد اجرنا من اجرت و آمنا من آمنت	ابوداؤد	25
3	و ذمة المسلمین واحدة یسعیٰ بھا ادناھم	صحیح البخاری	25
4	فادعھم الی اعطاء الجزیة	ابوداؤد	30
5	اللھم اعز الاسلام باحب ھذین الرجلین الیک	جامع الترمذی	37
6	اللھم اعز الاسلام بابی جھل بن ھشام او بعمر ابن الخطاب	جامع الترمذی	37
7	بینا انا نائم شربت ۔ یعنی اللبن	صحیح البخاری	45
8	یا ابن الخطاب ، والذی نفسی بیدہٖ مالقیک الشیطان سالکاً	صحیح البخاری	46
9	لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون	صحیح البخاری	46
10	بینا انا نائم " رأیت الناس عرضوا علی وعلیھم قمیص	صحیح البخاری	46
11	مامن نبی الّاوله وزیران من اھل السماء وزیران من اھل الارض	جامع الترمذی	46
12	ان اللّٰہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبه	جامع الترمذی	46
13	لوکان نبی بعدی لکان عمر بن الخطاب	جامع الترمذی	47
14	لا یجتمع دینان فی جزیرة العرب	مؤطا امام مالک	63
	اقرکم فیھا علیٰ ذلک ماشئنا	سنن ابی داؤد	63
15	والذی نفسی بیدہٖ لیوشکنّ ان ینزل فیکم ابن مریم	صحیح البخاری	46
	سنو بھم سنة اھل الکتاب	مؤطا امام مالک	--
16	ألامـن ظلم معاھداً أوانتقصه أوکلّفه فوق طاقته أواخذ منه شیئًا		
17	بغیر طیب نفس	سنن ابی داؤد	140
18	ان رجـلا مّـن الـمسـلـمیـن قتل رجلاً من اھل الکتاب فرفع الی		
19	النّبی	السنن الکبریٰ	140
20	من قتل معاھداً لم یرح رائحة الجنه	صحیح البخاری	140
21	من قتل معاھداً له ذمة اللّٰہ وذمة رسوله	سنن ابن ماجه	140

	لا يقتل مسلم بكافرٍ	سنن ابن ماجہ	142
22	لا يقتل مومن بكافرٍ ولا ذوعهد فی عهده	سنن ابن ماجہ	142
	ألا لايحل اموال المعاهدين الا بحقها	سنن ابی داؤد	143
23	وقال لهٗ اذا لقيت عدوک من المشركين فادعهم الی احدی		
24	خصال ثلاث	جامع الترمذی	156
25	امرنا نبينا رسول ربنا ان نقاتلكم حتی تعبدوا اللّٰه وحدهٗ او		
26	تؤدّوا الجزية	جامع الترمذی	157
27	خذ من كل حالم دينارًا أوعدله مغافر	جامع الترمذی	158
28	اتی النّبی عين من المشركين	صحیح بخاری	191
29	اخرجوا المشركين من جزيرة العرب	صحیح بخاری	199
30	لاخرجن اليهود و النصاری من جزيرة العرب	صحیح مسلم	199
31	اخرجوا يهود اهل الحجاز واهل نجران من جزيرة العرب	السنن الکبری	199
32	لايترک بجزيرة العرب دينان	السنن الکبری	199
33	لا يجتمع دينان فی جزيرة العرب	موطا امام مالک	199
34	من تشبّه بقوم فهو منهم	سنن ابی داؤد	202

اصطلاحات فقہیہ

تراجمِ اعلام

(1) محمود آلوسی (1217-1270ھ)(ص،12)

محمود بن عبداللہ الحسینی، الآلوسی، مفسر، محدث، فقیہ، لغوی، نحوی اور جامع علوم وفنون ہیں۔ بغداد میں پیدا ہوئے۔ مختلف سرکاری عہدوں پر بطور مفتی اور قاضی خدمات سرانجام دیں۔ مختلف علوم پر کتب تحریر کیں، روح المعانی آپ کی تفسیر ہے۔ (الزرکلی، خیر الدین، الاعلام، دارالعلم للملاین بیروت، ج8،ص 53-54۔ معجم المؤلفین، ج12، ص175)

(2) ابواسحاق الشیرازی (393-447ھ)(ص180،200،204)

آپ کا نام ابراہیم بن علی بن یوسف ہے۔ الشیرازی، الفیروزآبادی اور جمال الدین آپ کے القاب ہیں۔ فیروزآباد میں پیدا ہوئے، وقت کے جلیل القدر علماء وفقہاء مثلاً البیضاوی، الکرخی اور قاضی ابوالطیب الطبری سے علوم وفنون حاصل کئے۔ شافعی فقہ کی تدوین وترویج میں آپ کا اہم کردار ہے۔ فقہ شافعی کی معروف کتاب مہذب آپ کی ہی تالیف ہے۔ (طبقات الشافعیہ، ج3،ص88-111۔/ معجم المؤلفین، ج1،ص69)

(3) البلاذری (203-279ھ)

(ص36،56،62،78،79،107،108،119،122،124،126،129،180)

پورا نام ابوالحسن احمد بن یحییٰ البغدادی ہے۔ بغداد میں عباسی خلفاء کے مقرب تھے۔ بلاذر ایک پھل کا نام ہے اس پھل کے زیادہ کھانے سے اس کی موت ہوئی اس لئے بلاذری کے نام سے مشہور ہوئے۔ ادیب، شاعر اور مورخ تھے۔ تاریخ میں خاص دلچسپی تھی، تاریخ پر کئی کتب کی تالیف کا ارادہ تھا لیکن تکمیل نہ کر سکے۔ فتوح البلدان بلاذری کی مشہور تالیف ہے جس کا شمار تاریخ اسلام کے بنیادی مأخذ میں ہوتا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج3،ص 101-102)

(4) البہوتی (1000-1051ھ) (ص77،155،181)

منصور بن یونس مصر میں شیخ الحنابلہ ہیں۔ ان کا سارا وقت مسائل فقہ کی تعلیم وتحریر میں گزرتا تھا۔ عالم اسلام سے لوگ ان کے پاس مسائل فقہ سیکھنے حاضر ہوتے۔ اکثر حنبلی فقہاء نے انہی سے بالواسطہ یا بلاواسطہ فقہ حنبلی کی تعلیم حاصل کی۔ فقہ حنبلی کی تدوین وتعلیم میں ان کا اہم کردار ہے۔ فقہ حنبلی پر کئی کتب تحریر کیں، کشاف القناع آپ کی مشہور

تالیف ہے۔(محمد المحبی، خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر دار صادر بیروت، ج4،ص426۔معجم المؤلفین، ج3، ص221)

(5) البیہقی (384-458ھ) (ص197,199)

احمد بن حسین آپ کا نام ہے۔خراساں کے علاقہ بیہق میں پیدا ہوئے، فقہ شافعی کے جلیل القدر عالم ہیں لیکن فقہ کے برعکس آپ پر علوم حدیث کا غلبہ ہو گیا اس کے لئے طویل سفر اور جلیل القدر محدثین سے سماع کیا۔حدیث پر کئی کتب تحریر کیں، السنن الکبریٰ، الجامع المصنف فی شعب الایمان اور دلائل النبوۃ آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔(طبقات الشافعیہ، ج3،ص3-7۔/وفیات الاعیان، ج1،ص24-25)

(6) ابن تیمیۃ (661-728ھ) (ص74,194)

نام احمد بن عبدالحلیم ہے۔حران میں پیدا ہوئے، باقی زندگی دمشق اور مصر میں گزری، فقہ حنبلی کے جلیل القدر علماء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔محدث، حافظ، مفسر، فقیہ، مجتہد، حکیم اور فلسفی تھے۔شیخ الاسلام اور تقی الدین کے لقب سے مشہور ہوئے۔اپنے تفردات کی وجہ سے آپ کو قید و بند کی آزمائش سے گزرنا پڑا اسی دوران آپ کی وفات ہوئی۔آپ نے بے شمار کتب تحریر فرمائیں، مجموعہ فتاویٰ آپ کا عظیم کارنامہ ہے۔اس کے علاوہ السیاسۃ الشرعیۃ، الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح اور منہاج السنۃ النبویۃ آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔(الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج4،ص278۔/معجم المولفین، ج1،ص261۔)

(7) الجرجانی (740-816ھ) (ص8)

علی بن محمد الحسینی الحنفی جلیل القدر عالم، حکیم اور کئی علوم کی جامع شخصیت ہیں۔کئی کتب تحریر کیں ان میں سے کتاب التعریفات بھی ہے۔اس کے علاوہ آپ نے تفسیر بیضاوی، شرح وقایہ اور المطول للتفتازانی پر حاشیے بھی تحریر فرمائے۔(الفوائد البہیہ، ص125-137۔/ معجم المولفین، ج7،ص216)

(8) الجصّاص (305-370ھ) (ص10)

احمد بن علی الرازی الجصاص کے نام سے مشہور ہیں۔فقہ حنفی کے شارح وکیل، مجتہد اور متکلم ہیں۔فقہ، اصول فقہ اور فقہ حنفی کی توضیح وتشریح پر کئی کتب لکھیں۔فقہ حنفی کی ترویج وتوسیع میں آپ کا اہم کردار ہے۔مشہور اولین فقہی تفسیر احکام القرآن للجصاص آپ کی ہی تالیف ہے۔(تذکرۃ الحفاظ، ج3،ص159-160۔/ معجم المولفین، ج2، ص216)

(9) ابن جماعۃ (639-733ھ) (ص194,198)

بدرالدین محمد بن ابراہیم الحموی الشافعی، المصری، فقیہ، اصولی، قاضی، محدث، مورخ اور ادیب تھے۔ القدس مصر اور دمشق میں کافی عرصہ عہدہ قضا پر متمکن رہے۔ قاہرہ میں وفات فرمائی اور امام شافعی کے قرب مدفون ہوئے۔ حدیث فقہ پر کئی کتب تحریر کیں۔ تذکرہ السامع والمتکلم فی آداب العالم والمتعلم اور تحریر الاحکام فی تدبیر جیش الاسلام آپ کی معروف کتب ہیں۔ (طبقات الشافعیہ، ج1-2، ص66-67۔/ معجم المولفین، ج1، ص201)

(10) ابن حجر (773-852ھ) (ص210.38.37)

احمد بن علی بن محمد المعروف ابن حجر العسقلانی المصری قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ مصر میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ عالم اسلام کے جلیل القدر علماء سے علم حاصل کیا۔ حدیث میں آپ نے خاص مقام حاصل کیا اور امیر المومنین فی الحدیث کہلائے۔ مصر میں عہدہ قضا پر بھی فائز رہے۔ بعد میں خلوت نشینی اختیار کر لی اور تالیف و تصنیف میں مشغول ہو گئے۔ فتح الباری جیسی بخاری کی عظیم شرح لکھی اس کے علاوہ اصول حدیث اور اسماء الرجال پر آپ کی کتب بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ (ابوالفلاح عبدالحیی بن العماد الحنبلی، شذرات الذہب، فی اخبار من ذہب، مکتبۃ القدسی مصر 1351ھ ج7 ص270-273)

(11) الدارقطنی (306-385ھ) (ص55)

علی بن عمر الدارقطنی البغدادی الشافعی عظیم محدث، حافظ، فقیہ اور مقریٔ تھے۔ آخری عمر بغداد سے شام و مصر کا سفر کیا، بغداد میں وفات ہوئی اور معروف الکرخیؒ کے ساتھ مدفون ہوئے۔ حدیث میں کتاب السنن آپ کی مشہور تالیف ہے۔ اس کے علاوہ اسماء الرجال، فقہ، قرأت اور لغت پر بھی آپ نے کتب تحریر کیں۔ (طبقات الشافعیہ، ص88۔ معجم المولفین، ج7، ص157)

(12) محمد الرازی (543-606ھ) (ص64,59)

محمد بن عمر بن الحسن التیمی الرازی الشافعی المعروف فخر الدین الرازی عظیم مفسر، متکلم، مناظر حکیم، اصولی، ادیب، شاعر، طبیب، علوم شرعیہ و عربیہ اور فلسفہ و ریاضی کے جلیل القدر امام تھے۔ آپ کا خلفاء کے ہاں خاص احترام اور مقام تھا۔ آپ کی بے شمار تصانیف ہیں جن میں مفاتیح الغیب المعروف تفسیر کبیر آپ کی تالیف ہے۔ (طبقات الشافعیہ، ج5، ص35۔/ الذہبی، اعلام النبلاء، ج13، ص115)

(13) علامہ سید محمد رشید رضا (1282-1354ھ) (ص11,9)

مصر کے مشہور محقق و مفکر، مفسر، محدث، فقیہ، متکلم، سائنس و ریاضی اور دیگر علوم جدیدہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ شیخ محمد عبدہٗ کے علمی وارث اور ترجمان تھے۔ تفسیر المنار آپ کی مشہور تالیف ہے۔ (غلام احمد حریری، تاریخ تفسیر و مفسرین، ص702)

(14) ڈاکٹر زیدان عبدالکریم

(ص10,16,18,20,24,146,156,157,163,176,201)

عالم عرب کے مشہور محقق و مفکر ہیں۔ بغداد یونیورسٹی کے استاذ ہیں۔ اصول فقہ اور جدید فقہی مسائل پر بالخصوص غیر مسلموں اور بین الاقوامی تعلقات کے حوالے سے آپ نے کئی مقالات و کتب تحریر کیں۔ احکام الذمیین والمستأمنین فی دارالاسلام اور الوجیز آپ کی مشہور کتب ہیں۔

(15) السرخسی (390ھ) (ص17,159,171)

شمس الائمہ محمد بن ابی سہل احمد فقہ حنفی کے جلیل القدر، فقیہ، اصولی، متکلم، مناظر، مسائل میں درجہ مجتہد رکھتے ہیں۔ سرخس مشہد کے قریب پیدا ہوئے۔ شمس الائمہ حلوانی کے شاگرد بنے صلیبی جنگوں کے پیش نظر امام محمد کی السیر الکبیر کی شرح املا کروائی جن میں غیر مسلموں سے تعلقات پر بحث کی، حکمرانوں سے اختلاف کی وجہ سے قید و بند کا بھی سامنا کیا۔ المبسوط آپ کی ضخیم کتاب ہے۔ امام محمدؒ کی کتب کی شرح کے ذریعے فقہ حنفی کی ترویج و توسیع میں آپ نے اہم کردار ادا کیا۔ (القرشی، الجواہر المضیہ، ج2، ص28)

(16) السیوطی (849-911ھ) (ص47)

عبدالرحمٰن بن ابی بکر بن محمد المصری الشافعی المعروف امام جلال الدین ہیں۔ قاہرہ میں کئی علماء سے جملہ علوم و فنون حاصل کئے۔ آخری عمر میں دریائے نیل کے کنارے گوشہ نشیں ہو کر کئی کتب تصنیف فرمائیں۔ مشہور کتب الدر المنثور فی التفسیر الماثور، حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ، تاریخ الخلفاء اور الاتقان فی علوم القرآن ہیں۔ (معجم المؤلفین، ج5، ص128)

(17) شاہ ولی اللہ (1114-1176ھ) (ص43,47,50)

احمد بن شاہ عبدالرحیم المعروف شاہ ولی اللہ ہیں۔ ہندوستان کے مشہور شہر دہلی میں پیدا ہوئے اور یہیں پر مدفون ہوئے۔ مفسر، محدث، فقیہ، متکلم اور جامع علوم ہیں۔ برصغیر کے جملہ طبقات کے علماء کا علمی سلسلہ ان سے ملتا ہے۔

قرآن کا سب سے پہلے فارسی ترجمہ فتح الرحمٰن کے نام سے آپ نے کیا۔آپ کے بیٹوں نے سب سے پہلے اردو میں قرآن کے تراجم کیئے کئی علوم میں کئی کتب تحریر کیں۔ حجۃ اللہ البالغہ،الانصاف فی بیان سبب الاختلاف عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید ،الفوز الکبیر فی اصول التفسیر،ازالۃ الخفاء (معجم المؤلفین، ج1،ص272)

(18) شبلی نعمانی (1274-1332ھ) (ص205,51,43,41)

شبلی نعمانی ہندوستان کے جلیل القدر عالم ہیں ۔اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے شمس العلماء سے ملقب ہوئے ۔ متکلم،مورخ،ادیب،نثر نگار،اردو،فارسی اور عربی زبان کے ماہر تھے۔تحریک علی گڑھ تحریک ندوۃ اور دار المصنفین کی بنیاد اور ترویج وارتقاء میں آپ کا اہم کردار ہے۔سیرۃ النبی ،الفاروق،سیرۃ النعمان اہم کتب ہیں ۔(الزرکلی ،الاعلام، ج3، ص227-228۔معجم المؤلفین، ج4،ص295)

(19) الشربینی (متوفی 977ھ) (ص180)

محمد بن احمد القاہری الشافعی جوالخطیب الشربینی سے معروف ہیں،فقہ شافعی کے امام،مفسر اور متکلم ہیں ۔صرف ونحو میں آپ کو خاص مقام حاصل تھا۔قرآنی صرف ونحو کے علاوہ الفیہ ابن مالک کی آپ نے شرح لکھی ہے امام نووی کی المنہاج کی مشہور شرح مغنی المحتاج آپ کی تالیف ہے۔(معجم المولفین ، ج8،ص269۔حاجی خلیفہ ،کشف الظنون، ص492)

(20) الشوکانی (1173-1250ھ) (ص141)

محمد بن علی الشوکانی ،مفسر،محدث ،فقیہ،مورخ،حکیم،ادیب اور متکلم ہیں ۔صنعاء یمن میں پیدا ہوئے اور وہیں ہی مدفون ہوئے۔تفسیر فتح القدیر اور نیل الاوطار آپ کی مشور تصانیف ہیں۔(معجم المؤلفین، ج11،ص53)

(21) الشہرستانی (467-548ھ) (ص71)

محمد بن عبدالکریم بن احمد الشہرستانی الشافعی عظیم فقیہ،حکیم اور مذہب اشعری کے جلیل القدر متکلم ہیں۔خوارزم کے نزدیک شہرستان میں پیدا ہوئے اور مختلف علوم وفنون کے ماہر تھے لیکن مطالعہ مذاہب وادیان میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔آپ کی تصنیف الملل والنحل کو مطالعہ مذاہب عالم میں بنیادی واولین ماٗخذ کی حیثیت حاصل ہے ۔(طبقات الشافعیہ، ج4،ص78-79۔معجم المؤلفین، ج10،ص187)

(22) الطبری (224-310ھ) (ص119,113,110,101,63)

ابوجعفر محمد ابن جریر ابن یزید عظیم مفسر، محدث ،مورخ،فقہ،اصولی اور مجتہد ہیں ۔طبرستان میں پیدا ہوئے اور

بغداد میں ساری زندگی قیام رہا۔ فقہ میں آپ کا ایک خاص مذہب تھا لیکن وہ آپ کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ جامع البیان فی تاویل القرآن، تاریخ الامم والملوک اور طبقات الفقہاء آپ کی کتب کو بنیادی مأخذ کی حیثیت حاصل ہے۔ (الخطیب بغدادی، تاریخ بغداد ج 2، ص 162-169۔ الذہبی سیر اعلام النبلاء، ج 9، ص 206-211۔ معجم المؤلفین، ج 9، ص 147۔)

(23) الدکتور طٰہٰ حسین (1307-1393ھ) (ص 39)

طٰہٰ حسین بن علی جدید دور کے عالم عربی کے معروف ادیب اور مورخ ہیں۔ بچپن میں آپ کی بینائی ختم ہو گئی۔ ابتدائی تعلیم جامعہ ازہر سے حاصل کی۔ مصر میں سب سے پہلے آپ نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ پھر پیرس چلے گئے واپس آ کر صحافتی زندگی اختیار کی۔ پھر قاہرہ یونیورسٹی میں آرٹس کے سربراہ بنے۔ پھر مصر کی وزارت تعلیم پر فائز ہوئے۔ (الزرکلی، خیر الدین، الاعلام، دار العلم للملایین بیروت، ج 3 ص 231)

(24) ابن عابدین (1198-1252ھ) (ص 144،145)

محمد امین بن عمر بن عبد العزیز ابن عابدین الدمشقی الحنفی، فقیہ اور اصول وفنون کے ماہر عالم ہیں۔ دمشق میں پیدا ہوئے اور وہاں ہی وفات پائی۔ فقہ حنفی پر کئی کتب تحریر کیں۔ رد المحتار علی الدر المختار اور رسائل ابن عابدین مشہور تصانیف ہیں۔ (معجم المؤلفین، الزرکلی، الاعلام، ج 6، ص 267-268)

(25) ابن عبد البر (368-463ھ) (ص 36)

یوسف بن عبد اللہ الاندلسی، القرطبی فقہ مالکی کے جلیل القدر محدث، حافظ، مورخ، فقیہ، نحوی اور عالم بالرجال والانساب ہیں۔ اندلس میں حکومتی قاضی رہے۔ اسماء الرجال کی مشہور کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب اور موطا کی شرح الاستذکار آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ (الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج 11 ص 181-184۔ معجم المؤلفین، ج 13، ص 315)

(26) ابو عبید (150-222ھ)

(ص 93،108،116،134،135،158،160،162،167،168،173،174،175،202)

ابو عبید القاسم بن سلام عظیم محدث، حافظ، فقیہ، مقری اور علوم قرآن کے ماہر تھے۔ ہرات میں پیدا ہوئے اور مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ قرآن، فقہ، لغت اور حدیث پر کئی کتب لکھیں۔ کتاب الاموال آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ (الخطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ج 12 ص 403-416۔ الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج 2، ص 5-6)

(27) امام عبدالرزاق (126-211ھ) (ص 162,170,171)

ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام الصعانی الحمیری الیمنی عظیم محدث، حافظ اور فقیہ ہیں۔ آپ کو امام بخاری کا استاد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس سے آپ کے علمی مقام کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ سیرت وحدیث میں آپ کی کتب کو اولین حیثیت حاصل ہے۔ السنن فی الفقہ، المغازی اور الجامع الکبیر فی الحدیث المعروف المصنف آپ کی مشہور کتب ہیں۔ (الذہبی، میزان الاعتدال، ج 2 ص 126-129۔/ معجم المولفین، ج 5 ص 219)

(28) القرطبی (284-380ھ) (ص 12,13,149,158)

محمد بن احمد، حافظ، محدث، فقیہ ہیں۔ اندلس سے شام ومصر کی طرف حصول تعلیم کے لئے ہجرت کی۔ حصول تعلیم کے بعد پھر واپس گئے عہدہ قضاء پر فائز ہوئے۔ فقہ حسن بصری اور فقہ زہری مدون کی الجامع لاحکام القرآن آپ کی تالیف ہے۔ (الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج 3 ص 201-202)

(29) ابن قدامہ (541-620ھ)

(ص 151,152,157,158,161,164,174,176,181,204)

عبداللہ بن احمد بن محمد المقدسی ثم دمشقی فقہ حنبلی کے امام ہیں۔ جلیل القدر فقیہ اور مجتہد ہیں۔ نابلس (فلسطین) میں پیدا ہوئے اور دمشق میں وفات پائی۔ البرہان فی علوم القرآن، المغنی فی شرح الخرقی مشہور کتب ہیں۔ (الذہبی، سیر النبلاء، ج 13 ص 158-160۔ معجم المولفین، ج 6 ص 30)

(30) ابن قیم (691-751ھ) (ص 47,49)

محمد بن ابی بکر بن ایوب الدمشقی ابن قیم الجوزیۃ کے نام سے مشہور ہیں۔ فقہ حنبلی کے اکابرین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ مفسر، محدث، مجتہد اور متکلم ہیں۔ دمشق میں پیدا ہوئے اور امام ابن تیمیہ کی رفاقت اختیار کی اور ان کے ساتھ دمشق کے قلعہ میں رہے۔ زاد المعاد فی ہدی خیر العباد، اعلام الموقعین آپ کی مشور کتب ہیں۔ (شذرات الذہب، ج 6، ص 168-170۔ الزرکلی، الاعلام، ج 6 ص 180-181)

(31) الکاسانی (587ھ) (ص 20,27,28,152,203)

ابوبکر بن مسعود بن احمد الکاسانی علاؤالدین حنفی، فقیہ، اصولی اور مجتہد ہیں۔ حلب میں مدفون ہیں۔ سلجوقی حکمرانوں اور نورالدین کے مقرب رہے۔ فقہ حنفی کے جلیل القدر عالم تھے۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع فقہ حنفی پر اپنی نوعیت کے اعتبار سے اولین کتاب ہے۔ (الجواہر المضیہ، ج 2 ص 244-246۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج 2

ص235)

(32) الماوردی(364-450ھ) (ص205,181,169,165,155,30)

ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب البصری، عظیم فقیہ، اصولی، مفسر، ادیب اور ماہر سیاسیات تھے۔ بصرہ اور بغداد میں ہی تعلیم وتدریس کی ال بویہ کے عہد میں کئی شہروں کے قاضی رہے۔ فقہ شافعی کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا۔ الاحکام السلطانیہ آپ کی ہی بے نظیر کتاب ہے۔ (خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ج 12، ص 102-103۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان، ج1، ص410-411)

(33) محمود شکری آلوسی(1273-1342ھ) (ص73)

محمود شکری بن عبداللہ الحسینی، الآلوسی، البغدادی، جمال الدین ابوالمعالی عظیم مورخ، ادیب اور لغوی تھے۔ بغداد میں پیدا ہوئے اور عثمانی خلیفہ عبدالحمید ثانی کے عہد میں آپ کو ابتلاء آزمائش سے گزرنا پڑا۔ پہلی جنگ عظیم کے وقت عثمانی حکومت کی مدد کے لئے عبدالعزیز ال سعود کے پاس اپنا سفیر بنا کر بھیجا لیکن آپ کی کوشش کے باوجود ... مدد نہ کی۔ بغداد میں مدفون ہوئے بلوغ الارب فی احوال العرب اور تاریخ بغداد آپ کی مشہور کتب ہیں۔ (الزرکلی، الاعلام، ج8، ص49-50۔ معجم المؤلفین، ج12، ص169)

(34) محمد الخضری(1289-1345ھ) (ص49,48)

محمد بن عففی الباجوری اور الخضری سے مشہور ہوئے۔ آپ عظیم فقیہ، اصولی، مورخ، ادیب اور خطیب تھے۔ قاہرہ میں پیدا ہوئے اور تعلیم حاصل کی۔ خرطوم کے قاضی اور مصر میں حکومتی عہدوں پر فائز رہے۔ اصول الفقہ، تاریخ التشریع الاسلامی، محاضرات فی تاریخ الامم الاسلامیہ آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ (الزرکلی، الاعلام، ج7، ص81۔ معجم المولفین، ج10، ص295)

(35) المرغینانی(593ھ) (ص175,142)

علی بن ابی بکر الفرغانی الحنفی، مفسر، محدث، حافظ اور فقہ حنفی کے عظیم فقیہ و مجتہد تھے۔ آج بھی دینی مدارس میں پڑھائی جانے والی فقہ کی کتاب الہدایہ آپ کی ہی تالیف ہے۔ (الذہبی، سیر النبلاء، ج13، ص53۔ معجم المولفین، ج7، ص45)

(36) المقریزی(769-845ھ) (ص145)

احمد بن علی بن عبدالقادر تقی الدین ابوالعباس اور شہاب الدین آپ کا لقب ہے۔ مورخ، محدث اور ...

کے جامع ہیں۔قاہرہ میں پیدا ہوئے اور وہاں ہی وفات پائی۔فقہ حنفی کی تعلیم حاصل کی بعد میں شافعیت اختیار کی۔نظم نثر اور بالخصوص تاریخ وجغرافیہ پر کتب کثیرہ تحریر کیں جن کی تعداد دو سو کے قریب ہے۔المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار آپ کی مشہور کتاب ہے۔(معجم المؤلفین،ج2،ص11)

(37) ابن منظور(630-711ھ) (ص29,8)

محمد بن مکرم بن علی الافریقی المصری آپ کی کنیت جمال الدین ہے عظیم ادیب اور لغت کے امام ہیں دیگر کئی علوم کے ماہر ہیں۔طرابلس میں قاضی بھی رہے اور مصر میں وفات پائی۔لسان العرب اور مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر آپ کی مشہور کتب ہیں۔(شذرات الذہب،ج6،ص26-27۔معجم المؤلفین،ج12،ص46)

(38) ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی (ص177,163,31,26,25,24,22,21)

عالم عرب کے مشہور مفسر،محدث،فقیہ اور محقق ہیں۔دمشق یونیورسٹی میں فقہ کے استاذ ہیں۔جملہ فقہی مکاتب کے اصول وآراء پر تحقیقی وتنقیدی مطالعہ کے حامل ہیں۔اسلام کے حوالے سے عصر حاضر کے مسائل پر آپ نے کئی مقالات اور کتب تحریر کیں۔الفقہ الاسلامی وادلتہٗ اور آثار الحرب فی الفقہ الاسلامی آپ کی مشہور کتب ہیں۔

(39) ابن الہمام(790-861ھ) (ص204,180,168,167,159)

محمد بن عبدالواحد مشہور حنفی فقیہ ہیں۔مصر میں پیدا ہوئے۔تفسیر وحدیث،فقہ،اصول فقہ،لغت ومعانی میں کمال حاصل تھا۔تصوف کے امام تھے مصر میں خانقاہ شیخونیہ کے نگران آپ ہی تھے۔ارباب اقتدار کے ہاں آپ کو خاص مقام حاصل تھا۔فقہ اور اصول فقہ میں کئی کتب تصنیف کیں۔ہدایہ کی مشہور شرح فتح القدیر آپ کی ہی تالیف ہے۔(معجم المؤلفین،ج10،ص264)

(40) الہندی علی المتقی (885-975ھ) (ص54)

علی بن حسام الدین جونپوری الہندی اور المتقی سے مشہور ہوئے۔فقیہ،محدث اور علوم وفنون کے جامع تھے۔ہندوستان کے بلاد دکن میں پیدا ہوئے لیکن مکہ اور مدینہ میں مستقل قیام رہا اور وہاں ہی وفات پائی۔قرآن وسنت پر کئی کتب تحریر فرمائی،کنز العمال آپ کی ہی تالیف ہے۔(حاجی خلیفہ،کشف الظنون ص561-597۔معجم المؤلفین،ج7،ص59)

(41) ہیکل محمد حسین(1305-1376ھ) (ص205,51,50)

محمد حسین ہیکل مصر کے عظیم ادیب نثر نگار،صحافی،سیاستدان اور مورخ ہیں۔تعلیم قاہرہ میں حاصل کی اور

ڈاکٹریٹ پیرس سے کی۔مختلف مصر رسائل میں لکھا، مختلف اداروں میں پڑھایا، پھر سیاسی میدان میں آئے۔ وزارت علیہ پر متمکن ہوئے اسلامی اور مصری سیاست پر بہت لکھا۔ الفاروق عمر آپ کی بے نظیر کتاب ہے۔ (معجم المؤلفین، ج9، ص263)

(42) ابو یوسف (113-182ھ)

(ص52,53,57,78,94,115,117,118,193,195,203,204)

یعقوب بن ابراہیم بن حبیب الانصاری الکوفی اور بغدادی ہیں اور ابو یوسف آپ کی کنیت ہے۔ عظیم محدث، مفسر، حافظ، فقیہ اور مجتہد ہیں۔ کوفہ میں پیدا ہوئے امام ابو حنیفہ سے فقہ پڑھی۔ عطاء بن سائب سے سماع کیا۔ محمد بن الحسین الشیبانی احمد بن حنبلی اور یحییٰ بن معین نے آپ سے سماع کیا۔ عباسی خلفاء مہدی، ہادی اور ہارون رشید کے عہد میں آپ قاضی القضاء ہے۔ کتاب الخراج کی تحریر کا مقصد بھی عباسی خلفاء کی رہنمائی تھا۔ فقہ حنفی کی تدوین و ترویج آپ کا اہم کارنامہ ہے اس سلسلہ میں آپ نے کتب تحریر کیں۔ (ابن خلکان، وفیات الاعیان، ج2، ص400-406)

فہرست اماکن

مصادر و مراجع

(1) القرآن الکریم

(2) کتاب مقدس، بائبل سوسائٹی لاہور 1984ء۔

(3) آلوسی، سید محمود، روح المعانی فی تفسیر القرآن والسبع المثانی، دار الکتب العلمیہ بیروت، 1994ء۔

(4) ابو اسحاق الشیرازی الشافعی، ابراہیم بن علی، المہذب، مطبعہ عیسی البابی الحلبی مصر۔

(5) اصلاحی، امین احسن، اسلامی ریاست، دار التذکیر لاہور 2002ء۔

(6) البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار السلام الریاض 2000ء۔

(7) البلاذری، ابو العباس احمد بن یحییٰ بن جابر، فتوح البلدان، مؤسۃ المعارف بیروت، 1987ء۔

(8) البہوتی، منصور بن یونس بن ادریس، کشاف القناع عن متن الاقناع، مطبعۃ المملکۃ العربیہ السعودیۃ [illegible]

(9) البیہقی، ابوبکر احمد بن الحسین، معرفۃ السنن والآثار، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1991ء۔

(10) البیہقی، احمد بن الحسین بن علی ابوبکر، السنن الکبریٰ، نشر السنۃ ملتان۔

(11) پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

(12) پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

(13) الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، دار السلام الریاض 2000ء۔

(14) تقی عثمانی، مولانا، عیسائیت کیا ہے؟ دار الاشاعت کراچی (س ن)۔

(15) ابن تیمیہ، احمد، مجموع فتاویٰ، دار عالم الکتب الریاض، 1991ء۔

(16) الجرجانی علی بن محمد الشریف، کتاب التعریفات، دار الکتب العلمیہ بیروت، 1983ء۔

(17) الجصاص، ابوبکر احمد بن علی الرازی الحنفی، احکام القرآن، سہیل اکیڈمی لاہور، الطبعۃ الثانیۃ [illegible]99[illegible]۔

(18) جلال الدین عمری، سید، غیر مسلموں سے تعلقات اور ان کے حقوق، ادارہ تحقیق و تصنیف، علی گڑھ 999[illegible]

(19) ابن جماعۃ، الامام بدر الدین، تحریر الاحکام فی تدبیر اہل الاسلام، المحکمۃ الشرعیہ والشؤون الدینیۃ بدولۃ قطر [illegible]98[illegible]

(20) حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبداللہ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، المطبعۃ الاسلامیہ تہران۔

(21) حامد انصاری، مولانا، اسلام کا نظام حکومت، الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور 1999ء۔

(22) ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، الاصابہ فی تمییز الصحابۃ، دار الفکر بیروت، 2001۔

(23) ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، فتح الباری، دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور پاکستان 1981ء۔

(24) ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد، المحلّی، دار الافاق الجدیدۃ، بیروت (س ن)۔

(25) خالد علوی، ڈاکٹر، اسلام کا معاشرتی نظام، الفیصل تاجران و ناشران کتب لاہور 2005ء۔

(26) الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی، تاریخ بغداد، دار الکتاب العربی بیروت۔

(27) ابن خلدون، علامہ عبد الرحمٰن، تاریخ ابن خلدون، مکتبہ المدرسۃ و دار الکتاب البنانی بیروت 1967ء۔

(28) ابن خلکان، شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر، وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان دار صادر بیروت 1987ء۔

(29) خورشید احمد فارق، ڈاکٹر، حضرت عمرؓ کے سرکاری خطوط، پرنٹ لائن پبلشرز لاہور 1999ء۔

(30) ابو داؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابی داؤد، دار السلام الریاض 2000ء۔

(31) الدارقطنی، علی بن عمر، السنن، نشر السنۃ ملتان۔

(32) الدارمی، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن، سنن الدارمی، نشر السنۃ ملتان۔

(33) الرازی، فخر الدین، ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن حسین، مفاتیح الغیب، دار الکتب العلمیہ بیروت۔

(34) ابن رجب الحنبلی، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن احمد، الاستخراج لاحکام الخراج، دار المعرفۃ بیروت 1979ء۔

(35) الذہبی، محمد بن احمد، تذکرۃ الحفاظ، دار احیاء التراث العربی بیروت۔

(36) الذہبی، محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت۔

(37) الزبیدی، محمد مرتضیٰ سید، تاج العروس، دار الفکر دمشق۔

(38) ابن زنجویہ، ابو احمد حمید بن مخلد بن قتیبۃ الازدی الخراسانی، کتاب الاموال، دار الکتب العلمیہ بیروت، الطبعۃ الاولیٰ 2006ء۔

(39) ابو زہرۃ، محمد، العلاقات الدولیۃ فی الاسلام، دار الفکر العربی بالقاہرۃ (س ن)۔

(40) الزحیلی، وھبۃ الدکتور، آثار الحرب فی الفقہ الاسلامی، دار الفکر دمشق، الطبعۃ الرابعۃ 1992ء۔

(41) الزحیلی، وھبۃ الدکتور، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دار الفکر دمشق الطبعۃ الرابعۃ 1997ء۔

(42) الزحیلی، وھبۃ الدکتور، العلاقات الدولیۃ فی الاسلام، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، الطبعۃ الاولیٰ 1981ء۔

(43) الزیدان، عبد الکریم، احکام الذمیین والمستأمنین فی دار الاسلام، جامعۃ بغداد عراق، الطبعۃ الثانیۃ 1976ء۔

(44) زیدان، عبد الکریم، مجموعۃ بحوث فقہیہ، مکتبۃ القدس بغداد، 1982ء۔

(45) سرخسی، شمس الدین ابو بکر محمد بن ابی سہل، کتاب المبسوط، مکتبہ الحبیبیۃ کوئٹہ۔

(46) السرخسی، محمد بن احمد، شرح کتاب السیر الکبیر، مولوی نصر اللہ منصور الامیر العام لحرکۃ الانقلاب الاسلامیہ الافغانیۃ 1405ھ۔

(47) ابن سعد، محمد، الطبقات الکبریٰ، دارصادر بیروت، 1957ء۔

(48) سنہوری، عبدالرزاق احمد، الوسیط فی شرح القانون المدنی الجدید، دارالنشر للجامعات المصریۃ قاہرہ 1952ء۔

(49) سید سلیمان ندوی، تاریخ ارض القرآن، محمد سعید اینڈ سنز کراچی (س ن)۔

(50) السیوطی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر الحافظ جلال الدین، تاریخ الخلفاء، دارالفکر بیروت 1974ء۔

(51) الشافعی، ابوعبداللہ محمد بن ادریس، کتاب الام، ابناء مولوی محمد بن غلام رسول السورتی تجار الکتب بمبئی۔

(52) شبلی نعمانی، مولانا، الفاروق، مکتبہ الاسلامیہ فیصل آباد 2005ء۔

(53) شبلی نعمانی، مولانا، مقالات شبلی نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد 1989ء۔

(54) شاہ معین الدین احمد ندوی، تاریخ اسلام نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد 1985ء۔

(55) شاہ ولی اللہ، الشیخ احمد، حجۃ اللہ البالغۃ، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

(56) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، فقہ عمر، ترجمہ ابویحییٰ امام خان نوشیروی، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور طبع سوم 1976ء۔

(57) الشربینی، الشیخ محمد الخطیب، مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنھاج، دارالفکر دمشق۔

(58) شریف الرضی، نہج البلاغۃ، مطبعۃ عیسی البابی الحلبی وشرکاء بمصر۔

(59) الشوکانی، محمد بن علی، نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار من احادیث سید الاخیار، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی 1987ء۔

(60) الشہرستانی، محمد بن عبدالکریم، الملل والنحل، مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ بمصر 1961ء۔

(61) ابن ابی شیبہ، ابوبکر عبداللہ بن محمد، مصنف ابن ابی شیبہ، دارالفکر بیروت، 1994ء۔

(62) الشیبانی، محمد بن الحسن، کتاب السیر الصغیر، مجمع البحوث الاسلامیۃ الجامعۃ الاسلامیۃ العالمیۃ اسلام آباد 1998ء۔

(63) طاہر القادری، ڈاکٹر محمد، الحقوق الانسانیۃ فی الاسلام، منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور 2004ء۔

(64) الطبری، محمد بن جریر ابوجعفر، تاریخ الامم والملوک، دارالکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ 2003ء۔

(65) طٰہٰ حسین، ڈاکٹر، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت فاروق اعظم (اردو ترجمہ شاہین عطا) نفیس اکیڈمی کراچی۔

(66) ابن عابدین، السید محمد امین، رد المحتار علی الدر المختار، مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ مصر 1966ء۔

(67) ابن عابدین، السید محمد امین، مجموعہ رسائل ابن عابدین، رسائل ابن عابدین، سہیل اکیڈمی لاہور، الطبعۃ الثالثۃ۔

(68) ابن عاشور، محمد الطاہر، تفسیر التحریر والتنویر، موسسۃ التاریخ بیروت 2000ء۔

(69) ابن عبدالبر، ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد القرطبی، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، دارالکتب العلمیہ بیروت 2002ء۔

(70) عبدالحمید احمد ابوسلیمان ڈاکٹر، اسلام اور بین الاقوامی تعلقات، فیمس بکس لاہور 1991ء۔

(71) عبدالرزاق، ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی، المصنف من منشورات المجلس العلمی دار التعلیم بیروت 1972ء۔

(72) عبدالسلام ندوی، مولانا، اسوۂ صحابہ، نعمانی کتب خانہ لاہور 2001ء۔

(73) ابوعبیدالقاسم بن سلام، کتاب الاموال، مکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ پاکستان۔

(74) عبدالقدوس ہاشمی، مولانا، فاروق اعظم نمبر (فتوحات فاروقی کی وسعت وخصوصیت)، ضیائے حرم لاہور۔

(75) عبدالماجد دریا آبادی، مولانا، قصص ومسائل، مجلس نشریات اسلام کراچی۔

(76) ابن العربی، ابوبکر محمد بن عبداللہ، احکام القرآن مطبعۃ السعادۃ مصر۔

(77) ابن عساکر، ابوالقاسم علی بن الحسن الشافعی، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، دارالمسیرۃ بیروت 1979ء۔

(78) ابوالفلاح عبدالحی بن العماد الحنبلی، شذرات الذہب فی اخبار من ذہب، مکتبۃ القدسی القاہرۃ۔

(79) ابن قدامۃ ابومحمد عبداللہ بن احمد بن محمد، المغنی، مکتبہ الریاض الحدیثۃ الریاض۔

(80) القرشی الحنفی محمد بن محمد بن نصراللہ، الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ، میرمحمد کتب خانہ کراچی۔

(81) القرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، داراحیاء التراث العربی بیروت، 1965ء۔

(82) ابن قیم، شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن ابی بکر، اعلام الموقعین عن رب العالمین، دارالفکر بیروت، 1997ء۔

(83) ابن قیم، محمد بن ابی بکر، احکام اہل الذمۃ، دارالعلم للملایین بیروت، الطبعۃ الثانیۃ 1981ء۔

(84) ابن قیم، محمد بن ابی بکر، زادالمعاد فی ہدی خیرالعباد، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت۔

(85) الکاسانی، علاءالدین ابی بکر بن سعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

(86) ابن کثیر، عمادالدین اسماعیل، تفسیر القرآن العظیم، دارالخیر دمشق، 1990ء۔

(87) کحالہ، عمر رضا، معجم المؤلفین تراجم مصنفی الکتب العربیۃ، داراحیاء التراث العربی بیروت۔

(88) ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، دارالسلام الریاض 2000ء۔

(89) مالک بن انس، الامام، المدونۃ الکبریٰ، دارصادر بیروت 1323ھ۔

(90) مالک ابن انس، الامام، الموطا، میرمحمد کتب خانہ کراچی۔

(91) الماوردی، الامام ابوالحسن علی بن محمد، الاحکام السلطانیۃ، مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ بمصر قاہرہ 1944ء۔

(92) محمد اسحاق قریشی، ڈاکٹر، حضور اکرم ﷺ پیغمبر امن وسلامتی، مکتبہ زاویہ لاہور 1997ء۔

(93) محمد اسحاق قریشی، ڈاکٹر، نبی اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور تعلیمات کی روشنی میں احترام آدمیت، مرکز تحقیق فیصل آباد 2008ء۔

(94) متولی یوسف چلپی، مسیحیت علمی اور تاریخ حقائق کی روشنی میں، مجلس نشریات اسلام کراچی۔

(95) محمد حمید اللہ الدکتور، مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ للعہد النبوی والخلافۃ الراشدۃ، دارالارشاد بیروت، طبعۃ الثالثۃ 1969ء۔

(96) محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، قانون بین الممالک اصول اور نظیریں، مکتبہ ابراہیمیہ حیدر آباد دکن طبع ثانی 1364ھ۔

(97) محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، رسول اکرم کی سیاسی زندگی، دارالاشاعت کراچی 1987ء۔

(98) محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، عہد نبوی میں نظام حکمرانی، اردو اکیڈمی سندھ کراچی 1987ء۔

(99) محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، ادارہ تحقیقات اسلامی الجامعہ الاسلامیۃ العالمیۃ اسلام آباد، اشاعت دوم 1990ء۔

(100) محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، پیغمبر اسلام ﷺ، مترجم پروفیسر خالد پرویز، بیکن بکس لاہور 2005ء۔

(101) محمود احمد غازی، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور ii، بہاولپور یونیورسٹی بہاولپور، بار اول 1997ء۔

(102) محمود احمد غازی، ڈاکٹر، محاضرات فقہ، الفیصل ناشران وتاجران کتب لاہور 2005ء۔

(103) محمود شکری آلوسی، بلوغ الارب، اردو ترجمہ پیر محمد حسن، مرکزی اردو بورڈ لاہور 1967ء۔

(104) محمد الخضری، الشیخ، تاریخ التشریع الاسلامی دارالفکر، 1981ء۔

(105) محمد رشید رضا، تفسیر المنار، دارالمعرفۃ بیروت، طبعۃ ثانیۃ۔

(106) محمد رواس، قلعہ جی، معجم لغۃ الفقہاء، ادارۃ القرآن والاسلامیۃ کراچی،۔

(107) محمد رواس، قلعہ جی، فقہ عمر، اردو ترجمہ ساجد الرحمٰن صدیقی، ادارہ معارف اسلامی لاہور 1994ء۔

(108) المراغی، احمد مصطفیٰ، تفسیر المراغی، مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ بمصر طبع ثالث 1962ء۔

(109) مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم، دارالسلام الریاض 2000ء۔

(110) لمرغینانی، ابوالحسن علی بن ابی بکر الفرغانی، الہدایۃ، مکتبہ شرکت علمیۃ ملتان۔

(111) المسدوسی، احمد عبداللہ، مذاہب عالم، مکی دارالکتب لاہور 2004ء۔

(112) مفتی محمد شفیع، اسلام کا نظام آراضی، دارالاشاعت کراچی۔

(113) المقریزی، ابوالعباس احمد بن علی، المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1998ء۔

(114) ابن منظور الافریقی، جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، داراحیاء التراث العربی بیروت طبعۃ جدیدۃ محققۃ 1988ء۔

(115) مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن لاہور 1991ء۔

(116) مودودی، سید ابوالاعلیٰ، نصرانیت قرآن کی روشنی میں، ادارہ ترجمان القرآن لاہور 1995ء۔

(117) مودودی، سید ابوالاعلیٰ، یہودیت قرآن کی روشنی میں، ادارہ ترجمان القرآن لاہور 1995ء۔

(118) مودودی، سید ابوالاعلیٰ، الجہاد فی الاسلام، ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔

(119) مودودی، سید ابوالاعلیٰ، خلافت وملوکیت، اسلامک پبلی کیشنز لاہور۔

(120) النسائی، ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب، سنن النسائی، دارالسلام الریاض 2000ء۔

(121) ابن ہبیرۃ الحنبلی، یحییٰ بن محمد، الافصاح عن معانی الصحاح، المؤسسۃ السعیدیۃ بالریاض 1398ھ۔

(122) ابن ہشام، ابومحمد عبدالملک، السیرۃ النبویۃ، المکتبہ الفاروقیہ ملتان 1977ء۔

(123) ابن الہمام، کمال الدین محمد بن عبدالواحد، شرح فتح القدیر، المکتبہ التجاریۃ الکبریٰ بمصر۔

(124) الہندی، علی المتقی بن حسام الدین البرہان پوری، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، مکتبہ التراث الاسلامی حلب 197[illegible]

(125) ہیکل، محمد حسین، الفاروق عمر، مکتبہ النہضۃ المصریۃ قاہرہ، 1964ء۔

(126) یحییٰ بن آدم القرشی، کتاب الخراج، دارالمعرفۃ بیروت 1979ء۔

(127) ابی یعلیٰ، محمد بن الحسین الفراء، الاحکام السلطانیۃ، دارنشر الکتب الاسلامیۃ لاہور۔

(128) ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج، دارالمعرفۃ بیروت، 1979۔

(129) یٰسین مظہر صدیقی، ڈاکٹر محمد، الفاروق ایک مطالعہ، ادارہ علوم اسلامیہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی 2002ء۔

انگریزی کتب اور انسائیکلو پیڈیاز

(130) Dr. Muhammad Hamidullah, <u>The Muslim Conduct of State</u>, Sh. Muhammad Ashraf, Publishers, Booksellers & Exporters LHR, 1996

(131) Philip K.Hitti, <u>History of The Arabs</u>, Machmillan & Co. LTD London, New York 1960.

(132) <u>The New Enccloepeadia of Britannica</u>, Helen Hemingway Benton, Toronto, USA1982.

(133) T.W.Anold, <u>The Preaching of Islamc</u>, A History of The Propagation of the Muslim Faith, Shirkat-i-Qualam LHR.

(134) Afzal Iqbal, <u>Diplomacy in Islam</u>, Institute of Islamic Culture LHR 1962.

(135) H.A.R. Gibb and J.H.Kramers, <u>Shorter Encyclopaedia of Islam</u>, London Luzac & Co1961.

(136) <u>اردو دائرہ معارف اسلامیہ</u>، پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

(137) <u>اردو جامع انسائیکلو پیڈیا</u>، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور۔